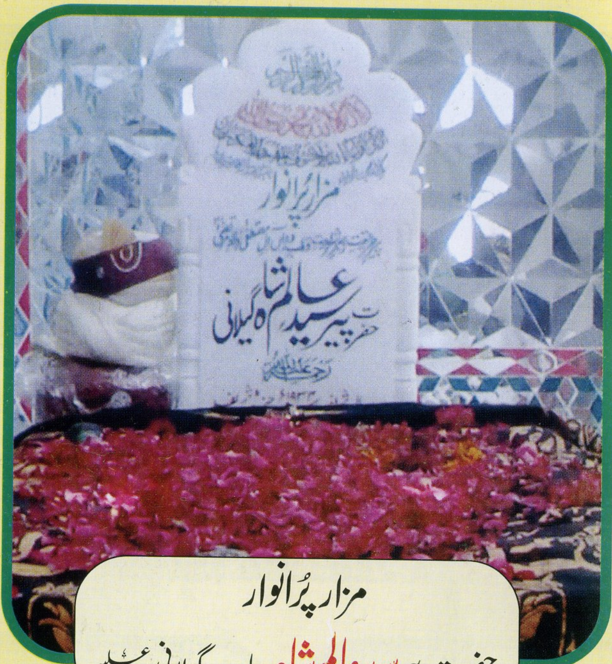
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سلسلۂ ذہبیہ گیلانیہ

خاکپائے قبلہ حضور مفکر اسلام

از قلم

راجہ انعام الحق قادری جیلانی



مزار پُرانوار

حضرت پیر **سید عالم شاہ** صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ



مزار پرانوار

پیر سید **ولایت علی شاہ** جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

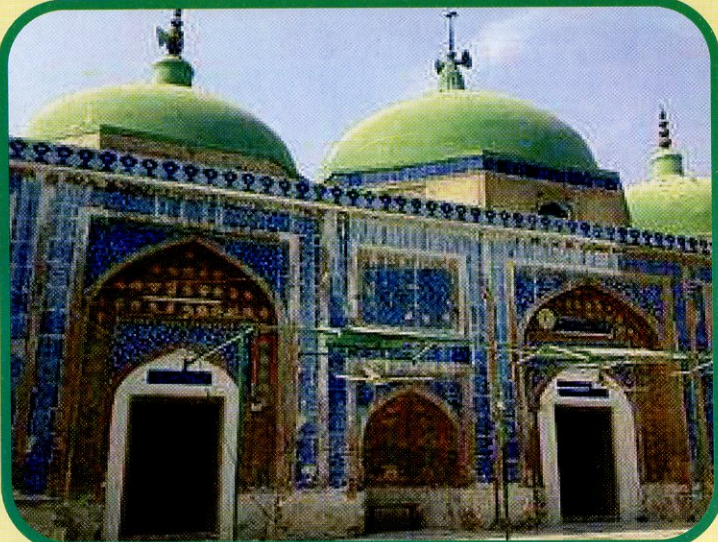
(والدِ محترم حضور مفکرِ اسلام)



مزار پرانوار

سیدہ بی بی **جان فاطمہ** گیلانیہ رحمۃ اللہ علیہا

(والدہ محترمہ حضور مفکرِ اسلام)



جامع مسجد دربارِ عالیہ اُچ شریف



مزار پاک حضرت پیر سید **محمد غوث بندگی** رحمۃ اللہ علیہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سلسلۂ ذہبیہ گیلانیہ

خاکپائے قبلہ حضور مفکر اسلام



راجہ انعام الحق قادری جیلانی

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

0300 7681230   0300 6674752

نام کتاب	ـــــــــ	سلسلہ ذھبیہ گیلانیہ
مؤلف	ـــــــــ	راجہ انعام الحق قادری جیلانی
باراول	ـــــــــ	اپریل 2016
تعداد	ـــــــــ	ایک ہزار
طابع	ـــــــــ	محمد شفیق مجاہد چشتی
ہدیہ	ـــــــــ	روپے
ٹائٹل	ـــــــــ	محمد علی چشتی 03357700565

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تا کے اگلے ایڈیشن میں اسکی تصیح ہو سکے۔ شکریہ

انتساب

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

''سلسلہ ذھبیہ گیلانیہ'' کو اس ہستی کے نام کرتا ہوں۔ جو اس خاندان کے اندر مدارِ ہستی ہیں۔

جو قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''جگر پارہ'' اور قبلہ پیر سید ولائت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''زوجہ مطہرہ'' اور قبلہ پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب مدظلہ العالی کی ''والدہ ماجدہ'' اور جانشینِ قبلہ حضور مفکر اسلام قبلہ پیر سید علی امام شاہ صاحب کی ''دادی صاحبہ'' ہیں۔

میری مراد عابدہ، زاہدہ، عاقلہ، شاکرہ، صابرہ،
بنتِ قطب مدارِ اول، سیدہ کائنات، سیدۃ النساء العالمین
سیدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا

عظمتِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ہے زمانے میں مسلّم عظمتِ آلِ رسول
پوچھئے قُرآں سے شان و عزتِ آلِ رسول

آیتِ تطہیر ہو یا ہو مودّۃ کا بیان
خود خُدا فرما رہا ہے مدحتِ آلِ رسول

بدنصیبوں کو یزیدیت کی نسبت مل گئی
خوش نصیبوں کو ملی ہے نسبتِ آلِ رسول

اَنْتَ فِیْھِمْ سے ملی بیشک عذابوں سے نجات
کم نہیں یہ بدنصیبو برکتِ آلِ رسول

عترت و آلِ محمد ہیں سفینہ نجات
سُنّتِ خیرالوریٰ ہے سُنّتِ آلِ رسول

بالیقیں صآئم ہماری مغفرت ہو جائے گی
ہے ہمارے دِل میں قائم اُلفتِ آلِ رسول

شانِ مرشد

دُکھ مُک جاندے جد پیندا اے دِل وچ لشکارا مرشد دا
تیرا مرشد تیتھوں دُور نہیں ہے چانن سارا مُرشد دا

مُرشد دے پاک دوارے تے ہر دَرد دا دارُو مِل دا اے
دِن رات دُعاواں منگیا کرو رَہوے وسدا دوارا مُرشد دا

جیہڑا امان ہے بھکھیاں ننگیاں دا جیہڑ ادردی ماڑیاں چنگیاں دا
رہوے محشر تیک بلندی تے ہر وقت ستارا مرشد دا

رب قبر اوہدی پُرنُور کرے ایہہ نکتہ دسیا رُومی نے
جس دید خدا دی کرنی اے کر لوے نظارا مرشد دا

جد ماں، پیو، بھین بھراواں دے ٹُٹ جانے رِشتے سارے نے
اُس اوکھے ویلے اَونا ایں کم صرف سہارا مرشد دا

ایہہ منّیاں بھاویں مجرم ہاں عیباں نال دفتر کالے نے
سب دفتر پل وچ دُھپ جانے جدوں ہویا اشارا مرشد دا

کو ہجے تے کملے صآئم نوں سوہنے دیاں نظراں تار گئیاں
کی دَسّاں کناں میرے تے اِحسان ہے بھارا مرشد دا

(حضرت علاّمہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

فہرست

سیّدہ جانِ فاطمہ گیلانیہؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُخن اوّلیں

اس مالک الملک کی لاتعداد حمد وثناء کہ جو وحدہ لاشریک ہے، جوتمام عالمین کا پالن ہار ہے۔ جوابدی ازلی لم یزلی ہے۔ جوصرف اور صرف لائق ِعبادت ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے کہ ذاتی طور پر جس کے ناموں میں کاموں میں صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔

الغرض! جب اسکا فضل ہوجائے تو ہر شے میں اسکی معرفت کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے۔ اور پھر لاتعداد دُرود وسلام اس ذاتِ اقدس پر کہ جو وجہ ہیں ہر شے کے معرض وجود میں آنے کی۔

جو امام المرسلین ہیں۔ جو رحمۃ اللعالمین ہیں۔ جو مظہرِ ذاتِ خدا اور محبوبِ رب العالمین ہیں۔ جو ایسی ہستی ہیں کہ جنکی نظر کرم اُٹھ جائے تو قبلے بدل جائیں، جنکی انگلی اُٹھ جائے تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے چھوڑ دے۔ جنکے اشارے سے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس پلٹنا پڑ جائے، جنکے اوصافِ دلبریں کی قسمیں رب العالمین اُٹھائے۔ غرضیکہ جن کے نورانی مکھڑے پر (ایمان لانے کے بعد) ایک نظر پڑ جائے۔ تو اسے رب کا وہ راضی نامہ جو جنت میں چل

کر کے ملنا تھا وہ اسی دنیا میں مل جائے۔وہ ذاتِ گرامی نبی پاک ،صاحب لولاک ،نورِ خدا ،معراج کے دولہا ،شافع محشر ،سرکار دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک ذات ہے۔اور آپ کے طفیل میں درود ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پر اور خدام پر۔اور جملہ اصحاب پر اور ان حضرات پر جو عقیدہ صحیح کے ساتھ آپ کی پیروی کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بے حد فضل وکرم کے سبب اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت کی بدولت فقیر کی دیرینہ خواہش سعادت میں بدل گئی کہ حضور غوث الاعظم ،محبوب سبحانی ،غوث صمدانی ،شہباز لامکانی ،قطب ربانی حضرت میراں محی الدین پیرانِ پیر پیر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی کے پاک گھرانے کے ان نفوسِ قدسیہ کا ذکر خیر کرنے کی خوش نصیبی مل رہی ہے۔کہ جنکا ذکرِ خیر بے شک خود ذاکر کیلئے دنیا وآخرت میں خیر و برکت اور نجات کا ذریعہ ہے۔کیوں نہ ہو کہ جب افضل الامت خلیفہ برحق حضرت ابوبکر الصدیقؓ کی ذات پاک نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک شہزادوں کو کندھوں پر سوار کر کے یہ پیغام دیا کہ دنیا میں کوئی بھی عہدہ مل جائے مگر اہل بیت کے مقام اور مرتبے کو کبھی نہ بھولنا۔لہذا جب اس پاک گھرانے کی اولاد پاک کی پاکیزہ زندگیوں کا بغور مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے۔کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحبِ

لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ اخلق خلقھم لحوائج الناس ، تفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولئك الآ منون من عذاب اللہ

بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مخلوق کی حاجت روائی کیلئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لے آتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عذاب سے امان میں ہیں۔

(مجمع الزوائد، ۸: ۱۹۲)

کیوں نہ ہو۔ کہ یہ پاک گھرانہ تو وہ ہے کہ قاسم ولایت انہی کے والد گرامی کو کہتے ہیں اور نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں و اللہ یعطی و انما انا قاسم۔۔ ولایت کے اس محکمے کے کچھ افراد کے بارے میں آیئے بزبانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروایتِ مرتضیٰ علیہ السلام سناتے ہیں۔

ابن عبید کہتے ہیں:

ذکر اھل الشام عند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھو بالعراق، فقالوا: العنھم یا امیر المومنین قال: لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: الا بدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا ، کلما مات رجل، ابدل اللہ

مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث و ینتصر بھم علی الاعداء. ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب

حضرت علیؓ کے پاس اہل شام کا ذکر کیا گیا۔اس وقت آپ عراق میں تھے۔لوگوں نے کہا: یا امیر المومنین! اہل شام پر آپ لعنت بھیجیں۔آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: شام میں چالیس ابدال ہونگے۔ان میں سے جب بھی کوئی مرتا ہے۔تو اللہ تعالی اسکی جگہ کسی دوسرے کو ابدال بنا دیتے ہیں۔انکی وجہ سے اہل شام بارش سے سیراب کئے جاتے ہیں دشمنوں پر انکو ابدال کے وسیلے سے فتح عطا کی جاتی ہے۔اور اہل شام سے ان کے وسیلے سے عذاب ختم کیا جاتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل،ا: ۱۱۲۔مجمع الزوائد۔۱۰: ۶۲)

اسکا مطلب رب تعالی ایسی ہستیوں کے وسیلہ جلیلہ سے مخلوقات کو نعمت خداوندی عطا کرتا ہے۔فتح عطا کی جاتی ہے۔اور عذاب الہی سے چھٹکارا ملتا ہے۔مگر آجکل تو حوادثِ زمانہ نے کچھ ایسی کروٹ لی ہے۔کہ جوں ہی کوئی شخص ذرا پڑھ لکھ جاتا ہے۔تو سب سے پہلا کام وہ ہر اس شے کو نہ ماننے سے کرتا ہے۔جو اسکی عقل کے ترازو پر پورا نہیں اترتی۔اور بہت دفعہ تو وہ اپنے ماں باپ تک کو نہ جانے کیا کیا طعنے دے جاتا ہے کہ آپ کیا بزرگوں کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں۔اور بزرگوں کے لوٹے اٹھانے اور جوتے اٹھانے میں کیا رکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔لہذا آیئے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں۔کہ مذہب حق اہل سنت و الجماعت کا یہ عقیدہ (کہ بزرگوں کے جوتے،مصلہ،لوٹا اٹھانا وغیرہ بہت بڑی

سعادت ہے) صحابہ کرام سے ثابت ہے یا نہیں۔اور کیا بدعقیدہ لوگوں کے انکار کا عقیدہ دین اسلام کے عین مطابق ہے؟۔

چنانچہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں شام سے (مدینے شریف) آیا میں نے (مسجد نبوی شریف میں) دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا کی:

اللهم يسر لی جليسا صالحا

اے اللہ مجھے کوئی اچھا ساتھی ملا دے۔

چنانچہ میں ایک حلقہ میں آیا تو اچانک میرے ساتھ ایک بزرگ بیٹھ گئے۔ میں نے معلوم کیا تو وہ حضرت ابو درداءؓ تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں نے ایسے ایسے دعا کی تھی۔ تو اللہ نے آپ کو میرا جلیس بنا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: تو کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کوفہ کا نام لیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

اوليس عندكم ابن ام عبد صاحب النعلين والوسادة والمطهرة

کیا تمہارے پاس ابن مسعود نہیں ہیں۔ جو حضور علیہ السلام کی نعلین پاک، تکیہ مبارک اور لوٹا شریف اٹھانے والے ہیں۔

کیا مطلب نکلا؟ مطلب یہ کہ حضرت ابو درداءؓ جیسے عظیم صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بھی عظمت وفضیلت کا معیار تبرکاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی بنتا ہے۔ حالانکہ حضرت ابن مسعود معلم ھذہ الامۃ بھی تھے۔ اور بھی بیشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ مگر حضرت ابو درداءؓ نے نبی پاک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کو باقی خوبیوں پر فوقیت دی ہے۔اگر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین، تکیہ اور لوٹا اٹھانے والے کا یہ عالم ہے تو دوشِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہونے والے کا کیا عالم ہوگا؟ بس نہ سمجھ آئے تو اینٹوں کا ایک کمرہ ہے اور سمجھ آجائے تو وہی کعبہ ہے؟

اب ذرا سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کے افراد کے بارے میں بھی تھوڑا غور فرمایئے۔کہ

حدثنا سهل بن ابی سهل ،ومحمد بن اسماعيل قالا:حدثناعبد السلام بن صالح ابو صلت الهروی:حدثنا علی بن موسی الرضا ،عن ابيه، عن جعفر بن محمد،عن ابيه ،عن علی بن الحسين ،عن ابيه، عن علی بن ابی طالب ،قال : قال رسول الله (صلی الله عليه وآله وسلم) :الايمان معرفة بالقلب وقول باللسان و عمل با لاركان .قال ابو صلت : لو قریٔ هذا الاسناد علی مجنونٍ لبرّا

(ابن ماجہ، ۶۵۔تاریخ اصبہان۔تہذیب الآثار، مسند ابن عباس:۱۰۲۹)

(شعب الایمان، امام بیہقی:۱۷۔معجم الاوسط: ۶۲۵۴، ۸۵۸۰)

(العربعون، امام آجری:۱۲۔معجم ابن اعرابی:۱۰۵۷۶)

امام عبدالسلام بن ابوصلت الھروی، امام علی رضا علیہ السلام سے

وہ اپنے والد (امام موسی کاظم) سے

وہ امام جعفر بن محمد سے

وہ اپنے والد (امام محمد الباقر) سے

وہ امام علی بن حسین سے

وہ اپنے والد (امام حسین علیہ السلام) سے

وہ اپنے والد حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایمان دل سے پہچاننے، زبان سے اقرار کرنے اور ارکان پر عمل کرنے کا نام ہے

(امام ابن ماجہ کے شیخ) امام ابوصلت ہروی فرماتے ہیں کہ اگر یہ سند

(عن علی بن موسی الرضا، عن ابیہ، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ، عن علی بن الحسین، عن ابیہ، عن علی بن ابی طالب علیہم السلام)

کسی مجنون (پاگل) پر پڑھ کر دم کیا جائے۔ تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ جس گھرانے کی ذواتِ مقدسہ خود نہیں۔ بلکہ انکے نام کی یہ برکت ہے۔ تو ذرا سوچئے کہ خود ان ذاتوں کے اندر کیا کیا برکات اور کثرت خیر نہیں ہوگی۔ ذرا ایک اور زاویے سے بھی دعوت فکر دیتا ہوں۔ وہ ایسے کہ ان ناموں کی ان پاک ذاتوں کے ساتھ پہلے کوئی نسبت نہیں تھی۔ بعد میں جب ان ناموں کی نسبت ان ذواتِ

مقدسہ کے ساتھ ہوگئی۔تو جو برکات ان ذاتوں میں تھیں۔تو وہ ان ناموں میں بھی آنا شروع ہوگئیں۔اسی طرح جب ہم جیسے لوگ بھی اپنی نسبت اس پاک گھرانے کی کسی ہستی کے ساتھ جوڑ لیں گے۔تو یقینا وہ برکات ہمیں بھی ملنا شروع ہوجائیں گی۔

اسی لئے رئیس الجمد دین خواجہ خواجگان حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ فرماتے ہیں۔کہ

ہر فیض جوامت کو ملا ہے۔ان امجاد خیر العباد علیھم السلام سے ملا ہے۔نہ اپنے آباؤاجداد سے

(ملفوظاتِ مہریہ۔ص ۱۲۳)

آگے چل کر کہ آج کے حالات کے تناظر میں دیکھا جائے۔تو کیا خوب فرمایا تھا۔کہ

مجھے بعض لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے کہ وہ حضرات اہل اللہ کی محبت میں انکے مشاہد و مزارات اور قیام وجلوس کے مقامات تک تو ادب کرتے ہیں۔لیکن انکی ذریت و اولاد جنکے رگ و ریشہ میں ان حضرات کا خون جاری و ساری ہے۔ان کا احترام بجانہیں لاتے

(ملفوظاتِ مہریہ۔ص ۱۲۵)

اب ذرا ماننے والوں کا ذکر بھی سنتے جایئے۔کہ جو ماننے والا ہوتا ہے۔وہ نقطہ چینیاں نہیں اور نہ ہی علم ظاہر کر رہا ہوتا ہے۔بلکہ وہ اپنی سوچ کو اپنے مرشد،ھادی،راہنما کے تابع کر دیتا ہے۔جیسے کہ

حضرت ابوموسیٰؓ خود فرماتے ہیں۔ کہ جب میں نبی پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطحائے مکہ میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے۔ اور مجھ سے پوچھا: احججت؟ کیا تو نے حج کی نیت کی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: بما اھللت؟ کیا احرام باندھا؟ میں نے عرض کیا؟ یوں کہ

لبیک باھلال کاھلال النبی صلی اللہ علیہ و سلم۔ میں حاضر ہوں اسی نیت احرام کے ساتھ جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام سے نیت فرمائی ہے۔

یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: احسنت۔ تو نے بہت اچھا کیا۔ (یہ نہیں فرمایا تو نے عبادت کی نیت میں مجھے کیوں شامل کرلیا)

(مسلم شریف۔ ۲۹۵۷)

حضرت مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم نے حجۃ الوداع میں اس طرح نیت فرمائی کہ جو نیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی میری بما اھل بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(مسلم شریف۔ ۲۹۴۳)

یعنی سالک کا کام مرشد کامل کی پیروی کرنا ہے، بقول میاں محمد بخش صاحبؒ

اکو گل پچھانڑوں یارو بہتیاں کیڑیاں گلاں
میں دیتی ہتھ بھاگ بلوچے جدھر چلاوے چلاں

اور پھر غیر اللہ کے بارے میں نازل ہونے والی آیات اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی جاتی ہیں۔حالانکہ قرآن کی بولی میں من دون اللہ والے اور ہیں۔اور من لدن اللہ والے اور ہیں۔اسی طرح انعمت علیهم والے اور ہیں اور غیر المغضوب علیهم والے اور ہیں۔جنھیں اصحاب الجنة اور اصحاب النار سے بھی ممیز کیا گیا ہے۔اتنا بڑا فرق ہونے کے باوجود فرق نہ کرنا بھی زیادتی کے ساتھ زیادتی ہوگی۔جیسا کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کو خیر والے اور شر والے کہہ کر فرق کیا۔چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

ان من الناس مفاتيح للخير مغاليق للشر وان
من الناس مفاتيح للشر مغاليق للخير فطوبى
لمن جعل الله مفاتيح الخير على يديه وويل
لمن جعل الله مفاتيح الشر على يديه

(ابن ماجہ۔۲۳۷)

بیشک لوگوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں۔جو بھلائی کی چابیاں، برائی کے تالے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو برائی کو پھیلانے والے اور بھلائی کو بند کرنے والے ہیں۔اس شخص کے لئے خوش خبری ہے۔جسکے ہاتھ پہ اللہ تعالی نے خیر کے دروازے کھولے ہیں۔اور اس شخص کے لئے بربادی ہو۔جس کے ہاتھ پہ شر کے دروازے کھولے گئے ہیں۔

قارئین: جو لوگ بھی اہل بیت کے گھرانے سے نسبت رکھتے ہیں۔وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس گھرانے کے لوگ خود ہی مانگنے والے کے

کاسے میں خیرات ڈالتے ہیں اور پھر خود ہی فرماتے ہیں۔ منگتے کا بھلا ہو۔ مگر جب کسی مرید، سالک کا کاسہ بھر دیا جاتا ہے۔ عین اس وقت اس مرید پر بہت کڑا امتحان ہوتا ہے۔ کہ آیا وہ اس وقت بھی اپنے مرشد کامل کے ساتھ اسی طرح کی وفا رکھتا ہے۔ اسی طرح کی غلامی کا دم بھرتا ہے۔ جیسا کہ وہ نسبت جوڑتے وقت رکھتا تھا۔ اگر ایسا ہے تو پھر تو ایسا شخص نہ صرف قابل دید ہوتا ہے۔ بلکہ اسکے مراتبِ روحانی و عرفانی میں اور بھی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ لیکن اگر معاملہ اسکے برعکس ہے۔ تو پھر جمع کی ہوئی تمام اکائیوں کا حاصل صفر رہ جاتا ہے۔

اب ان تمام احبابِ طریقت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس بندۂ عاجز کی مختلف معاملات میں حوصلہ افزائی اور معاونت فرمائی۔ جن میں بیرسٹر منیب حسین صاحب قادری، خلیفہ راجہ فخر الدین صاحب قادری، علامہ قاری عزیز حیدر صاحب قادری، خلیفہ حافظ اشتیاق احمد صاحب قادری، سابقہ میئر واہ کینٹ چوہدری ندیم احمد صاحب قادری، راجہ ارسلان فاروق صاحب قادری، چوہدری فاروق صاحب قادری اور بالخصوص سید السادات حضرت پیر سید عظمت حسین شاہ صاحب گیلانی کا شکریہ کہ جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی فرمائی۔ اور فخر سادات پیر سید مظہر حسین شاہ صاحب گیلانی کی نوازشات کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں۔ دعا ہے رب تعالی تمام احباب کو دنیوی اور اخروی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

آخر میں التجا ہے کہ نہ میں لکھاری ہوں۔ نہ قلم کو چلانے کا سلیقہ ہے۔ نہ

کتاب لکھنے کے فن سے آگاہ ہوں۔ نہ علم رکھنے کا دعویدار ہوں۔ بس اپنے شیخ اور آپ کے جدان پاک کے ساتھ محبت میں بہہ نکلنے والی ٹوٹی پھوٹی کچھ عرضداشت ہیں۔ دعا ہے صدقہ پنجتن پاک علیہ السلام اللہ تعالی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ سعی مقبول ومنظور فرمائے۔ اور میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید الانبیاء و المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلواۃ واکمل التسلیم

ذکر و فکر و علم و عرفانم توہی
کشتی و دریا و طوفانم توہی

۷۸۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن

جن پاک ہستیوں کا ذکر خیر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ چونکہ ان پاکباز ہستیوں کا تعلق طبقہ صوفیہ سے ہے۔ اسلئے مناسب سمجھا کہ پہلے تصوف اور صوفیت پر گفتگو کر لی جائے۔

تصوّف

۱۔لفظ تصوّف ۔الصفا سے نکلا ہے (صفائی اور پاکیزگی یعنی دل زنگ اور سیاھی سے پاک ہو جائے)

۲۔لفظ تصوّف۔الصفو سے (محبت اور دوستی میں اخلاص یعنی جو خالصتاً دوستی اللہ سے کرے)

۳۔لفظ تصوّف۔الصوف سے (اون) (دنیا سے بے رغبتی) جس نے اونی لباس پہنا۔جیسے انبیاء، صحابہ۔اہل بیت، اصحاب صفہ نے تواضع اور انکساری کے طور پر مختلف لباس پہنے۔اصحاب بدر نے اونی لباس پہنا
(حلیۃ الاولیا۔ض ۲ س ۱۳۴)

۴۔لفظ تصوف۔ الصف سے (پہلی لائن۔یعنی رب کے ہاں صف اول میں جو آئیں)

شیخ ابو بکر ابراہیم بخاری القلاباذی (یہ امام بخاری کے شاگرد تھے حدیث میں تو یہ ائمہ حدیث میں سے تھے۔ انکو صوفی کا نام دیا گیا۔ لوگ کہتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو اپنے قلب و باطن کے لحاظ سے رب کی طرف صف اول میں ہیں) نے اپنی کتاب ''التعارف المذہب التصوف'' میں فرماتے ہیں کہ بہت سارے انبیاء سے صوف کا لباس پہننا ثابت ہے۔

اصحاب بدر نے اونی لباس پہنا

(حلیۃ الاولیا۔ امام ابونعیم)

۵۔ لفظ تصوف۔ صوف سے (یکسو ہونا (کسی ایک سمت یکسوئی مل جائے یعنی رب تعالی کی طرف جیسے المزمل (۸، ۷۳) اور اپنے قلب و باطن ہر ایک سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہے)

۶۔ لفظ تصوف۔ صفہ سے (اصحاب صفہ)

حضور غوث پاکؒ فرماتے ہیں۔ کہ دل کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک کرنا تصوف اور دل و جان سے صرف اللہ تعالی کا ہو جانا توحید کہلاتا ہے۔

قرآن میں ارشاد باری ہے

للفقراءِ الذین احصروا فی سبیل اللہ ......

ان فقیروں کے لئے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انہیں تونگر سمجھے بچنے کے سبب تو انہیں انکی صورت سے پہچان لے گا۔ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ

گڑگڑانا پڑے اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے

وہ صحابہ جو صفہ میں رہتے تھے محققین کے نزدیک انکی تعداد ۴۰۰ تھی انکے انچارج حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے اور کچھ عرصے کے لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ لفظ فقیر انکے لئے استعمال ہوا۔ جو کہ صوفیت کی بنیاد ہے۔ انکا کام دن کے وقت جہاد کرنا رات کو اللہ اللہ کرنا دن کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حاصل کرنا۔ صعوبتیں برداشت کرتے تھے۔ شادی، بچے، روٹی کپڑا امکان نہیں تھا

یہودیوں نے پیشکش کی کہ بیٹیوں کے نکاح تم سے کریں گے۔ سونا بھی دیں گے اگر تم اپنے دین کو چھوڑ دو تو؟ اس پر حضرت سلمان فارسی (جو کہ خود شاہی خاندان میں سے تھے) ؓ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا انکی طرف پشت کر کے بیٹھ جاؤ۔ انکی طرف دیکھو بھی مت۔

تاج تخت سلطانی چھڈ کے ٹھوٹھا پھڑن گدائی
رکھ امید سجن دے در دی کٹن جو بنڑ آئی

غرضیکہ ان سب کو ذکر، فکر اور رابطہ شیخ وعبادت کے لئے مختص فرما دیا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر صوفی کی کوئی اہمیت ہوتی تو قرآن و حدیث میں من وعن موجود ہوتا؟

جواب عرض ہے کہ کسی لفظ کا من وعن قرآن وحدیث میں موجود نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ لفظ غیر اہم یا غیر اسلامی ہے مثال کے طور پر متکلمین کا

لفظ قرآن وحدیث میں من وعن کہیں موجود نہیں تو کیا علم کلام غیر اسلامی ہو گیا
۔اسکے بغیر تو اسلامی عقائد بھی ثابت نہیں کئے جا سکتے

اسی طرح نحو کا لفظ قرآن وحدیث میں موجود نہیں ۔تو کیا علم النحو فضول اور غیر اہم
ہے۔اسکے بغیر تو قرآن وحدیث کو سمجھنا بھی ممکن نہیں

اگر اصطلاحی، نام بعد میں دیا گیا اور اسکا مضمون پہلے سے موجود تھا۔تو
اسکا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔

جیسے کہ لفظ توحید کا مضمون قرآن میں آیا ہے مگر لفظ توحید قرآن میں کہیں
نہیں آیا۔اسکی تمام تعلیمات قرآن میں موجود ہیں ۔مگر ٹائٹل کے طور پر نہیں ۔
اسی طرح لفظ تصوف بھی نہیں آیا مگر مضمون پہلے سے موجود ہے ۔ جسطرح
ایمانیات کو کتب عقائد اور اعمال کو کتب فقہ کے اندر جمع کیا گیا اسی طرح روحانی
واردات، قلبی کیفیات، باطنی حال کو جہاں جمع کیا گیا انھیں کتب تصوف کہتے ہیں۔

ان میں قرآن کی وہ آیات واحادیث جو کہ تقوی، پرہیز گاری، خشوع،
تکبر، تزکیہ نفس ۔مقربین ،صادقین، ذاکرین، صابرین، خاشعین، قانتین،
مخلصین، خائفین، عابدین، متوکلین، متقین، ابرار، فقراء، عباد، اولیاء کو ڈیل کرتی
ہیں انکو جمع کیا گیا۔ان میں سے کچھ مندرجہ زیل ہیں۔

امام احمد بن حنبل ۔۔۔۔کتاب الزھد

امام عبداللہ بن مبارک ۔۔۔کتاب الزھد

امام حارث محاسبی ۔رسالۃ المرتشدین

امام طالب المکی ۔۔۔قوت القلوب

امام ابو اسماعیل الانصاری ۔۔۔منازل السائرین

امام وقیع بن الجراح ۔۔۔کتاب وزہد والرقائق

ابو عبد الرحمن اسلمی ۔۔۔طبقات صوفیاء

ابو القاسم القشیری ۔۔۔رسالہ قشیریہ

حضور داتا گنج بخشؒ ۔۔۔کشف المحجوب

حضور سیدنا و مرشدنا حضور غوث الاعظمؒ ۔۔۔سرالاسرار، فتوح الغیب

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ ۔۔۔معارف العارف

اور نظم میں مولانا روم کی ۔۔۔مثنوی

اب ایک اور سوال کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں تو کسی کو صوفی نہیں کہا جاتا تھا؟

اسکا جواب یہ ہے کہ اصل میں صحابی کے علاوہ کوئی اور ٹائٹل نتیجہ نہیں لا سکتا تھا۔ اس پائے کی صفت کسی اور لفظ میں نہیں حدیث پاک میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم"

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ جو انکے بعد آئیں گے۔ اسی طرح پھر ان لوگوں کا جو انکے بعد آئیں گے۔

پس ساری دنیا کی سعادتیں اور بھلائیاں مل کر بھی صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعم البدل نہیں ہوسکتیں۔ جن لوگوں نے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی وہ خوش نصیب حضرات صحابی کہلائے۔ جنہوں نے صحابہ کی صحبت پائی وہ تابعین کہلائے جنہوں نے تابعین کی صحبت پائی تبع تابعین کہلائے۔ یہ تینوں نسبتیں مندرجہ بالا فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنا پر خیر کی غمازی کرتی ہیں۔ لہذا ہر شخص اس نسبت (جو کہ سب سے بڑا ٹائٹل تھا) کے ساتھ پکارا جانا اپنی سعادت سمجھتا تھا۔ پس صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین کے بعد امت کے مشائخ صوفیا کے نام سے مشہور ہوئے۔ امام قشیریؒ کی تحقیق کے مطابق یہ لفظ دوسری صدی ہجری سے پہلے زبان زد عام تھا۔

اب ایک اور سوال ذہنوں میں آتا ہے کہ لفظ صوفی سب سے پہلے کب استعمال ہوا۔ سنا ہے یہ اہل بغداد کی ایجاد ہے۔؟

اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوسراج طوسیؒ نے تاریخ مکہ کے حوالے سے محمد بن اسحاق بن یسارؒ اور دیگر لوگوں کی روایت سے یہ واقع بیان کیا ہے کہ اسلام سے پہلے ایک بار مکہ شریف خالی ہوگیا تھا یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والا کوئی نہیں تھا دور دراز سے ایک صوفی آتا اور طواف کر کے واپس چلا جاتا۔ واللہ اعلم

حضرت حسن بصریؒ جنہوں نے ۱۸ بدری صحابہؓ کی صحبت کا شرف حاصل کیا اور حضرت حیدر کرار شیر خداؓ سے باطنی فیض پایا۔ ان کے وقت میں

صوفی کا مستعمل ہونا تو یقینی امر ہے حضرت ابو نصر سراج طوسی فرماتے ہیں کہ لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ نام بغدادیوں نے گھڑ لیا ہے غلط ہے کیونکہ یہ نام تو حضرت حسن بصریؒ کے زمانے میں بھی مستعمل تھا، چنانچہ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ میں نے طواف کے دوران ایک صوفی کو دیکھا اور اسے کچھ دیا اس نے نہیں لیا اور کہنے لگا۔ میرے پاس چار دانے پڑے ہیں اور کافی ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف)

معلوم ہوا کہ صوفی کا لفظ تابعین کے دور میں احیاناً استعمال ہوتا تھا۔ تبع تابعین کے دور میں نسبتاً زیادہ استعمال ہونے لگا۔ اور انکے بعد دوسری صدی ہجری سے پہلے زبان زد عام ہو گیا۔ امام سفیان ثوریؒ اپنے وقت کے ایک شیخ کو ابو ہاشم صوفی کہا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اگر انکی صحبت نہ پائی ہوتی تو میں ریا کو کبھی نہ سمجھ سکتا۔ امام احمد بن حنبلؒ اپنے وقت کے ایک شیخ ابو حمزہ بغدادیؒ کو صوفی کہتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا کہ کون کون سی کتب اور کن اساتذہ سے پڑھا وہاں یہ بھی ذکر کیا۔ کہ کتاب اللمع بھی پڑھی۔

اسی طرح حضرت ابراہیم بلخیؒ شکار کے لئے لومڑی کو نیزہ مارنا چاہا۔ تو درخت سے آواز آئی اے ابراہیمؒ تم اسلئے پیدا نہیں کئے گئے اسکا آپ پر اثر ہوا۔ آپ نے گڈریے سے اُون کا بنا ہوا لباس لے لیا۔ اور پہن لیا۔ اور اسکو اپنا گھوڑا اور لباس سامان سب کچھ دیدیا۔ اسکے بعد وہ صوفی کہلانے لگے۔

صوفی کون ہوتا ہے؟

حضرت حسن بصریؒ کے شاگرد عبدالواحد بن زیدؒ سے پوچھا گیا صوفیا کون ہوتے ہیں؟ فرمایا جو اپنی عقلوں کے ذریعہ اپنے ارادوں پر قائم ہوتے ہیں اور اپنے دلوں سے اس پر ڈٹے رہتے ہیں۔ اور اپنے شر سے بچنے کی خاطر اپنے آقا کو مضبوط پکڑے رہتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا تو فرمایا: صوفی وہ ہے جسے جستجو تھکا نہ سکے اور محرومیت کی وجہ سے بے چین نہ ہو۔

حضرت ابومحمد رویمؒ سے پوچھا گیا تو فرمایا: جس کا کردار اسکی گفتار کے موافق ہو.

حضرت شبلیؒ نے فرمایا:

صوفی وہ ہے جو مخلوق سے کٹے اور اللہ سے جڑے

کسی عارف نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں فرمایا: کہ صوفی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی نافرمانی و گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف ہو اور ہمیشہ اللہ تعالی کی یاد اسکے دل و دماغ پر چھائی رہے۔ وہ ہمیشہ آخرت کے معاملہ میں متفکر رہتا ہو۔ اور اللہ تعالی کے حاضر ناظر اور اسکے قریب ترین ہونے کے استحضار نے اس کو مخلوق سے دور کر دیا ہو۔ اور اسکی نگاہ میں سونا اور مٹی برابر ہو۔

علم شریعت ایک علم کلام ہے۔ جو دو مفہوم ادا کرتا ہے۔

ایک روایت اور دوسرا درایت یہ دونوں ملکر علم شریعت ہے۔ جو ظاہری

اور باطنی اعمال کی دعوت دیتا ہے۔اعمالِ ظاہرہ ظاہری اعضاء کے اعمال کا نام ہے۔جنکا ظہور ظاہر کی جوارح سے ہوتا ہے۔مثلاً عبادت، بیع، قصاص وغیرہ

باطنی اعمال دل سے متعلق اعمال ہیں،جنھیں مقامات واحوال کہا جاتا ہے۔مثلا

تصدیق،ایمان،اخلاص،معرفت،توکل،محبت،رضا،ذکر،شکر،خشیت-تقوی،خوف وغیرہ

جب ہم علوم باطن کہتے ہیں تو اس ے مراد باطنی اعمال کا وہ علم ہے جو باطنی اعضاء سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔جو قلب ہے۔اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔

اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً

اللہ نے بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی۔

(لقمان،۲۰)

پھر ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔کہ

وَذَرُوۡا ظَاہِرَ الۡاِثۡمِ وَبَاطِنَہٗ

(انعام،۱۲۰)

اور ترک کردو ظاہری اور باطنی گناہوں کو

آیت لِیَتَفَقَّھُوۡا فِی الدِّیۡنِ میں لفظ ''دین'' ظاہری و باطنی احکام

پر مشتمل ہے (ظاہر ہے اس باطنی علم پر غور وفکر اور اسکے بارے میں استنباط کلام وفقہ والوں نے نہیں کیا بلکہ جماعت صوفیاء نے کیا ہے)

اعمال کے ظاہری حصے کا تعلق قال (فقہ) اور باطنی حصے کا تعلق علم حال (تصوف) سے ہے۔

یہ دونوں علوم اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات سے سیکھے جسکی تائید درج ذیل احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوتی ہے

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علم کے دو قسم کے برتن حفاظت میں لئے۔ایک کہ لوگوں میں ظاہر کر دیا۔دوسرا اگر پھیلاؤں تو گردن مار دی جائے۔

(بخاری شریف)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دو قسم کے علم سیکھے قال اور حال

☆ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم ! مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔حضور صلی اللہ وآلہٖ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ابسط رداک فبستطه اپنی چادر پھیلا۔میں نے چادر پھیلائی۔ فغرف بیده ثم قال ضمه فضممته فما نسیت شیئا بعد پس حضور صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو چلو کی طرح بنا کر اس میں کچھ ڈالا اور فرمایا: سمیٹ کر سینے سے لگا لے بس وہ دن گیا اور یہ دن آیا میں کبھی کچھ بھولا ہی نہیں.

(بخاری۔۱۱۹)

اب یہ جو چادر میں ڈالا گیا وہ کیا تھا۔اور حافظہ خراب کی شکایت کا جواب ہے ۔چادر کو پھیلاؤ؟

اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

۱۔حیرانگی ظاہر کیوں نہیں کی۔کہ یہ کیا ڈالا ہے جو مجھے نظر نہیں آرہا۔اسکا مطلب اسطرح کے کام وہ پہلے بھی دیکھ چکے تھے۔

۲۔صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں۔کہ میرے آقا و مولا نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس علوم ظاہریہ اور باطنیہ اور وہ علوم بھی جنکو ہم نہیں جانتے رب کی ذات نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عنائیت فرمائے ہیں جیسے کہ ارشاد پاک ہے

واللہ یعطی وانما انا قاسم

(بخاری)

اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں

یعنی جس طرح رب ہر شے کا دینے والا ہے میں ہر شے کا بانٹنے والا ہوں.

☆ حضرت مولا مرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ستر ابواب بتا رکھے ہیں۔ اور میرے سوا یہ علم کسی دوسرے کو نہیں بتایا۔

(کتاب اللمع، ص ۵۴)

☆ صحابہ کرام میں سے بعض حضرات کو ایک خاص قسم کا علم خصوصیت کے ساتھ حاصل تھا۔ جیسے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو علم منافقین دیا گیا تھا۔ اور یقینا یہ علم راز میں دیا گیا ہوگا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ان سے دریافت فرماتے کہ کہیں میں تو ان میں سے نہیں ہوں۔ (حالانکہ آپؓ کی شان کا کیا کہنا)۔ اسی طرح اگر حضرت حذیفہؓ کو کسی جنازے میں جناب حضرت عمرؓ نہ پاتے تو اس جنازے میں شرکت نہ فرماتے۔ کیونکہ آپکو کامل یقین تھا کہ اگر حضرت حذیفہؓ نے جنازہ نہیں پڑھا تو یقینا یہ آدمی منافق تھا۔

☆ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے ایک صحابی سے پوچھا:

اے حارث! صبح کیسے کی؟ تو حضرت حارثؓ نے جواب دیا۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"میں نے اللہ پر سچے ایمان کی حالت میں صبح کی"

حضور نبی کریم روف ءالرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے۔؟ اے حارث!

بے شک ہر شے کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے۔ تیرے ایمان کی کیا

حقیقت ہے؟

تو حارثؓ نے جواب دیا

میں نے اپنے نفس سے علیحدگی اختیار کی اور اسے دنیا سے پھیر دیا۔ جسکے نتیجے میں میری نظر میں اس دنیا کے پتھر، مٹی سونا اور چاندی برابر ہو گئے ہیں ۔ میں رات کو جاگتا ہوں اور دن کو پیاسا رہتا ہوں

میری یہ کیفیت ہے کہ میں اللہ تعالی کے عرش کو اپنے سامنے ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا میں جنت میں ایکدوسرے سے ملتے ہوئے اور اہل جہنم کو چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'عرفت فالزم' (تو جان گیا ہے اور اسی پر جمارہ)

(بیہقی، ۱۰۵۸۸، مسند بزاز ۶۹۴۸، اسد الغابہ ۲۶۰، طبرانی کبیر ۳۳۶۷)

☆ حضرت حنظلہ تمیمیؓ فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا (تو ہمیں ایسا لگا) گویا جنت اور دوزخ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ لیکن جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر آیا تو گھر میں بیوی بچوں میں ہنسنے بولنے لگا۔ اسکے بعد مجھے اپنی اس حالت کا خیال آیا جو میری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تھی۔ میں اسے یاد کر کے ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: میں تو منافق ہو گیا۔ ابو بکرؓ نے پوچھا کیوں کیا ہوا؟ میں نے ان

سے اپنی دونوں حالتوں کوذکر کیا۔تو

ابوبکرؓ سن کر بولے: میری بھی یہی حالت ہے۔حضرت حنظلہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں گئے اور آپ سے تمام واقعہ بیان کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے حنظلہؓ

اگر تم اسی حالت پر جو تمہاری میرے پاس ہوتی ہے۔قائم رہو۔تو تم سے فرشتے مصافحہ کرنے لگ جائیں۔تم بستروں پر ہو یا گلی کوچوں میں۔اے حنظلہ یہ حالت کبھی کبھی ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ۔۴۲۳۹)

اسکا مطلب قلبی کیفیات پر کبھی وہ وقت بھی آتا ہے کہ اگر بندہ ان کیفیات کو قائم رکھ سکے تو اسکے گلی کوچوں اور اسکے بستروں میں فرشتے اس سے مصافحہ کرنے لگ جاتے ہیں

اسی طرح فرمایا

خبردار جان لو: جسم کے اندر ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صالح ہو جائے سمجھ لو جسم ٹھیک ہو جائے گا۔اگر دل فاسد ہو جائے سارا جسم فاسد ہو جائے گا۔خبردار وہ ٹکڑا قلب ہے۔

(بخاری ۵۲، مسلم ۱۵۹۹)

اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے بلکہ اسکی نظر تمہارے دلوں پر ہوتی ہے۔

(مسلم، ۲۵۶۴)

مالک الملک رب العالمین نے قرآن کریم وفرقان عظیم میں اپنے ولیوں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔کہ

اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں۔تو کہتے ہیں بس سلام

۔اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں

۔اور جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بے شک اسکا عذاب گلے کا پھندا ہے۔بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے

۔اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔

۔اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے۔اور بدکاری نہیں کرتے۔اور جو یہ کام کرے سزا پائے گا۔بڑھایا جائے گا اسپر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔

۔مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

۔اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا۔جیسی چاہیے تھی۔

۔اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں

۔اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں

۔اور وہ کہ جب انھیں انکے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں۔تو ان

پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے

۔اور وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں

اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

۔ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا۔بدلہ انکے صبر کا اور وہاں

مجرے اور سلام کے ساتھ انکی پیشوائی ہوگی

(الفرقان ۶۳ تا ۷۵)

ان آیات کریمہ میں رب العزت کی ذات نے اپنے خاص بندوں کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ انکے دن اور رات کیسے گزرتے ہیں۔اعمال کس طرح کے کرتے ہیں معاملات کسطرح نبھاتے ہیں۔رب کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کرتے ہیں اور پھر اچھے کام کرتے ہیں تو رب انکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔رب کی آیات پر خوب غور وخوض کرتے ہیں اور کسطرح کی دعائیں رب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور پھر کسطرح کا انھیں انعام دیا جائے گا۔اسی طرح رب تعالی فرماتے ہیں کہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(یونس۔۶۲)

خبردار بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

(انفال۔ ۳۴)

اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں

اب ذرا اولیاء اللہ کی تعریف کرتے ہیں

۱۔ اذا رئو واذ کر اللہ

(جب انھیں دیکھو تو اللہ یاد آئے)

جسطرح سنار کو دیکھو تو فوراً سونا یاد آجاتا ہے لوہار کو دیکھو تو فوراً لوہا یاد آجاتا ہے درزی کو دیکھو تو فوراً کپڑا اور سلائی یاد آجاتی ہے اسی طرح اللہ کا ولی ایسا آدمی ہوتا ہے کہ اسکے اطوار ایسے ہوں کہ اسکو دیکھو تو رب یاد آئے۔

۲۔ من ذکر کم بالاخرۃِ عملہ

(جسکے اعمال دیکھو تو قیامت یاد آئے)

جسطرح ایک طالب علم جسنے امتحان دینا ہوتا ہے۔ ناخن بڑھے ہوئے ہوتے ہیں حجامت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کپڑے میلے کچیلے پہن رکھے ہوتے ہیں گھر والے کہتے ہیں کہ بیٹا کپڑے دھلے ہوئے ہیں استری کر کے پہن لو۔ کہتا ہے اماں جی فارغ نہیں ہوں امتحان بہت قریب ہیں۔ تھوڑا سا کام مزید کرلوں ۔وہ تھوڑا تھوڑا کرتے رات سے صبح اور صبح سے شام کر دیتا ہے۔ اسکی وہ مصروفیت بتاتی ہے کہ اس آدمی نے امتحان دینا ہے۔ اسی طرح ایک بندہ خدا جب اپنی روزانہ کی سرگرمیوں میں دفتر جاتا ہے۔ تو ذکر الٰہی کرتے کرتے جاتا ہے۔ جب دفتر میں کوئی کام کرتا ہے تو اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔ اور جب بات کسی

کے ساتھ کرتا ہے تو بات وہی کرتا ہے جو بات جچی تلی ہو۔ جو قیامت کے میدان میں اللہ کے سامنے تل کر نتیجہ لائے۔ چاہے کوئی محنت مزدوری کرتا ہے صبح باوضو طہارت کر کے جاتا ہے اپنے بچوں کے لئے حلال روزی کمانے کے لئے جاتا ہے ہر کام جو کرتا ہے۔ ذکر الٰہی کے ساتھ کرتا ہے۔ تو بے شک وہ موچی کا کام کرے، لوہار کا کام کرے، درزی کا کام کرے یا ایک عالم، درویش کی حیثیت سے کام کرے مگر:

من ذکر کم بالاخرۃِ عملہ

(جسکے اعمال دیکھو تو قیامت یاد آئے)

اس کی کارکردگی سے یہ اندازہ ہو کہ یہ آدمی کسی مالک حقیقی کے سامنے پیش ہونے پر کامل یقین رکھتا ہے۔ اسی لئے یہ تیاری کر رہا ہے۔ کوئی برا کام آئے کوئی بری بات آئے وہ اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ اسے پتا ہے مجھے جواب دینا ہے۔ کسی کی غیبت یا چغلی کے وقت زبان کو کھینچ لیتا ہے۔ اہل اللہ کا ذکر آئے تو جی کھول کر ذکر کرتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے:

تنزل الرحمۃ عند ذکر الصالحین

اللہ کے نیک بندوں کا ذکر کیا جائے تو اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے

قادری ہو کہ چشتی ہو، نقشبندی ہو کہ سہروردی ہو، کسی بھی سلسلہ طریقت کا آدمی ہو سمجھتا ہے کہ اسکا تعلق اللہ کی ذات پاک کے ساتھ ہے باقی نام تو پہچان کے لئے ہیں۔ تو دوسری پہچان یہ ہوئی کہ جس وقت انکے اعمال دیکھو تو قیامت یاد آئے۔

۳۔ من زاد کم علما

تیسری پہچان یہ ہے کہ

جب اس ولی اللہ کے ہونٹ ہلتے جائیں تو آپ کے علم میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ آپ کے دین میں ترقی ہوتی چلی جائے

اسی طرح اسکی مجلس کرو اسکے پاس جاؤ اسکا پیغام آئے اسکا ٹیلیفون آئے تو اسکی ہر ہر بات پر ہر ہر جملے میں اللہ کی یادیں بستی ہوں۔ دین کا پرچار ہوتا ہو۔ مثلا اسکے پاس اگر کوئی ڈرائیور آکر کے بیٹھتا

ہے تو اسے کہتا ہے اے بھائی سفر کرتے وقت یہ دعا پڑھ کر بیٹھ جایا کرو:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ

(الزخرف۔ ۱۳)

پاکی ہے اسے جسنے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے بوتے (قابو) کی نہ تھی۔

پڑھ کر بیٹھ جایا کرو۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اہل حق نے یہ ایک طریقہ بتلایا ہے

جب روٹی کھانے لگو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھایا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس کھانے میں بسم اللہ نہیں پڑھا جائے گا اس میں شیطان شریک ہو جائے گا۔

الغرض جس موضوع پر وہ بولے تو آپکے علم دین میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ بنیادی طور پر اہل اللہ کی یہ تین نشانیاں ہیں:

ا۔ جب اسے دیکھو تو رب یاد آئے

۲۔ اسکے کام دیکھو تو قیامت یاد آئے

۳۔ وہ بولے تو آپکے علم میں اضافہ ہوتا چلا جائے

(بیہقی، الترغیب والترہیب ج۱ ص ۶۳،، مسند ابو یعلی،، ابو نعیم،، نوادر الاصول)

ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا بھی چاہیے ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی بھی رکھنی چاہیے اور ایسے لوگوں کے ساتھ تعلقات بھی رکھنے چاہیں۔

☆ رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ

بہت سے پراگندہ بال ہیں جنھیں دروازوں سے دھکیل دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالی پر قسم کھالیں تو یقیناوہ پوری فرمائے گا

(صیح مسلم۔ رقم ۲۶۲۲)

☆ هم القوم لا یشقی جلیسهم

(مسلم۔۶۸۳۹)

نیکوں کی مجلس کے پاس سے گزرنے والا بھی بخشا گیا

اچھی اور بری صحبت کی ایک عمدہ مثال

☆ حضرت ابو موسیٰؓ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھے اور برے ساتھی کی مثال ایسے ہے

کحامل المسک و نافخ الکیر ' جیسے کستوری بیچنے والا اور بھٹی

دھو نکنے والا ،یعنی کستوری بیچنے والا اچھے ساتھی کی مثال ہے

اما ان یجذیک و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ریحا طیبا یا تو تجھے تحفتاً دیدے گا یا تو خرید لے گا ورنہ اچھی خوشبو تو پا ہی لے گا۔

اور بھٹی دھو نکنے والا اما ان یحرق ثیابک و اما ان تجد ریحا خبیثة یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا پھر تجھے (اسکے پاس بیٹھ کر) بد بو تو آئے گی ہی (مسلم۔ ٦٦٩٢)

حضرت سید بہاوالدین نقشبند شہنشاہ بخاراؒ فرماتے ہیں کہ جس قدر نفوس ہیں اسی قدر اللہ سے ملنے کی راہیں ہیں ہر نفس اپنی حقیقت سے ملنے کا راستہ رکھتا ہے لیکن دین کبریٰ نے بالاتفاق تین راہوں کو اخذ کیا ہے۔ یہ تین راستے سب راستوں سے افضل ہیں اور انھی راستوں پر چلنے سے لاکھوں ولی اللہ بن گئے اور انکی تصدیق تواتر سے حق الیقین تک پہنچتی ہے۔ یہ راستے بے شک سب راستوں سے افضل ہیں۔

۱۔ذکر ۲۔فکر ۳۔رابطہ شیخ

1۔ ذکر

ذکر کے لغوی معنی یاد کرنا، بیان، چرچا، کسی بات کا دل میں مستحضر کر لینا ذکر الٰہی کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں یاد رکھنا اسکا تصور ہر وقت ذہن میں رکھنا اور اسکی مرضی، پسند ناپسند کا خیال رکھنا سب اس میں شامل ہیں

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ

پس تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا شکریہ
ادا کرو۔ ناشکری نہ کرو

(البقرہ۔ ۱۵۲)

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا

پس ذکر کرو اللہ تعالی کا جیسے ذکر کرتے ہو اپنے باپ دادا کا۔ بلکہ اس
سے بھی زیادہ

(البقرہ۔ ۲۰۰)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ

اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور اسکی تسبیح بیان کر صبح وشام

(آل عمران، ۴۱)

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ

عقلمند وہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے کھڑے یا بیٹھے اور
لیٹے ہوئے اپنے پہلوؤں پر

(آل عمران، ۱۹۱)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ
الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ
الْغٰفِلِيْنَ (اعراف ۲۰۵)

اور اپنے رب کو دل میں یاد کرو۔ زاری اور ڈر سے۔ بغیر آواز
نکلے زبان سے صبح وشام اور غافلوں سے نہ ہو

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

خبردار! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو چین ملتا ہے۔

(رعد۔۲۸)

ذکر تین قسم کا ہے

ا۔ذکرلسانی۔ جوزبان سے ہو

۲۔ذکرجنانی۔ جودل سے ہو

۳۔ذکرارکانی۔جوبدن کے اعضاء سے ہو

احادیث مبارکہ میں ذکراللہ کے پانچ فائدے بیان کئے گئے ہیں

ا۔اللہ تعالی کے احسانات یادرہتے ہیں۔جس سے عبادت وریاضت میں ذوق ولذت اوردینی کاموں میں لگن پیداہوتی ہے۔

۲۔ذکراللہ سے اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہےاورروح وقلب کوقوت ملتی ہے۔

۳۔ذکراللہ دینی ودنیاوی مرادومقاصد کے حصول کا آلہ ہے۔

۴۔ذکراللہ سے سستی وغفلت دورہوجاتی ہے

۵۔ذکراللہ سے اغیارواشرارکاڈرختم ہوجاتا ہے

ذکر اللہ دا سکلا دل دا کردا خوب صفائی

صاف ہوئے تے سب کچھ دسے نظر کرے جس جائی

احادیث

عن ابی هريره وابی سعيد خدری انهما شهدا

على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انه قال لا يقعد قوم يذكرون الله الا خفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی قوم اللہ کا ذکر کرنے نہیں بیٹھتی مگر فرشتے اس جماعت کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور رحمت پروردگار ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔اور سکینہ جو اللہ تعالی کی خاص رحمت ہے وہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالی ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ فخریہ طور پر ان فرشتوں میں کرتے ہیں۔جو انکے پاس ہوتے ہیں

(ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم۔۲۷۰۰، ترمذی، ابن ماجہ)

عن انس عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال مامن قوم اجتمعو يذكرون الله لايريدون بذالك الا وجهه الا ناداهم مناد من السماء ان قوموا مغفورالكم قد بدلت سياتكم حسنات

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی قوم ملکر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں
کرتی۔جس سے انکا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو مگر آسمان
سے آواز دینے والا
یہ اعلان کرتا ہے۔کھڑے ہو جاؤ تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے
گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں

(احمد۔۱۲۲۰،۱۲۰۴۵،البزار۔۲۰۰۴،۶۴۶۷،الطبرانی،بیہقی)

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لیبعثن اللہ اقواما یوم
القیامۃ فی وجو ھھم النور علی منابر الو لئو
یغبطھم الناس لیسوا بانبیاء ولا شھداء فقا
ل اعرابی حل ھم لنا لنعرفھم قال ھم
المتحابون فی اللہ من قبائل شتی وبلاد شتی
یجتمعون علی ذکر اللہ یذ کرونہ

(الطبرانی)

حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ البتہ ضرور بہ ضرور اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو قیامت کے دن اس حال
میں اُٹھائے گا کہ انکے چہرے نور علی نور ہونگے۔اور وہ موتیوں کے ممبروں پر
ہونگے اور لوگ انھیں دیکھ کر رشک کر رہے ہونگے
حالانکہ وہ نبی ہونگے نہ شہید فوراً ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول

اللہ صلی للہ علیہ وآلہ وسلم انکے بارے میں آگاہ فرمائیں تا کہ ہم جان لیں انکو۔تو فرمایا کہ وہ آپس میں محبت صرف اللہ کے لئے کریں گے۔ حالانکہ وہ مختلف خاندانوں اور مختلف شہروں سے آکر اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہونگے اور مل کر اللہ کا ذکر کریں گے

عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قال وما ریاض الجنة قال حلق الذکر

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی للہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو اس میں سے کچھ کھا پی لیا کرو کسی نے پوچھا کہ وہ جنت کے باغ کونسے ہیں تو آپ صلی للہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ (جنت کے باغ) ذکر کے حلقے ہیں

(احمد۔۱۲۲۸۵،ترمذی۔۳۴۵۶،۳۵۱۰)

یعنی جہاں مسلمان ملکر اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ ذکر کے حلقے جنت کے باغ ہیں۔

۲۔فکر

تفکر یا غور و فکر ایک ذہنی عمل ہے۔جس مین انسان اپنے تمام تر توہمات اور خیالات کو جھٹک کر کسی ایک خیال، نکتہ یا کسی مشاہدے کی گہرائی میں

سفر کرتا اور اسی پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔

تمام الہامی کتابوں میں اور قرآن مجید میں بالخصوص تفکر یا غور وفکر کو بہت اہمیت دی گئی ہے جگہ جگہ انسان کو تفکر اور تدبر کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور کرے۔

فرمان الٰہی ہے:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل
والنہار لایت لاولی الالباب

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور شب و روز کی گردش
میں عقل سلیم والوں کے لئے (اللہ کی قدرت کی) نشانیاں ہیں

(آل عمران۔۱۹۰)

دراصل فکر انسانی میں ایسی قوت ادراک اور روشنی موجود ہے جو کسی ظاہر کے باطن کا کسی حضور کے غیب کا مشاہدہ کرسکتی ہے اس عمل ہی کو تفکر کہتے ہیں۔ ویتفکرون فی خلق السماوات والارض (آل عمران ۱۹۱) اور تفکر (فکر) کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں

۳۔ رابطہ شیخ

جب کامل شیخ طریقت سامنے ہو تو ٹکٹکی باندھ کر اسکے چہرے کو دیکھتے رہنا اور جب سامنے ظاہراً موجود نہ ہو تو ہر وقت ہر جگہ قلب میں تصور شیخ کے ذریعے شیخ طریقت سے اپنا رابطہ قائم رکھے۔ کیونکہ بعض اوقات بدنی صحبت میسر

نہیں آتی۔ تو تصور شیخ سے بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ رابطہ شیخ وہ کیمیاء اثر نسخہ ہے جسکے ذریعے فنافی الشیخ اور فنافی الرسول کے بعد فنافی اللہ جیسے اعلی مقامات تک رسائی ہو سکتی ہے۔ اور اس سے قرب الی اللہ کی منازل جلد اور سہل طریقے سے طے ہو جاتی ہیں۔

· کانی انظر الی وبیص الطیب فی مفرق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو محرم

(بخاری۔۱۷۲)

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیھا بیان فرماتی ہیں

گویا کہ دیکھ رہی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محرم تھے

· کانی انظر الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راحلتہ وابو بکر ردفہ وملاء بنی النجار حولہ

(بخاری۔ج ۱ ص ۶۱)

حضرت انس بن مالک ؓ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ پاک ہجرت کر کے تشریف لانا بیان کرتے ہیں

گویا میں اب بھی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ آپ سواری پر تشریف فرما ہیں اور حضرت ابو بکر الصدیق ؓ آپکے پیچھے ہیں اور

بنی نجار کی جماعت آپکے ساتھ ہے

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں

فخرج نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانی انظر الیہ الان یقطر راسہ ماء

(بخاری۔ج ۱ ص ۸۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (غسل کرنے کے بعد) تشریف لائے گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرانور سے پانی کے قطرے گر رہے تھے

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کانما انظر الی بیاضہ فی یدہ

گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں (یعنی مہر نبوت کی چمک)

(بخاری۔ج ۲،ص ۸۷۳)

☆ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

فکانی انظر الی سواکہ تحت شفتہ

(بخاری۔ج ۲ ص ۱۰۲۳)

گویا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹ مبارک کے نیچے مسواک کو دیکھ رہا ہوں

☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں

كانى انظر الى اصابع رسول صلى الله عليه وآله وسلم

(بخاری۔ج ۲ ص ۱۱۱۸)

گویا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگلیاں نظر آرہی ہیں

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

كانى انظر الى النبى رسول صلى الله عليه وآله وسلم يحكى نبيا من الانبياء ضربه قومه فادموه فهو يمسح الدم عن وجهه وهو يقول رب اغفر لقومى فانهم لايعلمون

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴)

گویا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں میں سے ایک نبی علیہ السلام کا قصہ بیان کر رہے تھے۔کہ انکی قوم نے انکو اتنا مارا کہ لہولہان ہو گئے۔اپنے چہرہ انور سے خون صاف کر رہے تھے۔اور اپنے رب سے دعا کر رہے تھے۔اے اللہ: میری قوم کو بخش دے۔یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں

تصور شیخ کو سمجھانے کے لئے ایک مثال عرض کرتا ہوں جس سے بات بہت واضح ہو جائے گی۔

حضرت ابو سلمہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ عمرو بن قیس

زمانہ جاہلیت میں سود لیا کرتے تھے۔انہوں نے سود کی وصولی سے پہلے مسلمان ہونا پسند نہ کیا۔یہاں تک کہ اسے وصول کر لیا۔احد کے دن حاضر ہوئے۔۔۔۔لڑے اور شہید ہو گئے۔فمات فدخل الجنة و ما صلی للہ صلوۃ (نہ کوئی نماز پڑھنے کا موقع ملا نہ کوئی اور نیک کام کرنے کا) ان سے پوچھا گیا۔کیا کافروں سے ناراض ہو کر جنگ میں شامل ہوئے ہو۔یا اللہ تعالی کے غضب سے ڈرتے ہوئے فرمایا: بل غضبا للہ و لرسولہ۔اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب سے ڈرتے ہوئے (یعنی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے جان قربان کر رہا ہوں)

(ابوداود۔۷ ۲۵۳)

اب اس کافر نے آپکے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور ایک نظر چہرہ والضحی پر پڑی وہیں فوت ہو گئے۔اب اس شخص کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہیں تھی۔سوائے چہرہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے۔اب ساری دنیا کے غوث ولی ایک طرف رکھیں اور دوسری طرف اس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھیں اور بتائیں پلڑا کس کا بھاری ہوگا۔آپ یقینا کہیں گے کہ اس صحابی مکرم کا۔اب نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ یہ نکلا کہ جس نے صرف ایک دفعہ اپنے شیخ کو دیکھا اسکا یہ عالم ہے تو جو روزانہ دیکھتے رہے۔جنہوں نے اپنی گودیوں کے اندر شیخ کا سر رکھ کر ٹکٹکی باندھ کر مزے لوٹے ان کا پھر کیا کہنا۔ایک اور بات پر بھی غور فرمائے گا کہ جب صحابہ کرام ہر وقت سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکتے

رہتے ہوتے تھے۔ تو انکی شانوں کا کیا کہنا کہ بعد میں آنے والے کچھ کرلیں انکے برابر نہیں ہوسکتے۔

یہ تو وہ مقدس ہستیاں تھیں جو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے رہتے تھے اور ہروقت تصور شیخ میں غوطہ زن رہتے تھے۔

اب تصویر کا رخ الٹیے کہ ان پاک ہستیوں یعنی حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کا پھر کیا کہنا کہ جن کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے تھے۔ یعنی سب کی نگاہوں کا مرکز رخِ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رخ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہوں کا مرکز حسنین کریمین علیہ السلام

اب مندرجہ زیل میں کچھ ایسی اصلاحات جو تصوف میں استعمال ہوتی ہیں۔ انکا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا انکی کوئی اصل ہے۔

چلہ کشی

ووا عدنا موسی ثلا ثین واتممنا ھا بعشر فتم
میقات ربه اربعین لیلة
وقال موسی لاخیه ھارون اخلفنی فی قومی
واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین

(سورہ الاعراف۔ ۱۴۲)

اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس

اور بڑھا کر پوری کیں تو اسکے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا۔ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم پر میرے نائب رہنا۔ اور اصلاح کرنا اور فسادیوں کی راہ کو دخل نہ دینا

فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا وكفلها زكريا كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يمريم انى لك هذا قالت هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب

(سورہ آل عمران۔ ۳۷)

تو اسے اسکے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اسے اچھا پروان چڑھایا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا۔ جب زکریا اسکے پاس اسکی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اسکے پاس نیا رزق پاتے کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ بولیں وہ اللہ کے پاس ہے بے شک اللہ جسے چاہیے بے گنتی دے

پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود غار حرا میں بڑے عرصے تک گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔

لنگر

جہاں بھی کوئی اللہ والا ہوگا وہاں لوگوں کو اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلایا

جانا لازمی ہوگا۔ جسے عرف عام میں لنگر کہتے ہیں۔ آج مسلمانوں کے گھروں میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو اسے محض ایک رسم سمجھنے لگے ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے اسکی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے کہ بھوکوں کو کھانا کھلانے میں کیا کیا راز پوشیدہ ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں کھانا کھلانے کی فضیلت بڑی واضح طور پر بیان ہوئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماوا سیراً

انما نطعمکم لو اللہ لانرید منکم جزاء ولا شکوراً

اور کھانا کھلاتے ہیں اسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے

(سورہ، الدھر:۸،۹)
(سورہ الحج،۳۶)

☆ حضور نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔

ای الاسلام خیر۔ قال تطعم الطعام وتقراء السلام علی من عرفت ومن لم تعرف

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین اسلام کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تو کھانا کھلائے یا سلام کرے اس شخص کو جسے تو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو"

(بخاری، رقم:۱۱)

☆اسی طرح نبی پاک سرور قلب وسینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

من اطعم اخاه خبزا حتى يشبعه ،وسقاه ماء حتى يرويه ،بعده الله عن النار سبع خنادق بعد ما بين خندقين مسيرة خمسمائة سنة

"جو شخص اپنے کسی بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔اور پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ کی) آگ سے سات خندق جتنے فاصلے کی دوری پر کر دے گا۔اور دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے"

۱۔ (حاکم المستدرک ، ۴: ۱۴۴، رقم ۷۱۷۲

۲۔طبرانی، المعجم الاوسط، ۶: ۳۲۰،رقم: ۶۵۱۸

۳۔بیہقی ۔شعب الایمان، رقم: ۳۳۶۸

۴۔منذری، الترغیب والترھیب من الحدیث، رقم: ۱۴۰۳

☆حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مدینہ تشریف لائے تو اول کلام جو میں نے ان سے سناوہ یہ تھا:

یاایھاالناس ! افشوا السلام ، واطعموا

الطعام، وصلوا والناس نیام تدخلون الجنة بسلام

”اے لوگو! سلام عام کرو۔ اور کھانا کھلاؤ اور نماز پڑھو۔ جب لوگ سو رہے ہوں تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے“

۱۔ ترمذی۔ الجامع الصحیح، رقم: ۲۴۸۵

۲۔ ابن ماجہ، السنن، رقم: ۱۳۳۴

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، رقم: ۲۳۸۳۵

۴۔ دارمی، السنن، رقم: ۱۴۶۰

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ سے کثرت کے ساتھ کھانا کھلانے کا شکوہ کیا۔ اور اسے اسراف قرار دیا تو انہوں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا حوالہ دیا:

خیارکم من اطعم الطعام، ورد السلام

”تم میں سے بہترین وہ ہیں جو کھانا کھلاتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں“

۱۔ احمد بن حنبل، المسند، رقم: ۲۳۹۷۱، ۲۳۹۷۴

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، رقم: ۸۹۷۳

۳۔ طحاوی، شرح معانی الاثار، رقم: ۷۱۰۵

☆ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبین صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اعبدوا الرحمن ، واطعموا الطعام ،وافشوا السلام ، تدخلوا الجنة بسلامس

''تم رحمان کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو۔ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے''

۱۔ ترمذی، رقم ۱۸۵۵

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، رقم: ۲۴۰۲

۳۔ بخاری، کتاب الادب المفرد، رقم: ۹۸۱

۴۔ دارمی، السنن، رقم: ۲۰۸۱

نظر

ہم لوگ اکثر سنتے ہیں کہ اہل طریقت لوگ کہتے رہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی نظر کرم ہے اس شخص پر یا نظر ہوگئی ہے جناب اسلئے یہ سب کچھ بدل گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا نظر یا نظر کرم سے بھی کچھ ہوتا ہے۔ اور کیا اسکی اصل بھی کہیں ملتی ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ

وکان اللہ علی کل شیءٍ رقیبا

اللہ ہر چیز کو نگاہ میں رکھتا ہے

(الاحزاب۔ ۵۲)

واصبر لحکم ربك فانك باعيننا

اور اے محبوب! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک تم ہماری نظر میں ہو۔

(سورہ طور۔۴۸)

عن عائشة قالت امر النبی صلی الله علیه واله وسلم بقتل الابتر وقال انه یصیب البصر ویذهب الحبل

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دم کٹے سانپ کو مارنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے

(بخاری شریف۔)

اگر سانپ کی نظر سے انسان اندھا ہو سکتا ہے اور حمل گر سکتا ہے۔ تو کسی ولی، غوث، قطب کی نظر پڑے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔

جب کوئی کافر کلمہ پڑھنے کے بعد سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے مثل چہرہ والضحیٰ پر نظر ڈالتا ہے تو اسے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا ایسا مرتبہ مل جاتا ہے۔ جو بعد میں آنے والے لوگ کبھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر مرید اپنے شیخ پر نظر ڈالے تو یہ صلہ ملتا ہے اور اگر شیخ اپنے مرید پر نظر ڈالے تو؟

علم لدنی

فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا
وعلمناہ من لدنا علما

تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا۔ جسے ہم نے اپنے
پاس سے رحمت دی۔ اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

(سورہ کہف۔ ٦٥)

مفسرین فرماتے ہیں علم لدنی سے مراد وہ باطنی علم ہے جو بغیر الفاظ و عبارت کے محض اللہ تعالی کی تعلیم سے (بطریق الہام جس کو وحی خفی) بھی کہا جاتا ہے) حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔ کہ جب حضرت موسی علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس حکم الہی سے تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے فرمایا: اے موسی! میں اللہ تعالی کے دیئے ہوئے علم میں سے ایک علم پر ہوں۔ جو اسنے مجھے سکھایا ہے۔ اس علم کو آپ نہیں جانتے۔ اور آپ اللہ تعالی کے عطا کردہ ایسے علم پر ہیں جو اسنے آپ کو سکھایا ہے۔ جسے میں نہیں جانتا۔

توبہ

لغت عرب میں توبہ کا حقیقی معنی ''رجوع'' (لوٹنا) ہوتا ہے۔ شریعت میں توبہ کا مفہوم بدترین شے سے لوٹ کر اچھی شے کی طرف آ جانے کا نام ہے۔

ہر مقام کی ابتدا توبہ ہے اور ہر حال کی کنجی توبہ ہے۔ چنانچہ امام قشیریؒ اپنے رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ابو علی دقاقؒ سے سنا، فرمایا:

اللہ سے معافی تین قسم کی ہوتی ہے

ان میں سے اول کا نام توبہ ہے درمیانی کا نام ''اِنَابہَ'' اور تیسری کو''

اَوُبہَ '' کہتے ہیں

چنانچہ جو شخص ''سزا'' کے خوف سے توبہ کرتا ہے وہ صاحب توبہ ہوتا ہے

جو ''ثواب کے طمع'' سے توبہ کرتا ہے۔ وہ صاحب انابہ ہے

اور جو'' اللہ کے حکم'' کے لحاظ سے توبہ کرتا ہے ثوب کا طمع نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی سزا کا خوف پیش نظر رکھتا ہے۔ ایسا شخص صاحب اوبہ ہوتا ہے

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ توبہ مومنوں کی ایک صفت ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

وتوبو آالی اللہ جمیعا ایھاالمومنون لعلکم تفلحون

اللہ سے توبہ کرواے مومنو!

اور انابت اولیاء اور اللہ تعالی کے مقرب بندوں کی صفت ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

وجاء بقلب منیب توبہ کا ارادہ لے کر آئے

اور اوبہ انبیاء و مرسلین کی صفت ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے نعم العبد انہ اواب (اچھا ہے بندہ بلاشبہ وہ بہت توبہ کرنے والا ہے)

مالک الملک نے قرآن مجید فرقان حمید کے اندر توبہ کے مضمون کو بہت واضح طور

پر بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں

(سورہ الحجرات۔ ۱۱)

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اور اللہ کی طرف توبہ کرو۔ اے مومنو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ

(سورہ نور۔ ۳۱)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو

(سورہ البقرہ۔ ۲۲۲)

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے

سوائے اللہ کے، اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں

(سورہ آل عمران۔ ۱۳۵)

اسی طرح احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی توبہ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ

☆ بندہ گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرے تو صاف ہو جاتا ہے۔ ورنہ بڑھتا جاتا ہے

(ابن ماجہ۔ ۴۲۴۴)

· التائب من الذنب کمن لا ذنب له

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

(ابن ماجہ۔ ۴۲۵۰)

☆ تمام انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں

(ابن ماجہ۔ ۴۲۵۲)

· الندم توبة

ندامت بھی توبہ ہے

(ابن ماجہ۔ ۴۲۵۳)

· ما من شیء احب الی الله من شاب تائب

اللہ تعالی کو اتنی کوئی اور چیز محبوب نہیں ہوتی ۔ جتنا ایک توبہ

کرنے والا بندہ ہوتا ہے

(جامع صغیر۔ ۸۵۰)

☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص استغفار کا اہتمام کرے گا۔ تو اللہ تعالی اسکے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔ اور غم سے خلاصی و چھٹکارا دے گا۔ اور ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا۔ جہاں سے گمان بھی نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد۔ ۱۵۱۸)

حضرت علی بن ربیعہ؄ کہتے ہیں مجھے حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے اپنے پیچھے بٹھایا اور حرہ کی طرف لے گئے۔ پھر آسمان کی طرف سر اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ! ''میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا''۔ پھر میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین ! پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا اور پھر میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ یہ کیا بات ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ اور پھر مجھے حرہ کی طرف لے گئے تھے۔ پھر سر آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ!'' میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا''۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگے اسکی کیا وجہ ہے؟ فرمایا

میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ میرا رب اپنے بندے پر تعجب کر کے مسکراتا ہے۔(اور کہتا ہے) اس بندے کو معلوم ہے کہ میرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔

(حیاۃ الصحابہ۔ج ۳ ص ۳۵۰)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے کتاب الزہد میں حضرت عمر فاروقؓ کا ایک اثر ذکر کیا ہے۔آپ نے فرمایا! جالسوا التوابین فانھم ارق شئی افئدۃ یعنی کثرت سے توبہ کرنے والوں کی مجالس میں بیٹھا کرو۔کہ ان کے دل بہت ہی نرم ہوتے ہیں

حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا: جس کا رزق تنگ ہو اسے کثرت سے توبہ کرنی چاہیے

پھر حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا: عوام کی توبہ تو ''گناہوں'' سے ہوتی ہے۔مگر خواص کی توبہ ''غفلت'' سے

حضرت ابوالحسن نوریؒ نے فرمایا ! توبہ یہ ہے کہ تو اللہ کے سوا ہر چیز کے بارے میں توبہ کرلے اسی طرح

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا! بندہ گناہوں سے ایسے توبہ کرے۔کہ دوبارہ اس گناہ کی طرف لوٹ کر نہ جائے

عرس

عرس کے لغوی معنی شادی کے ہیں اسی لئے دلہا اور دلہن کو عروس کہتے

جب نکیرین میت کا امتحان لیتے ہیں اور وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں

نم کنومة العروس الذی لا یو قظه الا احب
اهله الیه

تو اس دلہن کی طرح سو جا جس کو سوائے اسکے پیارے کے کوئی نہیں اُٹھا سکتا۔ چونکہ نکیرین نے اس دن کو عروس کہا اس لئے وہ دن عرس کہلایا
(مشکواۃ باب اثبات عذاب القبر)

عرس کی حقیقت یہ ہے کہ ہر سال تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کرنا اور قرآن خوانی وصدقات کا ثواب پہنچانا۔ جیسے کہ شامی ج اول باب زیارت القبور میں ہے

روی ابن ابی شیبة ان النبی صلی الله علیه
وآله وسلم
کان یاتی قبور الشهداء باحد علی راس کل حول

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے

تفسیر کبیر اور در منثور میں ہے کہ

روی ابن ابی شیبة ان النبی صلی الله علیه وآله
وسلم کان یاتی قبور الشهداء باحد علی راس

کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعة هکذا کانوا یفعلون

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔اور ان کو سلام فرماتے تھے۔اور چاروں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

مزاراتِ اولیاء سے توسل

اللہ تعالیٰ کے مقبولان بارگاہ کو یہ شرف عطا ہوتا ہے۔کہ وہ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندوں کی طرح دعا اور مدد فرماتے ہیں۔مگر ان سے رابطے کے لئے مرشد کامل کا رابطہ ہونا بھی بہت ضروری ہے۔حضرت علامہ سید محمود آلوسیؒ اہل اللہ کو وسیلہ بنانے اور ان سے روحانی استمداد کے امکان و جواز کے بارے میں سورۃ النازعات کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قیل : اقسام بالنفوس الفاضلة حال المفارقة لابدانها بالموت.فانها تنزعِ عن الابدان غرقا...لعسر مفارقتها ایاها حیث الفنه وکان مطیة لها لاکتساب الخیر و مظنة لاذدیاده.فتنشط شوقا الی عالم الملکوت وتسبح به.فتسبق الی حظائر القدس ،فتصیر

لشرفها و قوتها من المدبرات ای ملحقة بالملا
ئكة او تصلح هی لان تكون مدبرة.....و لذا
قيل.....اذا تحيرتم فی الامور فاستعينوا من
اصحاب القبور ای اصحاب النفوس الفاضلة
المتوفين ،ولا شك فی انه يحصل لزائرهم مدد
روحانی ببركتهم و كثيرا ماتنحل عقد
الامور بانامل التوسل الی الله تعالی بحرمتهم

کہا گیا ہے: اس سورت پاک کے ان ابتدائی جملوں میں موت کے وقت نیک لوگوں کی ارواح کی جسموں سے جدائی کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔اور ارواح کی انہی مختلف کیفیات کی قسم اُٹھائی گئی ہے۔یہ ارواح بدنوں سے کھینچ کر نکالی جاتی ہیں کیونکہ ان بدنوں کے ساتھ مانوس ہونے کی وجہ سے وہ جدا ہونا پسند نہیں کرتیں ۔ان کی ناپسندگی کی وجہ یہ ہے۔کہ نیکیاں کمانے کے لئے بدن سواری کی حثیت رکھتے ہیں۔ان کی بدولت نیکیاں بڑھنے کا امکان وگمان زیادہ ہوتا ہے۔پھر وہ ارواح عالم ملکوت کی طرف پرواز کرتی ہیں ۔اور تیرتے ہوئے حریم قدسی تک پہنچ جاتی ہیں۔اور اپنی شرافت وقوت کی وجہ سے کارکنان قضا و قدر کے ساتھ مل جاتی ہیں ۔یعنی فرشتوں میں شامل ہوجاتی ہیں ۔یا انتظام وتصرف کی صلاحیت حاصل کرلیتی ہیں۔اسی لئے کہا گیا ہے: جب تمہیں مشکلات پیش آئیں تو اہل مزارات سے مدد طلب کیا کرو یعنی اللہ کے ان محبوب ومقبول

بندوں سے جونفوسِ قدسیہ کے مالک ہیں۔اور وصال فرما گئے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان کے مزارات پر حاضری دے۔اسے انکی برکت سے روحانی مدد حاصل ہوتی ہے۔اور بسا اوقات اللہ تعالی کی بارگاہ میں انکی حرمت کا وسیلہ پیش کرنے سے مشکلات کی گرہیں کھل جاتی ہیں۔

(تفسیر روح المعانی،۳۰:۸۔۲۷)

پھر فرماتے ہیں

وقيل: اقسام بالنفوس حال سلو كها وتطهير ظاهرها وباطنها بالاجتهاد في العبادة، والترقي في المعارف الالهية......فتسبح في مراتب الارتقاء، فتسبق الى الكمالات حتى تصير من المكملات للنفوس الناقصة

اور یہ بھی کہا گیا ہے: کہ ان جملوں میں ان پاک سرشت لوگوں کی قسم اٹھائی گئی ہے۔جو میدان سلوک میں قدم رکھتے ہیں۔اور عبادت وریاضت اور مجاھدہ کے ذریعے ظاہر و باطن کو پاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور معرفت خداوندی حاصل کر لیتے ہیں۔(ان قدسی لوگوں پر ان جملوں کا انطباق یوں ہوگا کہ) یہ حضرات خود کو نفسانی خواھشات سے روکتے ہوئے عالم قدس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے کمالات کی حدوں تک پہنچ جاتے ہیں۔تا آنکہ یہ ناقص و ناکارہ لوگوں کو کامل و کارآمد اور مقبول بنانے کے قابل بن جاتے ہیں۔(روح المعانی،۳۰:۲۸)

☆ امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں

فاذا عرضت الحاجة من امر العامة ابتهل فيها:
النقبآء، ثم النجبآء، ثم الابدال، ثم الاخيار،
ثم العمد، فان اجيبوا والا ابتهل الغوث، فلا
يتم مسئلة حتى تجاب دعوته

جب عام لوگ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ تو سب
سے پہلے دعا نقباء کرتے ہیں۔ پھر نجباء پھر ابدال پھر اخیار
پھر عمد کی باری آتی ہے۔ اگر ان کی دعا قبول ہوجائے تو بہتر
وگرنہ غوث دعا کرتے ہیں۔ اور مطالبہ ختم ہونے سے پہلے ہی
انکی دعا قبول کرلی جاتی ہے

(المواہب للدنیۃ ۔ ۲، ۷۲۶)
(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ۷، ۴۸۷)

☆ مشہور محدث ابن ابو حاتم رازیؒ حضرت امام علی رضا بن موسیٰؒ کے
مزار مبارک کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ماحلت بی شدة فی وقت مقامی بطوس، وزرت
قبر علی بن موسی الرضا صلوات الله علی جده و
علیه، ودعوت الله تعالی ازا لتها عنی الا
استجیب لی. وزالت عنی تلك الشدة وهذا شئ

جربته مرارآ

شہر طوس میں قیام کے دوران جب بھی کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام موسیٰ رضاؒ کے مزار پر حاضری دے کر۔ خدا تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا کی۔ تو وہ دعا ضرور قبول ہوئی ۔اور مشکل دور ہوگئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے۔ جسے میں نے بار بار آزمایا ہے۔

(کتاب الثقات)

اسی طرح شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات (۲: ۹۲۳) میں حضرت امام شافعیؒ کا ایک قول نقل کرتے ہیں:

''حضرت موسیٰ کاظمؒ کی قبر انور قبولیت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے۔''

☆ حضرت امام ہجر ہیثمی مکیؒ جو محدثین وفقہا میں نمایاں مقام رکھتے ہیں نے حضرت ابوعبداللہ قرشیؒ سے منسوب مندرجہ ذیل واقعہ نقل کرتے ہیں۔کہ شدید قحط سالی نے مصر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔اور لوگوں کی بھوک اور پیاس کی مصیبت باوجود دعا و استغفار کے حل نہ ہوئی:

فسافرت الی الشام ، فلما وصلت الی قریب ضریح الخلیل علیه وعلی نبینا افضل الصلاۃ والسلام تلقانی ،فقلت : یا رسول اللہ! اجعل ضیافتی عندك الدعآء لاهلِ مصر، فدعا لهم ففرج اللہ عنهم.

بس میں نے ملک شام کی طرف سفر کیا۔ جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار پاک کے قریب پہنچا۔ تو آپ مجھے آگے سے ملے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں مہمان کی حیثیت سے آیا ہوں۔ میری ضیافت یوں کریں کہ اہل مصر کے لئے دعا فرمادیں۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے ان سے قحط دور فرما دیا۔

(الفتاوی الحدیثیہ۔ ۶، ۲۵۵)

اسی (الفتاوی الحدیثیه، ۲۵۶) میں ہے کہ۔ اس واقعہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بالمشافعہ ملاقات کا جو حال بیان ہوا ہے۔ اسکی وضاحت امام یافعیؒ نے اسطرح بیان فرمائی ہے۔ کہ

فقوله :تلقانی الخلیل ،قول حق لا ینکره الا جاهل بمعرفة ما یرد علیهم من الاحول التی یشاهدون فیها ملکوت السموات والارض و ینظرون الانبیاء احیاء غیر اموات

حضرت ابو عبداللہ قرشیؒ کا یہ کہنا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مجھے ملے۔ بالکل برحق ہے اسکا انکار کوئی جاہل کرسکتا ہے جو اولیاء کرام کے ان احوال و مقامات سے بے خبر ہو۔ کیونکہ یہ لوگ زمین و آسمان کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بالکل زندہ حالت میں دیکھتے ہیں۔

★ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے جب "رد المختار علی در

المختار" لکھنے کا ارادہ کیا۔ تو بارگاہ خداوندی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،خاصان الہی اور حضرت امام اعظمؒ کا وسیلہ پیش کیا:

وانی اساله تعالی متوسلا الیه بنبیه المکرم علیه السلام وباهل طاعته من کل ذی مقام علی معظم ،وبقدوتنا الامام الاعظم ، ان یسهل علی ذالك من انعامه ویعیننی علی اکماله واتمامه ویعیننی علی اکماله وتمامه

اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ،اور عالی مرتبت فرمانبردار بندوں کو اور خاص طور پر ھادی برحق امام اعظمؒ کو وسیلہ بنا کر رب تعالی کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے احسان سے یہ مشکل آسان کردے اور اسے مکمل کرنے کی توفیق بخشے۔

(ردالمختار علی درالمختار۔۱، ۳)

یہ دعا اتنی مقبول ہوئی اور وسیلے کی ایسی برکت ظاہر ہوئی کہ آپ نے قانون اسلامی کے موضوع پر اتنی معرکۃ الآرا کتاب تصنیف کرلی۔

اس ضمن میں ایمان افروز بات یہ ہے کہ جس کتاب کی یہ شرح ہے اسکا نام درالمختار ہے۔ اور اسکے

قدسی صفات مصنف نے اس کتاب کو لکھنے سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اذن حاصل کیا

جسکا تذکرہ امام ابن عابدین شامی یوں فرماتے ہیں:

وكان الاذن للشارح حصل منه عليه السلام صريحا بروية منام او بالهام و ببركته عليه السلام فاق هذا الشرح على غيره

اور شارح کو واضح طور پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خواب میں یا الہام کے ساتھ اذن حاصل ہوا تھا ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہی کے باعث یہ شرح سب پر غالب آئی ہے۔

(ردالمختار علی درالمختار۔۱:۹)

ان واقعات میں علم فیضان کا عمل دخل بہت واضح طور پر نظر آتا ہے

☆ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مزار مبارک کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں:

انی لا تبرك بابی حنيفة ,و اجی ء الى قبره فی كل يوم ..... يعنی زائرا........

فاذا عرضت لی حاجة صليت ركعتين ,و جئت الى قبره ,وسئالت الله تعالى الحاجة عنده , فما تبعد عنی حتی تقضی

میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ انکی قبر کی زیارت کے لئے آتا ہوں ۔ جب کوئی

ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے۔ تو دو رکعت نماز پڑھ کر انکی قبر پر آتا ہوں۔ اور اسکے پاس (بیٹھ کر) حاجت روائی کے لئے اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں۔ پس میں وہاں سے نہیں ہٹتا یہاں تک کہ میری حاجت پوری ہو چکی ہوتی ہے۔

(تاریخ بغداد۔۱: ۱۲۳۔ الخیرات الحسان: ۹۴۔ رد المختار علی در المختار، ۱: ۴۱)

★ حضرت امام ابو القاسم قشیریؒ کا شمار تیسری اور چوتھی صدی کے اکابر صوفیا و محدثین میں ہوتا ہے۔ وہ مشہور ولی کامل حضرت امام کرخیؒ کے بارے میں اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں:

کان من المشائخ الکبار، مجاب الدعوۃ، یستشفی بقبرہ۔ یقول البغدادیون: قبر معروف تریاق مجرب

آپ بزرگ ترین مشائخ میں سے تھے۔ اور آپکی دعا قبول ہوتی تھی۔ آج بھی آپکی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر شفا یابی کی دعا کی جاتی ہے۔ اہل بغداد کہتے ہیں: حضرت معروف کرخی کی قبر مجرب اکسیر ہے

(الرسالۃ القشیریہ: ۴۱)

☆ حضرت ابو ایوب انصاریؓ معرکہ قسطنطنیہ میں شریکِ جہاد ہوئے دشمن کی سرحد کے قریب بیمار پڑھ گئے۔ مرض نے شدت اختیار فرمائی تو وصیت فرمائی:

جب میں فوت ہو جاؤں تو میری میت ساتھ اُٹھا لینا، پھر جب دشمن

کے سامنے صف آرا ہو جاؤ۔ تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا۔ پس انہوں نے (ایسا ہی) کیا۔

چنانچہ آپ کو قلعہ کے دامن میں دفن کر دیا گیا۔ اور بہت جلد لوگوں کو آپکی قبر کے فیوض و برکات کا پتہ چل گیا۔ کہ یہاں کی جانے والی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

اقبر ابی ایوب قرب سورها معلوم

.... یستسقون به، فیسقون

(الاستیعاب لابن عبدالبر، ۱:۴۰۵)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قبر قلعہ کی فصیل کے قریب ہے۔ اور سب کو معلوم ہے۔ وہاں پہنچ کر لوگ بارش کے لئے دعا کرتے ہیں۔ تو بارش ہو جاتی ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں:

کانوا اذا امحلوا کشفوا عن قبرہ فطمروا

(الاستیعاب لابن عبدالبر، ۴:۶)

جب بھی قحط پڑھ جائے تو اظہارِ وسیلہ کے لئے لوگ قبر کھول دیتے ہیں۔ پس بارش ہو جاتی ہے۔

☆ ایک دفعہ مروان بن الحکم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر پڑے دیکھا۔ تو کہا: تو یہ کیا کر رہا ہے؟ اس پر آپ نے ایمان افروز جواب دیا۔

عن داود بن ابی صالح قال: اقبل مروان یوماً

فوجد رجلا واضعا وجهه على القبر. فقال: اتدری ما تصنع؟ فاقبل علیه فاذا ھو ابو ایوب رضی اللہ عنہ فقال: نعم، جئت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولم آت الحجر، سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول: لا تبکوا علی الدین اذا ولیه اهله. ولکن ابکوا علیه اذا ولیه غیر اهله

حضرت داود بن صالح سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مروان آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ تو اس (مروان) نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا، دیکھا تو وہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں اور کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: دین پر مت روؤ جب ابھی اس کا ولی اہل ہو۔ ہاں دین پر اس وقت روؤ جب اس کا ولی نااہل ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، ۵:۴۲۲۔ المستدرک، ۴:۵۱۵۔)
(المعجم الکبیر للطبرانی، ۴:۱۵۸، رقم:۳۹۹۹)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب شرح الصدور فی احوال الموتا والقبور میں کئی واقعات نقل کئے ہیں۔ان میں سے کچھ نقل کر دیتا ہوں

☆سہیلی نے دلائل النبوۃ میں بعض صحابہ رضی اللہ عنھم سے روایت کی کہ ایک شخص نے ایک قبر کھودی، اس میں ایک روشن دان دوسری قبر کی طرف کھل گیا۔اب جو انہوں نے دیکھا تو ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔اور انکے سامنے قرآن حکیم کھلا ہوا ہے۔اور اسکے سامنے ہی سبز رنگ کا روضہ ہے یہ سرزمین احد کا واقع ہے۔اور یہ شخص شہید تھا۔کیونکہ اسکے چہرے پر زخم تھے۔ابو حیان اور یافعی نے بھی اسی قسم کا واقع نقل کیا ہے۔

☆رسالہ قشیری میں ہے کہ ایک کفن چور تھا۔ایک عورت (جو کہ ولیہ تھیں) کا انتقال ہو گیا۔وہ اسکے جنازے میں شامل ہوا۔تاکہ ساتھ جا کر اسکی قبر کا پتہ لگائے۔جب رات ہو گئی تو اسنے اس خاتون کی قبر کو کھودنا شروع کر دیا۔(جب اس نے کفن کو ہاتھ لگایا) تو وہ بول اٹھیں کہ سبحان اللہ ایک مغفور شخص عورت کا کفن چراتا ہے۔اسنے پوچھا وہ کیسے تو کہنے لگیں۔میں نے رب سے دعا کی تھی۔کہ جو بھی میرے جنازے میں شامل ہو مولا کریم اسکو بھی بخش دینا۔تو نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی تھی۔یہ سن کر اسنے قبر پر فوراً مٹی ڈال دی۔اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔

☆ابن جریرؒ نے ''تہذیب الآثار'' میں اور ابن ابی الدنیا نے

''کتاب من عاش بعد الموت'' میں اور بیہقی نے ''دلائل'' میں عطاف بن خالد سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ میری خالہ نے مجھ کو بتایا۔ کہ ایک روز میں شہدا کے قبرستان میں گئی۔ اور یہ میرا معمول تھا۔ میں سیدنا حضرت امیر حمزہؓ کی قبر کے پاس جا کر ٹھہری اور اسکے پاس نماز پڑھی۔ وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ جواب دینے والا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی۔ تو میں نے کہا کہ اسلام علیکم تو میں نے سلام کے جواب کی آواز سنی۔ اور مجھ کو اتنا یقین ہے۔ جتنا کہ اس بات کا کہ اللہ نے مجھ کو پیدا کیا یا رات اور دن کے وجود کا یہ حال دیکھ کر میرے جسم کا بال بال کانپنے لگا۔

☆ یافعیؒ نے کہا کہ یہ بہت مشہور بات ہے کہ فقیہ احمد بن موسیٰ بن عجیل کو ان کے بعض شاگردوں نے قبر میں سورہ نور پڑھتے ہوئے سنا،

☆ بیہقی نے حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ ایک عالم نے مجھے بتایا۔ کہ میں اپنے باپ کی قبر پر جانے کا عادی تھا۔ پھر کچھ روز بعد میرے دل میں خیال آیا۔ کہ یہ مٹی ہے اس پر جانے کا کیا فائدہ ہے۔ چنانچہ میں نے جانا ترک کر دیا۔ تو ایک روز والد صاحب کو خواب میں دیکھا۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ اے بیٹے! تم نے آنا کیوں چھوڑ دیا؟ میں نے کہا کہ مٹی کے ڈھیر پر آ کر کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا: اے بیٹے ایسا نہ کہو۔ جب تم آتے تھے تو میرے پڑوسی مجھ کو بشارت دیتے تھے۔ اور جب تم واپس ہوتے تھے۔ تو میں تم کو دیکھتا رہتا تھا۔ حتی کہ تم کوفہ میں داخل ہو جاتے ہو۔

اب اس موقع پر ضرورت ہے کہ کفر اور شرک کی بھی تعریف کر دی جائے ۔تا کہ جو لوگ اکثر شرک شرک کی رٹ لگائے رکھتے ہیں ۔ان کے سوالات کے جوابات دئے جا سکیں

''کفر کی تعریف یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کیا جائے اس کا نام ہے کفر''

دین کی ضروری چیز اس کو کہیں گے جس کا قیامت کے میدان میں سوال اُٹھے اس کو کہتے ہیں ضرورت دین ۔جو دین کی ضروریات ہیں ان میں سے کسی کا انکار کفر ہے۔

اب کفر کو شرک سے کیا رشتہ ہے؟ کفر تو انکار ہے۔شرک انکار نہیں ۔شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالی کی جتنی قسم کی توحید ہے اس میں کسی کو شریک کرے۔

اللہ تعالی کی توحید تین قسم کی ہے۔

☆توحید الوھیہ یعنی پوجا جانے میں ایک ہے

☆ توحید ربوبیہ پالن ہار ہونے میں اکیلا ہے

☆توحید الاسماء وصفات جو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں اور اسکی صفتیں ہیں ان میں وہ اکیلا ہے

اب ان میں کسی کو شریک کرنے کا نام شرک ہے ۔توحید الوھیہ یہ ہے۔کہ خدا معبود ہے ۔پوجا صرف اسی کی کرنی ہے ۔اسکے علاوہ خواہ کوئی نبی

ہو، ولی ہو، پیغمبر، غوث، قطب ہو، کوئی بھی ہو، پوجا کسی کی بھی درست نہیں ہے
۔اگر پوجا کرے گا تو اس کا نام کفر نہیں ہوگا۔خدا کو پوجا کرنے کے قابل نہ سمجھے
اسکا نام کفر ہے۔اور اگر کہے خدا بھی پوجا کے قابل اور یہ بھی پوجا کے قابل ہیں۔

(Partnership)

کا نام شرک ہے۔خدا کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔کہے اتنا حصہ اسکا
ہے، اتنا حصہ اسکا ہے۔اسکا نام شرک ہے۔

دوسرا وہ کہے کہ پالنے میں بارش کوئی اور برساتا ہے، نباتات کوئی اور
اگاتا ہے۔بیج کوئی اور اگاتا ہے۔اور پکاتا کوئی اور ہے۔اس طرح بہت سارے
خدا مل کر اس سچے خدا کی نگرانی میں یہ سارا کام کرتے ہیں۔تو یہ اس نے ربوبیت
میں شریک کیا ہے۔لہذا چاہے کوئی نمازی ہو، غازی ہو، حاجی ہو، سب کچھ ہو وہ
مشرک ہے۔اس لئے کہ خدا کی ربوبیت میں اس نے کسی کو شریک کر ڈالا
ہے۔اب خدا کا وہ منکر نہیں ہے۔خدا کا وہ انکار کرتا تو کافر ہوتا۔خدا کو بھی مانتا
ہے اور دوسروں کو اسکی خدائی میں شریک کرتا ہے۔اسکا نام شرک ہے۔

توحید الاسماء وصفات یہ ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کے نام اور اسکی صفتیں اس
میں خدا تنہا ہے۔مثلاً خدا رحیم ہے خدا کے اس معنی رحمت میں کوئی شریک نہیں
۔خدا کریم ہے اسکے اس معنی کرم میں کوئی شریک نہیں

اب اگر کوئی آدمی کہے کہ جی کہ اب تم خود مان گئے کہ خدا کے سوا کسی کی پوجا کرنا
یہ شرک ہے۔تو یہ قبروں پر تم جاتے ہو یہ پوجا ہی تو ہے؟

کہیں گے جناب ہم آپ سے پوجا کی تعریف چاہئیں گے۔پوجا اس بات کا نام ہوگا۔جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہو۔شرک تو اس بات کا نام ہے جو کام خدا کے بارے میں کیا جاتا ہے۔وہ کسی اور کے بارے میں کیا جائے تو شرک ہے۔

بتلاؤ خدا کی قبر کہاں بنی ہے؟ خدا کی قبر پر کہاں سلام کے لئے جاتے ہیں۔خدا کی قبر بنی ہوئی ہوتی اسکے لئے جاتے اور اسکی قبر کو پوجا کرتے اور کسی کی قبر پر جاتے تو شرک ہوتا۔خدا نہ کبھی مرا نہ کبھی مرے،کبھی خدا کی قبر تھی،نہ کبھی ہے اس کو شرک کس طرح بتلا رہے ہیں؟

حضرت امام راغب اصفہانی المتوفی ۵۰۳ھ کی "مفردات راغب" صفحہ ۲۶۶ (جس کو امام غزالیؒ ہمیشہ ساتھ لئے رہتے تھے۔یہی قرآن کی سب سے زیادہ معتبر ڈکشنری ہے) پر حدیث قدسی لفظ شرک کی بحث کے اندر موجود ہے۔کہ پروردگار فرماتے ہیں: اشر کتک فی امری (اے پیارے: میں نے تمہیں اپنے کام میں شریک کیا)۔۔۔آدمی کا سر چکرایا کہ یہ حدیث نہیں ہو سکتی۔حدیث ہے۔کس طرح؟ اس طرح کہ نماز میری ہے میرا بھی نام ہے تیرا بھی نام ہے اقامت میری ہے نام میرا بھی ہے نام تیرا بھی ہے نماز میری ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢

رحمان اور رحیم اللہ کے نام ہیں

قرآن فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان

(التوبہ۔۱۲۸)

قرآن نے فرمایا کہ "میں رحمن ورحیم ہوں" اور میرا محبوب بھی رحیم ہے

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ

(اور اللہ بندوں پر مہربان ہے)

(البقرۃ۔۲۰۷)

اے پروردگار! تو بھی رؤف ہے تیرا حبیب بھی رؤف ہے۔شریک ہونے کے بعد پھر "شرک" کیوں نہیں؟ کہا یہ شرک جس کو شرع میں کہتے ہیں وہ خدا کی اس خدائی میں شریک ہونے کا نام ہے۔کہ جس طرح کا رؤف ورحیم خود خدا ہے۔خدا خود سے خود رؤف ورحیم ہے اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خود سے خود رؤف ورحیم ہوتے تو پھر شرک ہوتا۔خدا خود سے خود رؤف ورحیم ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بنائے ہوئے رؤف ورحیم ہیں شریک کوئی نہیں۔

اسی طرح رب کریم فرماتے ہیں

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا

اور انکے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر اے
میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے
بچپن میں پالا۔

(بنی اسرائیل۔ ۲۴)

اب سمجھ آ گئی کہ ''رب'' کس معنی میں رب ہے؟ وہ (رب) پالنے والا ہے۔ پر خود سے خود رب ہے۔ یہ (ماں باپ) جو پالنے والے ہیں۔ اُس رب نے انہیں پالنے والا بنایا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے شرک دور ہوا کہ نہیں؟

اب جو توحید الاسماء والصفات میں صفتوں اور ناموں میں کسی کو شریک کیا جائے تو شرک ہوتا ہے۔ اللہ بھی نور ہے۔ جبرائیل بھی نور ہے۔ خدا کی صفت ہو نور اور مخلوق کی صفت بھی ہو نور۔ اب زرا سوچ کے بتلاؤ شرک کیوں نہیں ہے؟

کہنا پڑے گا کہ رب نور ہے مگر خود سے خود نور ہے۔ جو باقی نور ہیں اسکے بنائے ہوئے نور ہیں اس لئے شرک نہ ہوا۔ خدا کی جو صفت جس طرح ذات باری میں پائی جاتی ہے اسی طرح مخلوق کے اندر تسلیم کی جائے اسکا نام شرک ہے۔ اللہ کی ذات، صفات اور اسماء کا قائل نہ ہونا۔ اسکا نام کفر ہے

اب کفر و شرک کا فرق واضح ہو گیا۔

اولیاء کرام کے مزارات کے قریب مساجد کی تعمیر

سورہ کہف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا

ان (ایمان والوں) نے کہا جنہیں ان کے معاملہ پر غلبہ حاصل تھا۔ کہ ہم ان (کے دروازہ) پر ضرور ایک مسجد بنائیں گے (تاکہ مسلمان اس میں نماز پڑھیں اور انکی قربت سے خصوصی برکت حاصل کریں)

(الکہف، ۱۸:۲۱)

اصحاب کہف جب ۳۰۹ سال بعد بیدار ہوئے اور پھر کچھ عرصہ بعد طبعی وفات پائی۔ تو لوگوں میں اختلاف ہوا۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ غار کے دروازے پر ایک دیوار بنا کر اسکا منہ بند کر دیا جائے۔ اور بعض جو ان میں صاحب اختیار تھے۔ انکی رائے یہ تھی۔ کہ ان کے قرب میں ایک مسجد تعمیر کر دی جائے۔ تاکہ مسلمان اس میں نماز پڑھیں۔ اور انکی قربت سے خصوصی برکت حاصل کریں۔ اس طرح اصحاب کہف کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے گی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

هذه الاية تدل على جواز بناء المسجد ليصلى فيه عند مقابر اولياء الله قصدا للتبرك بهم

یہ آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کے لئے مسجد بنانا تا کہ اس میں نماز پڑھی جائے جائز ہے۔

(التفسیر مظہری،٦:٢٣)

اسی ضمن میں بدعقیدہ لوگوں کا موقف جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلط معنی بیان کر کے ذہنوں میں شک ڈالتے ہیں، کا رد کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

ومعنی اتخذوا قبور انبیاء هم مساجد انهم یسجدون الی القبور کماهو صریح فی حدیث ابی مرثد الغنوی قال: قال رسول الله ﷺ : ولا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها

اوراس حدیث کا معنی، کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا تھا۔ یہ ہے: کہ انہوں نے ان قبروں کو سجدے شروع کر دیئے تھے۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث رسولؐ سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ جس میں ابو مرثد الغنویؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبروں پر نہ بیٹھو۔ اور نہ ہی انکی طرف نماز پڑھو۔

وظیفہ دینے کا ثبوت

حضرت عثمان بن حنیفؓ فرماتے ہیں:

ان رجلا ضرير البصر اتی النبی ﷺ فقال: ادع الله لی ان یعا فینی فقال: ان شئت اخرت لك وهو خير ،وان شئت دعوت فقال: ادعه فامره ان يتوضاء فيحسن وضوئه، ويصلى ركعتين ،و يدعو بهذا الدعاء: اللهم انى اسالك واتوجه اليك بمحمدِ نبى الرحمة، يا محمد! انى قد توجهت بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى، اللهم !فشفعه فى

ایک نابینا شخص بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا۔اور عرض گزار ہوا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالی سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں اسکو موخر کرتا ہوں ۔اور یہ تیرے لئے بہتر ہے۔اور اگر تو چاہے تو دعا کروں ۔اس نے عرض کیا: دعا فرما دیجئے۔پس آپؐ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا۔کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ، پھر یہ دعا کر:

اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف آپ کے نبی محمدؐ نبیِ رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں ۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کے وسیلے سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔تا کہ وہ میری یہ حاجت پوری فرمادے ۔اے اللہ! آپ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرمائیں۔

(سنن ابن ماجہ:۱۰۰۔)(جامع ترمذی، ۲:۱۹۷۔مسند احمد بن حنبل، ۴:۱۳۸)
(المستدرک، ۱: ۳۱۳، ۵۱۹۔ ۱: ۷۔ ۵۲۶۔صحیح ابن خزیمہ، ۲:۶۔ ۲۲۵، رقم: ۱۲۱۹)

اب توسل کا یہ طریقہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ صحابہ کرام توسل کے اس صیغہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی استعمال کرتے تھے۔ جیسا کہ طبرانی کی روایت سے ثابت ہے۔ کہ ایک آدمی اپنی غرض وحاجت سے بار بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی کے پاس جاتا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان اسکی طرف التفات کرتے اور نہ اسکی حاجت میں غور فرماتے۔ وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیف کو ملا اور ان سے اسکا شکوہ کیا۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: لوٹا لاؤ اور وضو کرو۔ پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر یہ کہو:

" اللهم انى اسالك واتوجه اليك بنبينا محمد
نبى الرحمة، يا محمد! انى
اتوجه بك الى ربى فتقضى لى حاجتى"

اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیِ رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کہ وہ میری یہ حاجت پوری فرمادے۔

اور اپنی حاجت کو ذکر کر۔ وہ آدمی چلا گیا اور جو اسکو کہا گیا تھا۔ اسنے وہی کیا۔ اسکے بعد جب وہ حضرت عثمان غنی کے دروازے پر آیا۔ تو دربان آیا، اسکو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور حضرت عثمان کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت

عثمانؓ نے اسکو اپنے ساتھ چٹائی پر بٹھایا۔اور فرمایا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟
اس نے اپنی حاجت بیان کی تو حضرت امیر المومنینؓ نے اسکی حاجت کو پورا
کر دیا۔اور فرمایا کہ تم نے اب تک اپنی حاجت کو کیوں ذکر نہ کیا؟ آپ نے
اسے یہ بھی فرمایا کہ آئیندہ جو بھی ضرورت ہو، ہمارے پاس آنا۔وہ آدمی جب
ان کے ہاں سے رخصت ہوا تو حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملا اور ان سے عرض
کیا۔اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔وہ تو میری حاجت کے بارے
میں غور نہ کرتے۔اور نہ میری طرف التفات کرتے تھے۔حتی کہ آپ نے ان
سے میری سفارش کردی۔تو حضرت عثمان بن حنیفؓ نے فرمایا:

واللہ! ما کلمة، ولکنی شهدت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم واتاه ضریر،فشکا الیه ذهاب بصره ،فقال له النبی علیه السلام : فتصبر؟ فقال: یا رسول اللہ علیه السلام ! لیس لی قائد وقد شق علی ، فقال له النبی علیه السلام: ائت المیضاة فتوضا ثم صل رکعتین ثم ادع بهذ ه الدعوات۔قال ابن حنیف:فواللہ! ما تفرقنا ،وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانه لم یکن به ضرقط

بخدا! میں نے نہیں کہا۔بلکہ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔کہ آپ کے پاس ایک اندھا آدمی آیا۔اور آپ

سے اپنی بینائی کے ختم ہونے کا شکوہ کیا۔تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کہ تو صبر کر۔اس نے عرض کیا: یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا کوئی خادم نہیں ہے۔اور مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوٹا لے کر آؤ اور وضو کرو۔پھر دو رکعت پڑھ کر ان دعائیہ کلمات سے دعا کرو۔پھر حضرت عثمان بن حنیف ؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم لوگ ابھی نہ تو مجلس سے دور ہوئے اور نہ ہی ہمارے درمیان گفتگو لمبی ہوئی حتیٰ کہ وہ آدمی ہمارے پاس (اس حالت میں) آیا کہ گویا اسے اندھا پن تھا ہی نہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۹:۳۱، رقم:۸۳۱۱۔الترغیب والترھیب، ۱:۶۔۴۷۴)

حضرت عثمان بن حنیف ؓ نے اس شخص کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے استغاثہ وندا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانے کی دعا سکھائی اور اسکے اس شک کو اللہ کی قسم کھا کر رفع فرمایا کہا انہوں نے خلیفہ سے اس بارے میں کوئی سفارش نہیں کہ۔بلکہ یہ سب کچھ وسیلہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت عظمیٰ ہے۔

مندرجہ بالا روایات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مشائخ عظام و بزگان دین کا وظیفہ دینے کا عمل درست ہے۔کیونکہ یہ سلف صالحین کا معمول ہے۔اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو حضرت عثمان بن حنیف ؓ کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم آگے لوگوں کو بھی یہ دعا پڑھنے کا کہتے پھر و اسی طرح فرمایا شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے کہ مجھے یہ بات پہنچی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے لا الہ الا اللہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا۔ اللہ تعالی اسکی بخشش فرمادے گا۔ اور جسکے لئے پڑھا گیا اسکو بھی اللہ معاف فرمادے گا۔ شیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں پس میں نے کلمہ شریف کا ورد (ستر ہزار دفعہ) کیا۔ بغیر کسی مخصوص شخص کی نسبت کے۔ پس میں اپنے دوستوں کے ساتھ حاضر ہوا ایک مجلس میں۔ ان میں ایک ایسا نوجوان تھا۔ جو کشف میں بہت مشہور تھا۔ کھانے کے دوران اچانک وہ رو پڑا۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھا۔ شیخ ابن عربیؒ نے فرمایا: میں نے جو کچھ ورد پڑھا تھا دل ہی دل میں اسکی والدہ کو ایصال ثواب کردیا۔ پھر اس نے ہنسنا شروع کردیا۔ میں نے سبسب پوچھا تو کہنے لگا۔ ابھی والدہ کو دیکھا ہے وہ امن میں ہے۔ تو بس میں نے حدیث کا صحیح ہونا نوجوان کے کشف سے معلوم کرلیا۔ اور کشف کا صحیح ہونا حدیث سے معلوم کرلیا۔

(التحلیق المجلی شرح منیۃ المصلی۔ للفقیہ المحدث علامہ وصی احمد السورتیؒ۔ ۱۲۵۲۔۔ ۱۳۳۴ھ)

بیعت

قارئین کرام! جو لوگ اہل طریقت ہیں وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اہل اللہ کے ہاں جب کوئی سیدھے راستے کی تلاش کے لئے جاتا ہے تو اہل اللہ بیعت فرماتے وقت جو الفاظ فرماتے ہیں وہ ضروریات دین کے پورا کرنے کے وعدے، توبہ کرنے سے لے کر اعمال صالحہ کرنے تک سب کچھ اس

میں شامل ہوتا ہے۔ جیسا کہ میرے مرشد کامل حجۃ الاسلام، استاذ الاساتذہ، فقیہ العصر، نابغہ عالم، محقق زماں، حضور قبلہ مفکر اسلام، شیخ القرآن و الحدیث محدث عالم اسلام شہزادہ غوث الاعظم علامہ ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی بیعت لیتے وقت کچھ اس طرح کے الفاظ ادا فرماتے ہیں۔ کہ بولو

اے اللہ! میں ایمان لایا تیری ذات پر تیری صفات پر سارے انبیاء پر سارے رسولوں پر سارے فرشتوں پر علیہم الصلواۃ والسلام

اے اللہ! میں ایمان لایا ہوں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے آخری رسول ہونے پر اور سب سے افضل رسول ہونے پر اے اللہ! میں ایمان لایا ہوں عذاب قبر پر قیامت کے قائم ہونے پر دوزخ اور جنت پر، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر اے اللہ میری کفر سے توبہ ،شرک سے توبہ، بری بدعت سے توبہ، مرزائی ہونے سے توبہ، وھابی ہونے سے توبہ، شیعہ ہونے سے توبہ، مودودیہ ہونے سے توبہ، دیوبندی ہونے سے توبہ ،خارجی ہونے سے توبہ اے اللہ تمام برے عقیدوں اور برے اعمال سے توبہ کر کے میں نے بیعت کی ہے خاندانِ قادریہ کے اندر سید عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر اور آپکے واسطے سے میں نے بیعت کی ہے حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی ؓ کے ہاتھ پر اور آپکے واسطے سے میں نے بیعت کی ہے بارہ اماموں کے ساتھ حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے ساتھ خصوصا حسن ؓ و حسین ؓ کے ساتھ مولا مرتضی کے ساتھ علی نبینا و علیہم الصلواۃ والسلام اور آپکے

واسطے سے میں نے بیعت کی ہے جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور آپکے واسطے سے میں نے بیعت کی ہے اللہ تعالی کی ذات پاک کے ساتھ اے اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں پانچوں نمازیں روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھا کروں گا ماہ رمضان شریف کے روزے پوری پابندی کے ساتھ رکھا کروں گا اگر توفیق ہوئی زکواۃ دیا کروں گا اگر توفیق ہوئی حج کروں گا اے اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں پوری زندگی اپنے پیر و مرشد کے مشن کے ساتھ وفا کروں گا

مولا کریم میری توبہ منظور فرما توبہ توبہ توبہ

لَا اِلٰہ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ

قارئین! بیعت کا صیح طریقہ معلوم ہونے کے بعد اب آیئے ذرا قرآن حکیم سے بیعت کو واضع کرتے ہیں۔ رب العالمین ارشاد فرماتے ہیں

بے شک جو لوگ آپکی بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اسکے توڑنے کا وبال اسکی ذات پر ہوگا۔ اور جس نے پورا کیا اس عہد کو جو اسنے اللہ سے کیا تو وہ اسکو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

(الفتح۔۱۰)

معاملات دنیاوی ہوں یا نجات اخروی سب میں بیعت کی اہمیت اور وجوب اسی آیت مبارکہ اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے ثابت ہے۔

دوسری جگہ رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ وہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں گی ۔اور نہ چوری کریں گی ۔اور نہ بدکاری کریں گی ۔اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں کے درمیان کوئی بہتان اُٹھائیں گی ۔اور نہ کسی نیک بات سے تمہاری نافرمانی کریں گی ۔تو تم ان سے بیعت لو ۔اور اللہ سے انکی مغفرت چاہو ۔بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

(الممتحنہ ۔۱۲)

اس آیت مبارکہ میں مومن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ ایمان لانے کے بعد کچھ خاص معاملات کے لئے بیعت ہوتی ہے یا کر سکتے ہیں اور یہ عمل فرمان الٰہی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق نہایت اعلیٰ اور پسندیدہ ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ سے اسکی کئی مثالیں احادیثِ صحیحہ سے دی جا سکتی ہیں

☆ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث میں حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں

میں نے نماز ادا کرنے ،زکواۃ دینے ،اور ہر مسلمان کو دین سکھانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واالہ وسلم سے بیعت کی

(صحیح مسلم ۔رقم ۱۵۵)

☆ حضرت عبادہ ابن صامتؓ فرماتے ہیں کہ

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واالہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی

کہ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ بدکاری نہیں کریں گے۔ چوری نہیں کریں گے۔ اور کسی جان کو ناحق قتل نہیں کریں گے

(صحیح مسلم۔ ۴۴۶۴)

اسی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے آجتک تصوف کے سلاسل عالیہ میں اہل ایمان صالحین ومشائخ کے دست حق پرست پر بیعت کرتے ہیں گویا کہ رب کے احکام کی بجا آوری، نیکیوں پر استقامت، ممنوعات سے احتراز اور رب تعالیٰ سے انابت پر اسی کے ایک برگزیدہ بندے کو گواہ بنا کر عہد کی توثیق کرتے ہیں تا کہ اپنے آپ کو اسکے فضل وکرم اور انعام و احسان کا مستحق پائیں۔

اب بیعت مروجہ مشائخ عظام کے متعلق رئیس المجددین فاتح قادیان خواجہ خواجگان حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کے فتاویٰ مہریہ سے اعتراضات کے جوابات نقل کرتا ہوں

☆ بیعت طریقت سے غرض حصول سکینہ باطمینان قلب واخلاص و شوق وترک ماسوی اللہ ہے۔ سنت اللہ اس پر جاری ہے کہ علماء کی صحبت کے بغیر علم، خیاط کی مجلس کے بغیر خیاطت اور آہن گر کی صحبت کے سوا آہن گری حاصل نہیں ہوتی۔

☆ ایک شخص کئی اشخاص سے بیعتِ تبرک وفیض حاصل کرسکتا ہے اور جائز ہے۔ بشرطیکہ شیخ اول کی تحقیر وتوہین نہ کرے۔ ورنہ رجعت ہوگی۔ البتہ وہ

شخص مستثنے ہے۔جس کو عشقِ شیخ کا جذبہ عشقیہ اور رابطہ کمال دوسری طرف نہ جانے دے۔

☆ بیعت کرنے کے قابل وہ شخص ہوتا ہے۔کہ ضروری علمِ دین کے علاوہ اوصافِ ذیل بھی رکھتا ہو۔

متقی، کبائر سے مجتنب، صغائر پر غیر مصر، زاہد، عابد، اشغال واذکار پر مداومت کرنے والا، امر معروف نہی عن المنکر، ذوفہم، مستقل رائے، شیخ کی صحبت سے فیض یافتہ

☆ طریقت، شریعت کے برخلاف نہیں۔شریعت خدا اور رسولؐ کی ہدایت وارشاد ہے۔اور طریقت اس پر چلنے کو کہتے ہیں۔

شجرہ طیبہ

فرمانِ الٰہی ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (الطور۔۲۱)

اور جو ایمان لائے اور انکی اولاد نے ایمان کے ساتھ انکی پیروی کی ہم نے انکی اولاد کو انکے ساتھ ملایا اور انکے عمل میں ذرا سی بھی کمی نہیں کی۔

حضور قبلہ مفکر اسلام، شیخ الحدیث والتفسیر محدث عالم اسلام شہزادہ

غوث الاعظم علامہ ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی مدظلہ العالی کا شجرہ نسب والدین کی طرف سے امام الانبیا نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات تک پہنچتا ہے۔اس واسطے سے آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔آپکا سلسلہ "سلسلہ ذہبیہ" ہے۔یعنی جو آپکا شجرہ نسب ہے وہی آپکا شجرہ طریقت ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہر جانشین بیٹا اپنے والد گرامی کا مرید ہے۔

آپکے جدان پاک ایسی ہستیاں ہیں کہ جنکے نام نامی اسم گرامی خود ذکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق خصوصی کی وجہ سے ہدایت کے روشن امام ہیں۔اور آیت بالا کے صیح مصداق ہیں گویا کہ آپکا شجرہ نسب صیح معنوں میں اس آیت سے مطابقت رکھتا ہے

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

(ابراہیم۔ ۲۴)

مثل اس پاکیزہ درخت کے جسکی جڑ قائم ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں یہ اسی شجرہ طیبہ سے تعلق رکھنے والی ہستیاں ہیں کہ جب تک انکا ذکر نماز میں نہ کیا جائے نماز ہی نہیں ہوتی۔اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے جاتے وقت ہمارے لئے جو دو بھاری چیزیں قرآن اور اہل بیت چھوڑ کر گئے ان میں سے ایک یہی اہل بیت ہے۔ان دو چیزوں میں سے ناطق صرف اہل بیت ہے۔اور انہی ہستیوں کو اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے۔کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے علیؓ تمام نبیوں کی اولاد اللہ تعالیٰ نے انکی پشتوں میں رکھی ہے سوائے میری اولاد کے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پشت میں رکھی ہے۔(مستدرک۔امام حاکم)

کرسی نامہ ساداتِ گیلانیہ

نام	والد گرامی کا نام	والد گرامی کا مزار پاک
سید علی امام جیلانی	سید عبدالقادر جیلانی	
سید عبدالقادر جیلانی	سید ولائت علی شاہ گیلانیؒ	سندھوں سیداں شریف (ضلع اسلام آباد)
سید ولائت علی شاہ گیلانیؒ	سید مہتاب علی شاہ گیلانیؒ	سندھوں سیداں شریف (ضلع اسلام آباد)
سید مہتاب علی شاہ گیلانیؒ	سید شاہ نور حسین بادشاہؒ	سندھوں سیداں شریف (ضلع اسلام آباد)
سید شاہ نور حسین بادشاہؒ	سید حسنین علی شاہؒ	سندھوں سیداں شریف (ضلع اسلام آباد)
سید حسنین علی شاہؒ	سید امیر علی شاہؒ	درکالی سیداں اسلام آباد
سید امیر علی شاہؒ	سید مردان علی شاہؒ	اکال گڑھ آذاد کشمیر
سید مردان علی شاہؒ	سید سلطان علی شاہؒ	روات اسلام آباد
سید سلطان علی شاہؒ	سید شاہ محی الدین احمدؒ	چھاری گوجر خان

نام	والد گرامی کا نام	والد گرامی کا مزار پاک
سید شاہ محی الدین احمدؒ	سید شمس الدین خان محمدؒ	لاہور
سید شمس الدین خان محمدؒ	سید شاہ چراغ لاہوریؒ	لاہور
سید شاہ چراغ لاہوریؒ	سید شاہ عبدالوھابؒ	لاہور
سید شاہ شاہ عبدالوھابؒ	سید شاہ عبدالقادر ثانیؒ	لاہور
سید شاہ عبدالقادر ثانیؒ	سید شاہ محمد غوث بالا پیرؒ	ساہیوال

سید شاہ محمد غوث بالا پیرؒ	سید زین العابدین نا گوریؒ	نا گور شریف انڈیا
سید زین العابدین نا گوریؒ	سید عبدالقادر ثانیؒ	اُچ شریف
سید عبدالقادر ثانیؒ	سید شاہ محمد غوث (بندگی) اُچی	اُچ شریف
سید شاہ محمد غوث (بندگی) اُچی	سید شمس الدینؒ	بغداد شریف
سید شمس الدینؒ	سید محمد جیلانیؒ	بغداد شریف
سید محمد جیلانیؒ	سید علی جیلانیؒ	بغداد شریف
سید علی جیلانیؒ	سید محمود جیلانیؒ	بغداد شریف
سید محمودؒ جیلانی	سید احمد جیلانیؒ	بغداد شریف
سید احمد جیلانیؒ	سید عبدالسلام صوفیؒ	بغداد شریف
سید عبدالسلام صوفیؒ	سید عبدالوہابؒ	بغداد شریف
سید عبدالوہابؒ	سید عبدالقادر جیلانیؒ (غوث پاک)	بغداد شریف
سید عبدالقادر جیلانیؒ (غوث پاک)	سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوستؒ	گیلان شریف
سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوستؒ	سید عبداللہؒ	گیلان شریف
سید عبداللہؒ	سید یحییٰ زاہدؒ	گیلان شریف
سید یحییٰ زاہدؒ	سید محمد نورالدین زکریاؒ	گیلان شریف
سید محمد نورالدین زکریاؒ	سید محمد ابوبکر داودؒ	بقیع شریف (مدینہ طیبہ)
سید محمد ابوبکر داودؒ	سید موسیٰ ثانیؒ	بقیع شریف (مدینہ طیبہ)
سید موسیٰ ثانیؒ	سید عبداللہ ثانیؒ	بقیع شریف (مدینہ طیبہ)

سید عبداللہ ثانیؓ　　سید موسیٰ الجونؓ　　بقیع شریف (مدینہ طیبہ)

سید موسیٰ الجونؓ　　سید عبداللہ محضؓ　　بقیع شریف (مدینہ طیبہ)

سید عبداللہ محضؓ　　سید حسن مثنیٰؓ (ابن حضرت امام حسنؓ)　　بغداد شریف

سید حسن مثنیٰؓ (ابن حضرت امام حسنؓ)　　حضرت امام حسنؓ　　بقیع شریف (مدینہ طیبہ)

حضرت امام حسنؓ　　سیدہ فاطمہؓ بحق حضرت علی مرتضیٰ　　بقیع شریف (حضرت علیؓ۔ نجف اشرف)

سیدہ فاطمہؓ　　امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم　　مدینہ طیبہ



شجرۂ طریقت

سلسلہ عالیہ قادریہ جیلانیہ

یا الٰہی رحم کر اپنی عطا کے واسطے
رحمت عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے

کر کرم حضرت علی المرتضیٰ کے واسطے
عشقِ احمد دے امام الاولیاء کے واسطے

دے ہمیں توفیق تعظیمِ صحابہء رسول
حسن بصری صاحبِ جُود و سخا کے واسطے

حضرت حبیب عجمی کے تصدّق کر عطا
حُبِ اہلِ بیت عرب کے بادشاہ کے واسطے

حضرت داوُد طائی پیکرِ صدق و صفا
حضرت معروف کرخی بارضا کے واسطے

صاحبِ اخلاص کر دے سرّی سقطی کے طفیل
حضرت جنید امام الطائفہ کے واسطے
ابوبکر شبلی فنافی اللہ مجذوب خُدا
صحبت فقراء عطا کر اولیاء کے واسطے

اے خدا توحید کی مَے سے ہمیں سرشار کر
شیخ عبدالواحد بحرِ سخا کے واسطے

اور حضرت بوالفرح طرطوسی کے آں تاجدار
بوالحسن خواجہ کے زُہد بے ریا کے واسطے

اولیاء اللہ کی اُلفت سے ہمیں آباد کر
کر مبارک بوسعید باصفا کے واسطے

اور حضرت غوث الاعظم دستگیرِ بے کساں
والیِ بغداد شاہِ اولیاء کے واسطے

پیرِ پیراں کے تصدق مشکلیں آسان کر
سیّد عبدالقادر مشکل کشاء کے واسطے

جن کے دستِ پاک نے اسلام کو زندہ کیا
میراں محی الدین قطب دوسرا کے واسطے

میر میراں پیر پیراں گیارھویں والے حضور
سب بیماروں کو شفا دے شہنشاہ کے واسطے
بے اولادوں کو الٰہی صاحبِ اولاد کر
سب پہ ہو نظرِ کرم غوث الوریٰ کے واسطے

آپ کے اجداد پاک اولاد پاک عالی نسب
کر بلند رُتبہ سبھی کا مصطفٰے کے واسطے

نُور چشمِ غوث الاعظم سیدی عبدالوہاب
نُور کی سوغات دے نُورِ ہُدیٰ کے واسطے

سیّد عبدالسلام صوفی کامل کے طفیل
پیر سید احمد و محمود شاہ کے واسطے

یا الٰہی آشکار اب فقر کے اسرار کر
آں جنابِ عالی علی بدرُ العلیٰ کے واسطے

حمد و تسبیح اور ذکر و فکر میں کامل بنا
مردِ حق سید محمد باخدا کے واسطے

آفتابِ معرفت بغداد کے مسند نشین
خواجہ شمس الدین شمس الاولیاء کے واسطے

شاہ محمد غوث صاحب تاجدار اوچ شریف
سید عبدالقادر ثانی سرِ خُدا کے واسطے

سید زین العابدین نگینہء نگور شریف
شاہ محمد غوث صاحب ستگھرا کے واسطے

خطہء لاہور کے دولھا حضرت شاہ چراغ
شمس الدین خان محمد بے ریا کے واسطے

محی الدین احمد ولی کے واسطے کر دے غنی
مردِ کامل سید سلطان علی شاہ کے واسطے

مردِ حق مردان علی عکسِ علی المرتضیٰ
امیر علی شاہ راہنمائے اولیاء کے واسطے

غازی جنگ آزادیِ مشق ستم افرنگ
وارثِ حسنین نُور حسین شاہ کے واسطے

ہم کو پابند صلوٰہ و صوم کر بارِ الٰہ
سید مہتاب رشک مہرو ماہ کے واسطے

شاہ اقلیمِ ولایت شاہ ولایت کے طفیل
جذب و مستی کر عطا آں پارسا کے واسطے

جن کو شہزادہ شہنشاہِ دوعالم نے کہا
سید عبدالقادر آلِ مصطفٰے کے واسطے
جن کے ذکر و فکر سے ملّت کو بیداری ملی
مفکرِ اسلام سید حق نما کے واسطے

جانشین مُرشد کامل علی سید امام
کشتیء آلِ عبا کے ناخُدا کے واسطے

گلشنِ غوثِ جلی کی اِک کلی سید علی
وارثِ فیضانِ آلِ مصطفٰے کے واسطے

اور بحرِ معرفت کا کر شناور اے خدا
مرشدِ برحق عزیز بارگاہ کے واسطے

یا الٰہی بار گاہِ غوث میں کر سرفراز
حاضریں کو خواجگانِ سلسلہ کے واسطے

☆☆☆☆☆☆

اسی خانوادے کے ایک چشم و چراغ قبلہ پیر سید مبارک علی گیلانیؒ نے بانیءِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے خاندان کو مسلمان کیا تھا۔اور اسی پاک گھرانے کے ایک روشن ماہتاب قبلہ پیر سید شہاب الدین یوسف الگیلانیؒ نے ۸۳۱ھ میں مقام بدین سندھ میمن برادری کے ۵۲ قبیلوں کو مسلمان کیا تھا

(of Islam ....by Mr Arnold Preaching)

اور پھر پورے کشمیر میں جس ہستی کی معرفت اسلام آیا ہے وہ پاکباز ہستی حضرت پیر سید علی ہمدانی کی ذات پاک ہے۔حضرت پیر سید علی ہمدانیؒ نے بھی اسی خاندان کے ایک استعارہ معرفت کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی تھی۔

اور پھر جس پاک ہستی کا پاؤں مبارک ہر ولی کی گردن پر ہے۔اور ولایت کی خیرات آج جو پوری دنیا میں بٹ رہی ہے۔وہ اسی درِ غوث الوری سے حاصل کی گئی ہے۔اور جنکے بارے میں ولایت کے پرائم منسٹر خواجہ خواجگان

حضرت پیر سید معین الدین چشتی اجمیریؒ کہ جنکے دست حق پرست پر نوے لاکھ غیر مسلموں نے کلمہ حق پڑھا وہ آپ کی شان میں فرماتے ہیں:

چوں پائے نبی شد تاج سرت
تاجِ ہمہ عالم شد قدمت
اقطابِ جہاں دِر پیش درت
افتادہ چوں پیشِ شاہ گدا

اسی طرح آپ فرماتے ہیں۔ کہ

معین کہ فدائے نام تو شد
دریوزہ گرے اِکرام تو شد
شد خواجہ اذاں کہ غلام تو شد
دارد طلبِ تسلیم و رضا

حضرت رومی غوث پاکؒ کی شان میں فرماتے ہیں

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
چوں محمد مصطفیٰ در انبیاء

اور سید بہاوالدین نقشبند شہنشاہِ بخاراؒ عرض کرتے ہیں

بادشاہ ہر دوعالم شاہِ عبدالقادر است
سرحد اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نورِ اعظم شاہِ عبدالقادر است

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز چشتی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ غوثیت میں عرض گزار ہیں۔

یا قطب یا غوث اعظم یا ولی روشن ضمیر
بندہ ام تا بند ام جز تو ندارم دستگیر
بر در درگاہِ والا سائلم یا آفتاب
خاطر ناشاد راکن شاد یا پیران پیر

حضرت صابر پیا کلیری رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ غوث الاعظمؓ میں یوں نزرانہ عقیدت پیش فرماتے ہیں

من آمدم تو پیش تو سلطان عاشقان
ذات تو ہست قبلہ ایمانِ عاشقان
در ہر دوکون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از محرم اے جانِ عاشقان

حضرت قطب الدین بختیار کا کی چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوثِ پاکؓ کو یوں خراجِ عقیدت پیش فرماتے ہیں

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر عہد جا حضرت غوث الثقلین
بے نوختہ دلم نیست کسے آنکہ ہد
خستہ راجز تو دوا حضرت غوث الثقلین

خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر
دیدہ راہ بخش ضیا حضرت غوث الثقلین
مردہ دل گشتہ ام و نام تو محی الدین است
مردہ رازندہ نما حضرت غوث الثقلین

اسی طرح رواۃ سے چک بیلی خان تک کی طرف جاتے ہوئے رواۃ کے پاس ایک قصبہ ہے کوٹلہ ۔وہاں کے ایک درویش خان صاحب کوٹلے والے مشہور تھے۔جنہوں نے حضور غوث پاکؓ کی بارگاہ میں ۱۸ سال ننگے سر پانی بھرا ہے۔وہ فرماتے ہیں

کم باذنی دا لفظ کہہ کہ میراں فیر کیتا زندہ فانیاں نوں
اک نگاہ نال پکڑ کہ ولی کیتا چوراں فاسقاں فاجراں زانیاں نوں
باراں برساں دا ڈبیا تار بیڑا مولا رنج نئی کیتا دل جانیاں نوں
غوثِ پاک باجوں خاناں کونڑ موڑے وگیاں لوحِ محفوظ دیاں کانیاں نوں

اگر کوئی نقل بنائی جائے۔نقلوں میں سب سے افضل کونسی نقل ہوگی۔جو اصل کے زیادہ مشابہ ہے۔اولیاء اللہ نقل ہیں اپنے انبیاء کی۔پہلی بات یہ دیکھنی ہوگی۔یہ ولی کس امت کا ولی ہے۔وہ امت امتوں کی صف میں کیسی ہے۔امت محمدیہ ایسی ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

کہاتم بہترین امت ہو۔تمہیں لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے

یہاں للناس میں لام انتفاع کا ہے۔یعنی تمہیں لوگوں کو نفع پہنچانے

کے لئے پیدا کیا ہے۔اس کا معنی یہ ہوگا۔جس پر ناس کا اطلاق آتا ہے۔ان میں جتنے بھی زمرہ ہائے اولیاء اللہ ہیں۔وہ تمہارے ولیوں سے استفادہ کرتے ہیں۔کیونکہ تم اپنے نبی کی نقل ہو۔اور تمہارا نبی تمام نبیوں کا فیاض ہے۔سب نبیوں کو جو نبوت ملی ہے وہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملی ہے۔اب اسکی نقل تم ہو۔اب جس کسی ولی کو ولائیت ملی ہے وہ تم سے ملی ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو خوبیاں پائی گئی ہیں۔ان خوبیوں کی نقل جس ولی میں سب سے زیادہ پائی گئی ہوگی وہ ولیوں میں آپؐ سے زیادہ قریب ہوگا

اولیاء اللہ کے ہاں کوئی بھی ولی ایسا نہیں ہے کہ جس نے مردے زندے کئے ہوں اور کم باذنی کہہ کر سرکار بغدادؒ کی طرح زندہ کئے ہوں۔یہ خدا کے اس نیلے آسمان کے نیچے صرف آپکا طرہ امتیاز ہے

گفتہ او گفتہ اے اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبداللہ بود

اسکی زبان سے نکلی ہوئی بات اللہ کی بات ہوتی ہے۔

میاں صاحب عارف کھڑیؒ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے

قطرہ ونج پیا دریاوے پھر او کونڑ کہاوے
جس تے اپنڑاں آپ ونجاوے آپو او بنڑ جاوے

قطب عالم شہزادہ غوث الوریٰ حضرت پیر

سیّد مہتاب علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(دادا حضور۔ قبلہ حضور مفکر اسلام)

قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ حسینوں کے بادشاہ مانے گئے ہیں۔ آپکے خاندانی ذرائع کے مطابق سادات میں ایسی ہستی صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔ آپکا قد مبارک قریباً پونے سات فٹ تھا۔

قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ کا وصال پر ملال ۱۸۹۴ کی مشہور گلٹی والی طاعون سے ہوا۔ چنانچہ آپ نے وقت سے پہلے بتا دیا تھا کہ اس گلٹی والی طاعون کی وجہ سے اس دنیا سے جانے والا آخری بندہ میں ہونگا۔ میرے بعد کوئی نہیں فوت ہوگا۔ جس جگہ آپ کی قبر مبارک ہے یہ جگہ شیخ فیملی کی ایک خاتون کی ملکیت تھی۔ اس خاتون کا ایک بیٹا فوت ہو چکا تھا۔ اور تین چارپائی پر پڑے ہوئے تھے۔ قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ کے پاس یہ خاتون حاضر ہوئی کہ آپ دعا فرمائیں جس پر آپ نے فرمایا اگر تم اپنی فلاں زمین قبرستان کے لئے وقف کر دو تو انشاء اللہ تمہارے بیٹے بچ جائیں گے۔ اس نے کہا میں ابھی سے وقف کرتی ہوں۔

اسکے بعد قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ نے مریدوں کو جا کر اسی قبرستان میں ایک جگہ نشاندہی فرمائی کہ یہاں میری قبر کھودو۔ اور میں

مختلف گاؤں میں کڑا دینے جا رہا ہوں۔ چناچہ قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ اپنا گھوڑا مبارک لے کر اگلے پچھلے تمام گاؤں میں تشریف لے گئے اور جا کر کڑے (آبادیوں کے گرد چکر کاٹے) دیئے۔ اور جب کسی گاؤں سے کڑا دیکر واپس تشریف لاتے تو لیٹ کر اپنی قبر مبارک کو دیکھتے اور فرماتے یہ ابھی چھوٹی ہے اسے اور بڑا کرو۔ پھر اسی طرح دو تین دفعہ ہوا اور آخری دفعہ صحیح طور پر تیار ہو چکی تھی۔ تب تک اس خاتون کے بیٹے بھی صحت یاب ہو چکے تھے۔

اسکے بعد قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ نے اسی دن اپنے اکلوتے بیٹے قبلہ پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کی شادی مبارک (یہ کہکر کہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اسکی شادی دیکھ لوں) بھی کی۔ پھر اسی دن شام کو قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ رضائے الٰہی سے اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

شہبازِ طریقت ومعرفت، شہزادہ شہنشاہِ جیلاں

وارث خلافت باطنیہ قبلہ حضرت پیر

سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(والد گرامی۔قبلہ حضور مفکر اسلام)

قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ اپنے والد گرامی قدر کی طرح نہایت خوبصورت اور آپکا قد مبارک قریبا ساڑھے چھ فٹ تھا۔بال مبارک کندھوں تک لمبے تھے۔جب آپ کنگھی فرما کر چھوڑتے تو بال مبارک واپس چلے جاتے۔قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کا سائز کافی بڑا تھا۔صحت مبارک اتنی اچھی تھی کہ آپ فرماتے تھے اگر میں بھینس کو مکا ماروں تو یقین ہے واپس اُٹھ نہیں سکے گی۔آنکھیں ایسی پاکیزہ مستی بھری کہ اپنے اندر ڈوبنے والے ھدایت کے بھٹکے ہوئے مسافروں کو منزل مقصود تک پہنچا دیتیں۔سوچ ایسی پاکیزہ کہ جیسے ایک معصوم بچہ ہو۔

سخی ایسے کہ سخاوت بھی اپنی تعریف میں محتاج ہو جیسے۔علم مرتضوی کے ایسے جانشین کہ بڑے بڑے علماء کے سوالوں کے جوابات کی ایسی تشفی فرماتے کہ زندگی میں دوبارہ وہ سوال کسی اور کے آگے کرنے کی حاجت نہ رہتی۔اور جو بات لوگ لمبی لمبی تمہید باندھ کر کرتے آپ کو اللہ تعالی نے ایسا ملکہ عطا فرمایا

تھا۔ کہ اس بات کا نچوڑ دو لائنوں میں نہایت آسان لفظوں میں ارشاد فرما دیتے۔ خوش الحانی کا عالم یہ تھا کہ آپکی آواز میں ایسا درد اور سرور تھا کہ جب آپ کوئی کلام پڑھتے انسان تو انسان جانور بھی چارہ کھانا چھوڑ دیتے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی بغیر وضو کے نہیں لیتے تھے۔ اگر گھوڑے پر سوار ہیں تو نیچے اتر آتے اور اگر درود شریف پڑھنے کا وقت آتا تو آپ سواری سے نیچے اتر کر اپنے نعلین خادم کو دے دیتے اور ننگے پاؤں تپتی ہوئی زمین پر بڑے سکون اور مستی کے عالم میں درود شریف پڑھتے جاتے۔

بچپن

قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ اپنے والد گرامی قبلہ حضور پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ کے پاک گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ اور بچپن ہی سے سایہ مہتاب علی سے روشن تر ہونے لگے۔ اور اپنے جدان پاک حضور غوث پاکؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بچپن ہی سے عبادت و ریاضت، چلہ کشی، روزہ داری کے مشاغل حقیقی کے ذریعے من لدن اللہ والوں میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ آپکی زبان دل گداز سے جو کلمہ نکل جاتا اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اپنے فضل سے پوری فرما دیتے۔ آپ کو اپنے والد گرامی کے ساتھ شدید قسم کا لگاؤ تھا۔ بچپن ہی سے اپنے حضرت صاحب قبلہ کے ساتھ سفروں میں ساتھ جانا۔ ساتھ نمازیں پڑھنا۔ اپنے حضرت صاحب کے کاموں کو خود کرنا۔ حضرت صاحب کی ہر ہر بات پر پہرہ دینا۔ غرضیکہ ہر ایک

معاملے میں آپ اپنے والدگرامی کی رضا میں راضی رہنے والے عظیم فرزندار جمند تھے۔آپکے طاہر کردار کو دیکھ کر والدین یہ دعائیں مانگا کرتے کہ مولا کریم ہمیں بھی ایسی خوبیوں والا بیٹا عطا فرما۔مگر ہم جیسے لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ رب کے فضل کا پھل اور ہوتا ہے اور جزا کا پھل اور ہوتا ہے۔آپ نے قبلہ حضور مفکر اسلام سے ایک دفعہ فرمایا بیٹا۔میں چھوٹا سا تھا تو میرے حضرت صاحب قبلہ پیر سید مہتاب علی شاہ گیلانیؒ مجھے وضو کرایا کرتے۔وہاں سے لے کر ان سانسوں تک آجتک کبھی میری تہجت کی نماز قضا نہیں ہوئی۔اور کبھی کوئی وظیفہ قضا نہیں کیا اگر بالفرض کبھی ہوا تو تو دوسرے دن پہلے پچھلے والا وظیفہ پڑھا اور بعد میں اگلا شروع کیا۔

اسم مبارک

جب آپ اپنے والدگرامی کے پاک گھر میں روشن ہوئے تو خاندان والوں نے مختلف نام تجویز کئے مگر حسینوں کے شہنشاہ نے اپنے صاحبزادے کا نام سید ولائت علی رکھا۔لوگوں کو تعجب ہوا کہ ولایتِ علی تو کل زمانے میں تقسیم ہو رہی ہے مگر یہاں یہ ایک ہستی تک محدود؟

(کسی بھی زمانے میں وہ ولی ولی نہیں ہوسکتا جسکو حضرت مولا مرتضیٰؓ اپنی مہر ولایت سے نہ نوازیں۔کیونکہ آپ اپنی ولادت باسعادت سے پہلے بھی ولایت تقسیم فرماتے تھے۔(بحوالہ تفسیر مظہری)

اور آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اور سجادہ نشین بھی

تھے کیونکہ آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پگڑی مبارک اور جبہ مبارک بھی عطا فرمایا تھا

(تفسیر روح المعانی ۔۔آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ ۔۔۔کے تحت)

مگر انکو کیا معلوم تھا کہ حضور قبلہ حسینوں کے شہنشاہ خود مہتابِ علی ہیں ۔

وہ علی کے مہتاب 'ولایت علی' کو ایک جگہ رکھ کر گویا یہ پیغام دے رہے تھے۔ کہ لوگو ایک وقت آنے والا ہے۔کہ میرے اس بیٹے کے ہاں سے علی کی ولائت کا اصل ممبع روشن ہوگا۔اور ولایت علی اپنی تمام تر خوبیوں اور رعنائیوں کے ساتھ میرے اس بیٹے کے ہاں سے نمودار ہوگی۔نام بھی اپنے جد امجد کا ہوگا۔اور ولائت علی کی انگنت خوبیوں کا مالک میرا ایک پوتا ہوگا۔جسکا نام سید عبدالقادر جیلانی ہوگا۔اسکو دیکھ کر لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ ولایت علی کیا ہے؟ واقعی آج جب قبلہ حضور مفکر اسلام ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر جیلانی مدظلہ العالی کی ذات مقدسہ کو دیکھو تو کیا یہ ادراک حقیقی نہیں ہوتا کہ آپ اپنے جدان پاک کی ذوات مقدسہ کا مظہر بے مثل ہیں۔

بیعت

قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ نے بیعت مبارک اپنے والد گرامی قبلہ حضرت پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب گیلانیؒ کے ساتھ اپنی شادی سے کچھ عرصہ پہلے فرمائی تھی۔

اعزازِ جانشینی

قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کو اپنے والد گرامی نے اپنی خلافت کی پگڑی آپ کو اس دن پہنائی جس دن آپ اس دنیا سے تشریف لے کر گئے۔

عبادت وریاضت

جوں جوں آپ اپنی عمر پاک کی سیڑھیاں چڑھنے لگے توں توں آپ کے ذوق عبادت وریاضت میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا۔ایک ہفتہ آپ اپنے آپ کو کمرے میں بند فرما لیتے۔اور گھر والے جو کھانا اور پانی روزانہ دروازے کے نیچے سے اندر بھیجتے۔اسی طرح وہ کھانا مہینے کے بعد واپس لوٹا دیا جاتا۔آپ صبح کی نماز کے وقت وضو فرماتے اور پھر شام کی نماز اسی وضو سے پڑھتے۔اور پھر سونے سے پہلے تازہ وضو فرماتے۔

چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب ''شرح الصدور'' میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی پاک شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کی روح ملک الموت نے عالم دنیا میں بہ حالت وضو قبض کی۔ وہ قیامت میں مرتبہ شہادت کا پائے گا۔

☆ حضرت مجاھدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ دیکھو بغیر وضو ہرگز نہ سونا۔کیونکہ روح کو جس حالت میں قبض کیا جاتا ہے۔اسی حالت

میں رکھا جاتا ہے۔

آپ اپنے جدان پاک کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جنگلوں میں عبادت وریاضت اور چلہ کشی میں گزارتے۔رمضان کے علاوہ بھی آپ اکثر روزے کی حالت میں ہوتے۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دوستو رب کے ساتھ تعلق پیدا کرو۔رب کے ساتھ تعلق بڑی چیز ہے۔

جیسا کہ حدیث قدسی ہے

وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به ،وبصره الذی یبصر به ، ویده التی یبطش بها ، ورجله التی یمشی بها ،

وان سالنی لا عطینه ولئن استعاذنی لاء عیذنه

(بخاری ۶۱۱۳ ۷،طبرانی۔المعجم الکبیر ۳ ۸۳ ۷،حکیم ترمذی۔
(نوادرالاصول ۲ ۲۳۲،بیھقی۔الزھدالکبیر ۶۹۶)

میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔یہاں تک کے میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اسکی وہ سماعت (کان) بن جاتا ہوں ۔جس کے ساتھ وہ سنتا ہے۔اسکی وہ بصارت (آنکھ)بن جاتا ہوں جسکے ساتھ وہ دیکھتا ہے۔اسکا وہ ہاتھ

بن جاتا ہوں جسکے ساتھ وہ پکڑتا ہے۔اور اسکے وہ پاؤں بن
جاتا ہوں جسکے ساتھ وہ چلتا ہے۔اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو
میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں۔اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو
میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

اور ذکر کا یہ عالم تھا۔کہ اٹھتے بیٹھتے لیٹے ہوئے آپکی زبان سے ذکر الہی جاری رہتا۔آپ سحری کے وقت ذکر نفی اثبات فرماتے تھے۔جہاں تک آواز جاتی تھی۔لوگ اسطرح اکٹھے ہو جاتے جیسے
مچھلیاں چارے پر اکھٹی ہو جاتی ہیں۔

شادی مبارک

قبلہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کی پہلی شادی مبارک ۱۸۹۴ میں اپنے چچا کی بیٹی سے ہوئی۔(جو کہ عمر میں آپ سے ۲۸ برس بڑی تھیں)۔حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپ سے عرض کی کہ حضور آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا سا تھا جب میری شادی ہوئی۔حالانکہ آپکی عمر شریف ۳۴ برس تھی۔تو فرمانے لگے۔کہ یار اس زمانے میں عام طور پر ۶۰ برس سے پہلے شادی نہیں کرتے تھے۔تو اس حساب سے میں چھوٹا ہی ہوا ناں؟۔

قبلہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ نے دوسری شادی مبارک قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی اکلوتی صاحبزادی مظہر زینب سلام اللہ

علیہا، عفتِ خاتون جنت سلام اللہ علیہا محترمہ سیدہ بی بی جان فاطمہؓ سے فرمائی۔

اصل میں قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے فرمایا ہوا تھا۔ کہ میں اپنی لاڈلی صاحبزادی کا رشتہ اسکو دوں گا۔ جو غریب ہو یا امیر مگر صیح النسب گیلانی سید ہو۔ (آپنے ایک دن بھی اپنی صاحبزادی صاحبہ کو خود سے الگ نہیں کیا۔ جہاں تشریف لے کر جاتے۔ کچھ عورتیں بھی آپکی دیکھ بھال کے لئے ساتھ لے جاتے۔) تو اس وقت ان خوبیوں پر صرف قبلہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانی ہی پورے اترتے تھے۔ اور چونکہ قبلہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کے گاؤں سندھو سیداں شریف میں قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کے ایک نہایت مخلص مرید بابا کالو صاحب رہتے تھے۔ وہ یہ رشتہ کروانے میں اہم ذریعہ بنے۔

قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحبؒ کی اس علاقے میں کافی پیری مریدی تھی۔ اسی طرح شیخوں کی فیملی سے ایک بھائی۔ پکھڑ والوں میں سے لال خان، نون خان، طورا خان بھی آپکے مرید تھے۔ اور نیچے والے موہڑے میں رائیں برادری کے بابا غلام حسین جنک بھی، چترو میں کچھ پکھڑ والوں اور کچھ کمہاروں کے گھر بھی، پونڑ میں قریباً ۶۰ یا ۷۰ گھر، لونڑاں میں راجپوتوں کے کچھ گھر بھی مرید تھے۔ مگر معتقد پورا علاقہ تھا۔

آوازِ داؤدی

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے آپکو ایسی درد بھری، دلگداز اور دلوں کو

موہ لینی والی آواز سے نوازا تھا۔ کہ سننے والے انسان تو کجا جانور بھی جونہی آپکی آواز دلگداز انکی سماعتوں سے ٹکراتی۔ تو چارہ کھانا چھوڑ دیتے اور انسانوں کی کیفیات ایسے بدلنا شروع ہو جاتی کہ بے اختیار آنکھوں سے موتیوں کی لڑیاں بہنا شروع ہو جاتی تھیں۔ آپ اکثر جو کلام پڑھا کرتے وہ مثنوی شریف اور سیف الملوک شریف تھے۔ یہ دونوں کلام آپ کو از بر یاد تھے اور دونوں کلاموں کو مختلف ''لے'' کے ساتھ پڑھا کرتے۔ ایک دفعہ آپ نتھیا کلیال (گوجر خان کا نواحی گاؤں) تشریف لے کر گئے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے لاڈلے بیٹے پیر سید عبدالقادر جیلانی شاہ صاحب سے پوچھا (جبکہ آپ مکمل عالم بن کر واپس تشریف لا چکے تھے)۔ کہ یار یہ بتاؤ کہ آجکل ان تقریریں کرنے والوں کی آوازوں میں درد و گداز کیوں نہیں ہے۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا حضور آجکل سننے والے بھی تو وہ نہیں رہے۔

ہیں ساز پہ موقوف نواہائے جگر سوز ڈھیلے
ہوں اگر تار تو بیکار ہے مضراب

(تب آپ مریدوں کے گھر تشریف فرما تھے اور رات کا وقت تھا۔ جانور چارہ کھا رہے تھے۔ چاند کی چاندنی سے بہت اچھی طرح اندازہ ہوتا تھا۔) تو قبلہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ اپنی چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور جونہی آپ نے 'ھا' بھری تو تمام جانوروں نے کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ اور سب کے سب حضرت صاحب کی چارپائی کی طرف دیکھنے لگ

گئے۔ تب آپ نے قبلہ حضور مفکر اسلام سے فرمایا کہ اب کہوان جانوروں کو کہ چارہ کھائیں؟ اور ساتھ ہی آپ نے یہ کلام پڑھنا شروع کر دیا۔

کہندا شاہ پری اج ہوندی اے کاسہ او پیندی
میرے نال کریندی گلاں جاں مستانی تھیندی

آپکا کاروان عشق و مستی کچھ اور ہی تھا۔ اسکو دور حاضر کی ہوا نہیں لگی تھی۔ جس آواز سے جانور متاثر ہوئے ہوں۔ وہ آواز کوئی معمولی تو نہیں ہوئی ہو گی۔؟

مدارج النبوت شریف میں ہے کہ حکم ہوگا ذکر الہی کا ساز چھیڑو۔ تب حضرت داؤد علیہ السلام "ھاھو حق ھو" کی ضربیں لگائیں گے تو جنتی جنت کی نعمتوں سے دستبردار ہو جائیں گے۔ اور عرض کریں گے۔ مولا کریم اس ذکر کو بند نہ کریئو۔

مریدوں سے محبت

قبلہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کو اپنے مریدوں سے شدید قسم کی محبت تھی۔ جو کہ آپکو سلسلہ ذھبیہ میں ورثے میں ملی تھی۔ کہ جب بھی کوئی مرید آتا تو اسکو آپ کھانا کھائے بغیر جانے نہیں دیتے۔ اور اگر کوئی عرض کرتا کہ حضور بس ملاقات مقصود تھی۔ تو آپ ناراضگی کا اظہار فرماتے۔

اور فرماتے اگر بقول تمہارے میری ملاقات کیلئے آئے ہو۔ تو میری ملاقات تب تک شروع نہیں ہوگی جب تک تم لوگ لنگر خانے سے کھانا نہیں کھا لیتے۔ چنانچہ جب کھانا کھا لینے کے بعد واپس آتے تو پھر ان سے ملاقات

فرماتے اور جب مرید جانے لگتے تو آپ فرماتے کیا کرو گے جا کر آج ہمارے پاس ہی ٹھہرو۔ صبح ناشتہ کر کے چلے جانا۔ کسی کی مجبوری نہ ہوتی تو اکثر لوگوں کو رکنا پڑ جاتا۔ اور صبح ناشتہ کروا کر اور ساتھ میں کچھ کھانا پیک کروا کر دیتے۔ تا کہ راستے میں جب بھوک لگے تو کھا لینا۔

جب اکیلے میں خادم نے پوچھا کہ حضور آپ مریدوں کو جانے کیوں نہیں دیتے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مرید اچھی لگنے والی شے ہے جب آتے ہیں تو دل خوش ہو جاتا ہے۔ لیکن جب جانے لگتے ہیں تو دل سخت احتجاج کرتا ہے کہ یہ لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر سمجھ کر آتے ہیں۔ تو انکو خالی ہاتھ کیسے بھیج دوں۔ اور اکثر فرمایا کرتے کہ اگر کوئی شخص سید کے گھر سے بھوکا پیاسا چلا جائے تو وہ دن اس سید کے لئے قیامت کا دن ہوتا ہے۔ اکثر آپکی مجلس میں ایسا ہوتا کہ جونہی کوئی مرید پریشانی کے عالم میں داخل ہوتا تو آپ فوراً فرماتے بیٹا پریشان مت ہو۔ یہ ہے ناں تیری پریشانی؟ (مطلب خود ہی پریشانی کی تفصیل بتاتے)۔ اور فرماتے دعا کروں گا رب تعالیٰ اپنے فضل سے تیری پریشانی رفع کرے گا۔ اب پہلے جاؤ اور لنگر کھا کر آؤ۔ اسی طرح آپ ہر ایک مرید سے اسکے ماں باپ بچوں، پوتے پوتیوں حتیٰ کہ جانوروں اور زمینوں تک کے بارے میں تفصیلی طور پر جانتے۔

روشن ضمیری

آپ بچپن سے ہی اس صفتِ کاملہ کے مظہر خاص تھے۔ آپکی گلستان

حیات روشن ضمیری کے پھولوں سے بھری پڑی ہے۔ خود قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ ایک دن میں یہ سوچ کر گیا کہ والد گرامی کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ آپ قوالی سنتے ہیں مگر حضور غوث پاکؓ قوالی نہیں سنتے تھے۔ فرماتے ہیں جونہی دروازے سے اندر قدم رکھا تو قبلہ والد گرامی تسبیح پڑھ رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اپنی تسبیح کو گرہ لگائی (اور پڑھنا چھوڑ کر) اور مجھے فرمانے لگے۔ کہ خود قوالی نہیں سننی تو نہ سنو۔ مگر مجھے مت روکنا۔ میں جانوں تو غوث پاکؓ جانیں۔

بندگان خدا جلیس القلوب

اسی طرح قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں۔ کہ میں چھوٹا سا تھا۔ تو خاندان میں سے کچھ لوگوں نے میری داڑھی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ تم داڑھی رکھو گے۔ اور مولوی بنو گے۔ اس پر آپ بہت پریشان ہو کر حضرت صاحب کی بارگاہ میں شکائت لے کر گئے۔ جونہی حضرت صاحب نے آپ کو دیکھا۔ تو فرمایا بیٹا اگر تمہارے برابر کا بندہ ان میں سے کوئی ہو گیا تو مجھے غوث پاکؓ کا بیٹا نہ کہنا۔ اور یہ سارے تیرے محتاج ہونگے تم اللہ کے فضل سے کسی کے محتاج نہیں ہو گے۔ پھر وقت نے ثابت کیا کہ آپکی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اسی طرح ہوا۔

حج اور پیغام خاص

آپ نے دو دفعہ زندگی میں حج پر جانے کے لئے زادہ راہ تیار کیا مگر

دونوں دفعہ عین حج کے ایام میں اپنا سب زادہ راہ غریبوں اور یتیموں میں تقسیم فرمادیا۔تو آپکے غلام سائیں قائم صاحبؒ نے پوچھا کہ حضور آپکی بڑی خواہش تھی کہ حج پر جاؤں مگر عین جانے والے وقت پر آپنے سب کچھ غریبوں میں تقسیم فرما کر خودنہیں گئے۔تو قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحبؒ نے فرمایا یار جانا تو چاہتا تھا مگر کیا کروں۔جہاں جانا چاہتا ہوں انہوں (یعنی مدینے والی سرکار صلی للہ علیہ وآلہ وسلم) نے منع فرمادیا ہے۔اور فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ یتیموں، بیواؤں اور غریبوں میں تقسیم کردو۔تو اب میں کیا کرتا

اعلیٰ ظرفی

کوئی صاحب ظرف ہی صاحب ظرف کی خوبیوں کی تعریف کرسکتا ہے۔اور اولیاء عظام کا خاصہ رہا ہے۔کہ وہ اپنی خوبیوں کو اپنے مالک حقیقی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔اور دوسروں کی خوبیوں کو خود بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کی کتاب حیات کے پاک اوراق پر پاک نگاہ دوڑائی جائے تو یہ بات طشت از بام ہوتی ہے کہ آپکی شخصیت کاملہ اعلی ظرفی کا کمال نمونہ تھی جسکی مثال ان دو واقعات سے دی جاسکتی ہے۔کہ ایک دفعہ آپنے خود اپنے لاڈلے شہزادے قبلہ پیر سید عبدالقادر جیلانی شاہ صاحب کو فرمایا کہ یار تمہارے نانا مکرم مجھ سے زیادہ زور والے بزرگ تھے۔میں نے پوچھا حضور وہ کیسے تو فرمانے لگے۔میں ساڑھے چھ فٹ کا جوان تھا اور ساڑھے پانچ من پتھر اُٹھالیتا تھا۔لیکن ایک دفعہ میں اپنے سسر محترم

کے پاس کھڑا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ آپ جسمانی طور پر کافی دبلے پتلے آدمی ہیں اس لئے شائد کوئی زور کا کام نہ کر سکتے ہونگے ۔ فرماتے ہیں جونہی میرے دل میں یہ خیال آیا ۔ تو میرے سسر قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے دفعتاً میری طرف دیکھا اور پاس کھڑی گھوڑی کو نیچے سے ہاتھ دیکر فرمایا یا حیدر کرار اور اوپر اُٹھالیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اعلی ظرفی کے کمال درجے پر فائز تھے ۔ کہ جسکی وجہ سے ایک والد اپنے بیٹے کے سامنے اپنی خوبیوں کے مقابلے میں اپنے سسر مکرم کی تعریف فرمارہے ہیں۔

اسی طرح آپ نے حضور مفکر اسلام کی والدہ ماجدہ سیدہ بی بی جان فاطمہؒ (جگر گوشہ قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ) کے بارے میں بھی ایک واقعہ سنایا ۔ کہ تمہاری والدہ ماجدہ کو شادی کے کچھ عرصہ بعد باتوں باتوں میں خاندان کی خواتین نے کشتی لڑنے کا کہا ۔ تو قبلہ مائی صاحبہؒ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں اپنے سر تاج کے خاندان کے کسی فرد کے ساتھ لڑوں ۔ البتہ آپکا یہ شوق میں اسطرح پورا کر دیتی ہوں کہ آؤ چل کر وہ پتھر اُٹھاتے ہیں جو میرے شہنشاہ (قبلہ حضور مفکر اسلام پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی مدظلہ العالی کو آپکی والدہ ''شہنشاہ'' کے نام سے پکارتی تھیں) کے والد اُٹھاتے ہیں ۔ جس پر سب نے کہا وہ تو کوئی مرد نہیں اُٹھا سکتا تو کوئی عورت کیسے اُٹھائے گی ۔ تب آپ نے اپنے مجازی خدا سے اجازت چاہی ۔ تو آپ نے مسکراتے ہوئے

اجازت مرحمت فرمائی (کیونکہ قبلہ شاہ صاحب اس سے پہلے اکیلے میں آپ کو وہ پتھر اُٹھاتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔اور آپ نے فرمایا تھا۔کہ آپ کوئی فرشتہ ہو ؟۔کیونکہ عورت ہو کر کبھی یہ پتھر نہیں اُٹھا سکتی)۔جس پر آپ نے لے کر مولا کا نام اس پتھر کو اُٹھا کر دوسری طرف پھینکا۔تب تمام فیملی کی خواتین ششدر رہ گئیں۔اور پھر کبھی ایسی بات آپ کے ساتھ نہیں کی۔

علم دوستی

چونکہ آپ باب مدینۃ العلم کے نہ صرف بیٹے تھے۔بلکہ علومِ مرتضویؓ کے صحیح طور پر وارث بھی تھے۔اسی لئے آپ نے جب قبلہ حضور مفکر اسلام کو دین کے لئے وقف کیا تو خاندان والوں نے اصرار کیا۔کہ جناب آپکی اولاد میں سے سب سے لائق ترین بچہ ہے۔اسے دنیاوی تعلیم کی طرف لگائیں۔تو آپ نے جواباً فرمایا تھا۔کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں کیا فرمایا ہے۔کہ

لن تنا لوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وما
تنفقوا من شیءٍ فان اللہ بہ علیم

تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے۔ جب تک راہ خدا میں اپنی
پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے

تو اسی لئے میں نے سوچ سمجھ کر اپنی اولاد میں سے سب سے ذہین تر ین بچے کو رب کی راہ میں پیش کرتا ہوں ۔اس سے قارئین آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کو اپنے نانا جان کے دین سے کیسی والہانہ محبت اور وابستگی تھی۔

اسی طرح آپ ایک دفعہ ایک جنازے میں تشریف لے گئے۔تو بعد میں ایک طالب علم نے کھڑے ہو کر عرض کی۔کہ میں نے کتابیں خریدنی ہیں لہذا تمام لوگ میری مدد کریں۔تو آپ نے اس طالب علم کو پاس بلا کر فرمایا۔بیٹا پیسے تو نہیں ہیں اس وقت مگر اگر دانے دوں تو تمہارا گزارا چل جائے گا۔اسنے عرض کی حضور بالکل چل جائے گا۔چنانچہ اس کو اپنے گھر سے دو بوریاں چنوں کی اپنے خادم سائیں قائم صاحب کو کہہ کر دے دیں۔جب وہ طالب علم کچھ دور پہنچا تو آپ نے خادم کو حکم دیا۔اس بچے کو واپس بلا لاؤ۔جب اسکو واپس بلایا گیا (اس نے دل میں سوچا شاید شاہ صاحب یہ بوریاں واپس لے لیں)۔جب واپس پہنچے تو فرمایا اس سے چنے کی بوریاں واپس لے لو۔اور گندم کی بوریاں اسکو دے دو۔اسلئے کہ جب ہمارے گھر گندم موجود ہے تو ہمیں چنے کی بوریاں نہیں دینی چاہئے تھی۔کیونکہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں سب سے اچھی چیز دینی چاہیے۔اور آسمان کی طرف دیکھ کر زارہ قطار رونے لگے اور فرمانے لگے مولا کریم تو جانتا ہے میں تجھے خدا سمجھتا ہوں بندہ ہوں بھول گیا ہوں تو جانتا ہے ایسی بھول کبھی نہیں ہوئی مولا کریم معاف فرما۔پھر جب وہ طالب علم گندم لے کر کچھ دور گیا تو آپ نے خادم سے کہلوا کر واپس بلالیا۔(وہ پھر سوچنے لگا کہ شاید گندم دے کر پچھتا رہے ہوں؟) جب وہ واپس آیا تو آپ نے فرمایا۔کہ وہ چنے والی بوریاں بھی دے دو۔کیونکہ جو چیز راہ مولا میں دے دی اسے واپس نہیں لینا چاہے۔۔چنانچہ وہ بہت خوش ہو کر چلا گیا۔

قارئین آپکی ساری زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے ۔کہ قاری ،حفاظ،علماء حضرات اپنی تعلیمی گھریلوضروریات کے لئے بے دھڑک حاضر ہوا کرتے اور آپ قاسم خداوندی اور قاسم ولائت کے فرزند کی حیثیت سے انکی مدد نہائت خوشی کے ساتھ فرماتے۔

☆ حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرشتے طالب علم سے خوش ہوکر اپنے پروں کو انکے لئے بچھاتے ہیں اور زمین اور آسمان میں جتنی چیزیں ہیں اسکے لئے استغفار کرتی ہیں حتی کہ پانی میں مچھلی بھی۔

(ابن ماجہ۔۲۲۹)

☆ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

(مشکواۃ المصابیح۔۲۵۶)

اسکا مطلب علم کے حاصل کرنے والے کی اگر یہ فضیلت ہے تو ذرا سوچئے (اس علم حاصل کرنے والے کی ساری عمارت جس چیز پر کھڑی ہے۔وہ ''ذریعہ'' ہے۔یعنی جس کے ذریعے سے یہ سب کچھ حاصل ہوا۔) اس ذریعہ علم کی فضیلت پھر کیا ہوگی؟

سخاوت

آپ چونکہ اپنے جدان پاک کے فیضان کا خصوصی مظہر تھے۔اسلئے

جہاں اور بہت سی خوبیاں آپکو ورثے میں عطا ہوئیں۔ وہاں سخاوت جیسا جوہر بے مثل بھی آپکی شخصیت میں اپنی مثال آپ تھا۔

ایک دفعہ آپ راجہ بازار کے پاس سے گزر رہے تھے۔ تو ایک شخص نے اللہ اور رسول صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر پگڑی مبارک مانگی۔ تو آپ نے فوراً وہ پگڑی مبارک اسکو عطا کر دی۔ کچھ دیر بعد ایک اور آدمی آیا اور آپکے کپڑوں کا اللہ اور اسکے رسول صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر سوال کر دیا۔ چنانچہ آپنے اپنا تہبند مبارک نکالا اور اور اسے زیب تن کر کے کپڑے اس شخص کے حوالے کر دئے۔ اسی طرح تیسر آدمی آپکی گھوڑی سوال کر کے لے گیا۔ آپکے خادم سائیں قائم صاحبؒ نے عرض کی۔ حضور میں آپکے لئے کچھ پہننے اور سواری کا بندوبست کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا

میں نے سب کچھ اللہ اور اسکے رسول صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر دیا ہے۔ وہی بندوبست بھی کریں کریں گے۔ چنانچہ جب آپ مریدوں کے گھر کے پاس پہنچے جہاں پروگرام تھا۔ تو دیکھا ایک شخص پہلے سے ایک عدد گھوڑی، نیا جوڑا اور پگڑی لئے کھڑا تھا۔ اسنے عرض کی حضور کئی سالوں سے جو میرا کیس چل رہا تھا۔ وہ آپکی دعا سے جیت گیا ہوں لہذا میری طرف سے نذرانہ قبول فرمائیں۔

اسی طرح ایک دفعہ آپ کے گھر میں (پرانے وقتوں میں کپڑے سلوانے کے لئے درزی کو گھر میں بٹھایا جاتا تھا) درزی کپڑے سی رہا تھا۔ کہ باہر

سے خانہ بدوشوں میں سے ایک شخص سرخ چہرے سرخ داڑھی والا آواز لگاتا ہے۔ کہ بندہ نواز نمازی آدمی ہوں۔ کپڑے پھٹ چکے ہیں اگر کوئی سلامت کپڑا مل جائے تو بندہ دعا گو ہوگا۔

قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحبؒ نے جو کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ اتار کر اسکو دے دئے۔ اور خود نئے کپڑے زیب تن فرما لئے۔ پھر اچانک آپ نے خادم کو فرمایا یہ جو بابا گیا تھا اسکو بلا لاؤ۔ چنانچہ اسے واپس بلایا گیا۔ تو آپ نے اس بابا سے پوچھا کہ یہ نئے کپڑے اچھے ہیں یا پرانے؟ تو اسنے عرض کی جناب نئے والے۔ تو آپ نے نئے والے اتار کر اسکو دے دئے۔ اور پرانے لے کر خود پہن لئے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ خادم کو حکم دیا کہ بابے کو واپس بلاؤ۔ بابے نے سوچا کہ شائد
ابھی پچھتا رہے ہیں مگر جب واپس آیا تو آپ نے پرانے کپڑے بھی اتار کر یہ کہہ کر دے دیئے کہ جو چیز ایک دفعہ رب کی راہ میں دے دی اسے واپس کیا رکھنا۔ چنانچہ وہ بابا دونوں سوٹ لے کر بہت خوش ہوا اور دعائیں دیتا ہوا چلا گیا اسی طرح ایک دفعہ آپ نے ختم شریف کے لئے کھانا پکوایا۔ اور علماء کو بھی دعوت دی۔ جب ختم شریف کے بعد کھانا دیا گیا تو آپ نے کھانا چیک کرنے کے بعد فرمایا۔

تمام لوگ نوٹ کر لیں: کہ جو ختم شریف پڑھا ہے آج وہی کافی ہے مگر آپ لوگوں کو کل دوبارہ دعوت ہے۔ کیونکہ جو کھانا پکایا گیا۔ وہ مجھے پسند نہیں

گیااسی طرح ایک دفعہ آپ نے ختم شریف کے لئے کھانا پکوایا۔اور علماء کو بھی دعوت دی۔ جب ختم شریف کے بعد کھانا دیا گیا تو آپ نے کھانا چیک کرنے کے بعد فرمایا۔

تمام لوگ نوٹ کرلیں: کہ جو ختم شریف پڑھا ہے آج وہی کافی ہے مگر آپ لوگوں کو کل دوبارہ دعوت ہے۔ کیونکہ جو کھانا پکایا گیا۔وہ مجھے پسند نہیں آیا۔تو میں وہ کھانا رب کی بارگاہ میں کیسے پیش کرسکتا ہوں۔

چنانچہ دوسرے دن اپنی نگرانی میں اعلی قسم کا کھانا پکوایا۔اور تمام حاضرین کو پیش کیا گیا۔تو آپ نے فرمایا آج میں بہت خوش ہوں کہ رب کی بارگاہ میں اپنی طرف سے اعلی شے پیش کی ہے۔علماء حضرات میں یہ بات بہت مشہور تھی کہ جتنی خدمت اور عزت علماء کی قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحبؒ گیلانی کے ہاں کی جاتی ہے وہ کسی اور جگہ نہیں کی جاتی

حضور غوث الاعظمؓ کی بشارت

جس بہت بڑے توت کے درخت کے سوراخ میں حضرت سائیں بگا شیر ولیؒ نے اپنے خلیفہ بابا بدھو صاحب کو ۱۲ سال چلہ کٹوایا۔وہاں اس درخت کے اسی سوراخ میں قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحبؒ گیلانی کو حکم ہوا تھا کہ آپ یہاں آیت کریمہ شریف کا چلہ کاٹیں۔تو دوران چلہ حضور غوث پاک پیران پیر دستگیر محبوب سبحانیؓ کی طرف سے آپ کو بشارت دی گئی کہ اس دفعہ جو بچہ آپکے ہاں پیدا ہونے والا ہے اسکا نام میرے نام پر رکھنا۔اور وہی آپکا

کرامات

☆ حاجی کرامت حسین صاحب لوٹن والوں کے ہاں دس سال سے زیادہ عرصے تک کوئی اولاد نہیں تھی۔ایک دن قبلہ حضور مفکر اسلام مدظلہ العالی نے خواب میں اپنے والد گرامی کو دیکھا کہ انہوں نے ایک عدد سیب آپ کو دیا اور فرمایا یہ حاجی کرامت صاحب کو دے دو۔ چنانچہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے دل میں سوچا کہ شاید اسکا مطلب اولاد ہے۔جس پر فوراً قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانی نے فرمایا "بالکل ٹھیک سمجھے ہو"

پھر دوسرے دن قبلہ حضور مفکر اسلام نے سفر سے واپسی پر لوٹن تشریف لائے اور حاجی صاحب سے پوچھا کہ آپ کے ہاں کوئی اولاد کے آثار ہیں ۔تو انہوں نے انکار کیا۔جس پر آپ نے فرمایا آپ کو چیک کروانا چاہیے۔دوسرے دن انہوں نے چیک اپ کروا کر فون پر بتایا۔کہ ابھی تک ڈاکٹروں کے مطابق کوئی آثار نہیں ۔جس پر آپ نے فرمایا۔میری اطلاع غلط نہیں ہوسکتی انشاء اللہ خدا آپ کو بیٹا دے گا۔بہر حال انتظار کریں

پھر کچھ ہفتوں کے بعد دوبارہ چیک اپ کے لئے گئے۔تو ڈاکٹر نے بتایا کہ یہ تو اتنے ہفتوں سے امید سے ہیں ۔اور یہ ٹھیک اسی دن سے لے کر ابتک دن بنتے تھے۔پھر واقعی اللہ تعالی نے حاجی صاحب کو ایک خوبصورت بیٹا عطا کیا۔جسکا نام قبلہ حضور مفکر اسلام نے صداقت حسین رکھا۔

☆ قبلہ حضور مفکر اسلام نے سوچا تھا۔کہ میں اپنی قبر اپنے والد گرامی

کے قدموں میں ہوگی۔اس سے اگلے دن آپ نے خواب میں والد گرامی قدر کو دیکھا۔آپ نے فرمایا تمہاری قبر اس جگہ (جہاں آج قادریہ جیلانیہ انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی بن رہی ہے) پر ہوگی۔اور پھر آپ نے آواز سنی کہ یہاں تجلیءطور برسے گی۔تو آپ نے عرض کی کہ یہ زمین ہماری نہیں۔آپ نے فرمایا یہ زمین فلاں لوگوں کی ہے اور وہ آجکل کراچی میں اس پتہ پر رہتے ہیں (پتہ بھی بتایا)

چنانچہ اگلے دن قبلہ حضور مفکر اسلام نے ہوائی جہاز کا ٹکٹ لیا اور کراچی تشریف لے گئے۔جب ائرپورٹ سے باہر تشریف لائے۔تو ایک ٹیکسی ڈرائیور (بڑی خوبصورت شکل وصورت والا۔بڑی خوبصورت داڑھی) نے لپک کر آپکا سامان اُٹھالیا اور فرمایا۔قبلہ شاہ صاحب آپ میری گاڑی میں بیٹھیں ۔میں آپکو اس جگہ لے جاؤں گا۔آپ نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ ہے وہ پتہ۔تو اس نے پورا پتہ عرض کر دیا۔چنانچہ آپ اسکی گاڑی میں بیٹھ گئے۔وہاں پہنچ کر آپ نے کرایہ دینا چاہا۔تو اسنے کہا کہ جناب والا آپ کے لئے لوگ کھڑے ہیں آپ ملاقات فرمائیں۔میں ادھر ہی ہوں۔واقعی جب آپ باہر نکلے تو دیکھا کہ تمام گھر والے دروازے پر کھڑے ہیں۔جیسے ان کو بھی پہلے سے معلوم ہو۔سب لوگوں نے آپکا نام لے کر ملاقات کی۔آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کیسے مجھے جانتے ہو۔جب کہ کبھی پہلے ملاقات نہیں ہوئی۔تو انکی دادی صاحبہ کہنے لگیں۔کہ میں آپکے دادا حضور قبلہ پیر سید مہتاب علی شاہ صاحب کی مریدہ ہوں

۔وہ پچھلے کئی دن سے میرے خوابوں میں تشریف لا رہے تھے اور حکم فرمایا تھا کہ فلاں زمین میرے پوتے کو ضرورت ہے۔لہذا اسکو دے دینا۔اور میں نے آپ کو انکے ساتھ کھڑا دیکھا تھا اور انہوں نے ہی آپکا نام بھی بتایا تھا اور آپ کے آنے کی تفصیلات وغیرہ بھی۔یہ باتیں سننے کے بعد جب انہوں نے عرض کی کہ آپ اندر تشریف لے چلیں ہم نے آپکا سامان پہلے ہی اندر پہنچا دیا ہے۔تب آپ نے پیچھے ٹیکسی والے کی طرف دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

جب آپ نے دریافت کیا کہ وہ کدھر چلا گیا ہے۔تو مائی صاحبہ کے ایک بیٹے نے بتایا کہ میں نے کرایہ دینے کی کوشش کی تو اسنے عرض کی کہ مجھے کرایہ کی ضرورت نہیں میں اپنی ڈیوٹی پر ہوں۔اور میں نے اپنی ڈیوٹی پوری کردی۔یہ کہہ کر وہ چلا گیا تھا۔پھر آپ نے ان سے مارکیٹ ریٹ پر وہ زمین خرید لی۔حالانکہ وہ فی سبیل اللہ دینا چاہتے تھے۔

☆ قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کے مزار پرانوار پر قاری عزیز حیدر صاحب رہا کرتے تھے اور دربار شریف کے مدرسہ کو چلایا کرتے تھے۔چونکہ قاری صاحب بہت اچھے نعت خوان بھی ہیں۔اسلئے وہ سیف الملوک شریف بھی پڑھا کرتے تھے۔قاری صاحب نے بتایا کہ ایک دن میں دربار شریف پر سو رہا تھا کہ خواب میں قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کی زیارت ہوئی۔تو آپ نے سیف الملوک شریف کے یہ اشعار

اول حمد ثنا الٰہی جو مالک ہر ہر دا

اس دا نام چتارن والا کسے میدان نہ ہردا

نہایت اعلیٰ ''لے'' کے ساتھ پڑھے۔اور فرمایا اسطرح پڑھا کرو۔اور ساتھ ہی کچھ انکے منہ میں ڈالا۔جونہی قاری صاحب جاگے تو اس کا ذائقہ ابھی بھی منہ میں موجود تھا۔

☆ قبلہ حضور مفکر اسلام نے زندگی میں جتنے بھی مناظرے لڑے ہیں ۔مناظرہ ہونے سے کئی دن پہلے جو جو کتاب آپ کے پاس نہیں ہوتی تھی۔قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانی ؒ اسکا بندو بست کروا کر پہنچوا دیا کرتے تھے۔جس کے پاس ہوتی اسکو خواب میں تشریف لا کر حکم فرماتے میرے بیٹے کو یہ کتاب ضرورت ہے صبح اُٹھ کر جاؤ اور اس پتہ پر دے آؤ۔

☆ ایک دفعہ ایک آدمی پنڈ ملکاں کا رہنے والا گوشت بیچتا ہوا باہر گلی سے گزرا۔تو آپ نے خادم کو فرمایا اس کو بلالاؤ۔جب وہ آیا تو اس سے سارا گوشت لنگر کے لئے خرید لیا۔جب خادم اندر لے جانے لگا تو آپ نے منع فرما دیا ۔اور بیچنے والے کو کہا کہ تم جا سکتے ہو جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس گوشت کو کسی کھلی جگہ پھینک آؤ کیونکہ یہ حرام ہے۔چنانچہ اسکو پھینک دیا گیا۔وہ بیوپاری جب واپسی پر وہاں سے گزرا تو دیکھا۔کہ جانور گوشت کھا رہے ہیں ۔اسنے کسی سے پوچھا کہ یہ کس نے اتنا سارا گوشت پھینکا ہے

تو کسی نے بتایا کہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحب کے گھر سے کسی نے پھینکا ہے۔وہ جب آپ کے گھر آیا تو کہنے لگا کہ جناب یہ گوشت اتنا سارا آپ نے ضائع کیوں کر دیا۔آپ نے فرمایا تمہیں پیسے مل گئے تھے۔اسنے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا۔پھر جاؤ اپنا کام کرو۔اسنے دوبارہ پوچھا جناب بتائیں تو سہی وجہ کیا ہے۔آپ جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے کیونکہ یہ حرام تھا۔تو وہ کہنے لگا جناب میں نے خود اسکو ذبح ہوتے دیکھا ہے۔آپ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ جس قیمت پر اتنا سستا گوشت تجھے ملا ہے وہ کبھی نہیں مل سکتا تھا۔جا اس سے پوچھ جس سے خریدا ہے۔چنانچہ جب وہ اس شخص کے پاس گیا جس سے خریدا تھا اور اسکو سارا واقعہ سنایا۔تو اسنے کہا کہ قبلہ پیر صاحب صحیح فرما رہے ہیں واقعی یہ حرام تھا ۔انہوں نے نہ صرف باقی مسلمانوں کو حرام گوشت کھانے سے محفوظ رکھا۔بلکہ ہمیں بھی اس گناہ سے بچا لیا۔تو اب چلو دونوں چلتے ہیں اور ان سے معافی بھی مانگتے ہیں اور ان سے بیعت بھی کرتے ہیں

☆ چراہ اور تمیر کے دھنیالوں میں سے دو بھائی تھے۔کریم اللہ اور عظیم اللہ وہ بتاتے تھے (اور وہاں کی پرانی خواتین بھی یہ واقعہ بتایا کرتی تھیں) کہ قبلہ حضور پیر سید ولائت علی شاہ صاحب گیلانی ؒ کے بچپن کا زمانہ ہے اور آپ انکے گاؤں کے ایک کھلیان کے پاس سے گزر رہے تھے (تو بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اجنبی بچے کو دیکھ کر اس سے شرارت کرتے ہیں) کہ پہلے ہم میں سے ایک بھائی نے آپ سے لڑنے کی کوشش کی تو آپ نے اس کو پچھاڑ دیا۔اسی

طرح دوسرے کے ساتھ بھی یہی حال ہوا۔ جب دونوں کا حوصلہ جاتا رہا۔ تب حضرت صاحب نے جلال میں فرمایا کہ اگر تمہاری گریوں (گندم کے جھتے کو کہتے ہیں) کو آگ نہ لگی تو مجھے غوث پاکؒ کا بیٹا نہ کہنا۔ تو ابھی وہ ہاتھ جس سے اشارہ کیا تھا واپس نیچے نہ آیا تھا کہ آگ لگ گئی۔

☆ ایک دفعہ پاس کے گاؤں کے کچھ لوگوں کو پھانسی ہوگئی۔ اس برادری کے کچھ لوگ آپ کے ماننے والے تھے اور کچھ لوگ ایک اور بزرگ کے ماننے والے تھے۔ ایک کے مرید کہیں ہمارے پیر صاحب کے پاس چلو انکی دعا بہت مقبول ہے اور دوسرے اپنے بزرگ کے بارے میں یہی دعوی کرتے تھے۔ خیر وہ دونوں طرف گئے۔ تو کچھ عرصے بعد انکے لوگ رہا ہو گئے۔ تو ہر کوئی اپنے اپنے پیر صاحب کے بارے میں کہنے لگا انکی دعا سے یہ رہائی ہوئی ہے۔ جنکے لوگ رہا ہوئے تھے وہ کہنے لگے دونوں کی طرف چلتے ہیں اور نذرانہ دیتے ہیں چنانچہ جب وہ لوگ قبلہ حضرت صاحب کے پاس آئے تو کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے نذرانہ دینے کی کوشش کی تو آپ نے اشارہ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آپ نے فرمایا بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے نہ دعا کی ہے اور نہ میری دعا سے بری ہوئے ہیں اور نہ ہی میرے کاغذوں میں یہ لوگ بری ہوئے ہیں۔ تو سب لوگوں نے کہا کہ جناب وہ بری ہو کر گھر آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا انکی موت کا فیصلہ رب کے ہاں اٹل ہے۔ میری دعا سے تو وہ ٹل نہیں سکتا اگر کسی اور کی دعا سے ہو جائے۔ تو مجھے معلوم

نہیں۔

خدا کی قدرت کہ کچھ عرصے بعد انکے خلاف اپیل ہوئی اور انکو دوبارہ پھانسی کا حکم دے دیا گیا۔ اور آخر کار وہ پھانسی لگ گئے۔ تب وہ سارا علاقہ آپ کا مرید ہوا کہ ایسے بھی بزرگ ہیں جو یہ کہتے ہوں کہ میری دعا سے نہیں ہوا اور نذرانہ بھی ٹھکرا دیا۔ اپنا ہو یا بیگانہ آپ ہر ایک کے ساتھ بہت سیدھی۔ سچی بات کہتے۔ چاہے کسی کو اچھی لگے یا نہیں

☆ جب قبلہ حضور مفکر اسلام اپنی تعلیم مکمل کر کے تشریف لائے تو قبلہ والد گرامی نے ایک دن پوچھا۔ یار یہ تو بتاؤ کہ ولی رب کے ساتھ بات کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو آپ نے جواب دیا حضور والا

میرے خیال میں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کر سکتا ہے۔ کوئی وقت آئے گا تمہیں خود معلوم ہو جائے گا انشاء اللہ۔ (اور پھر یہ راز بعد میں کھلا)

وما کان لبشر ان یکلمه اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنه مایشاء انه علی حکیم

اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے۔ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

دنیا سے رخصتی

اور جب آپکا آخری وقت آیا تو ایک دن آپ نے حضور مفکر اسلام کو پاس بٹھا کر فرمایا۔ بیٹا تمام مریدوں کے علاقوں میں خط لکھو کہ کل حضرت صاحب کا جنازہ ہے عصر کے بعد اسلئے تمام لوگ وقت پر پہنچ جانا۔ اور دوسرا تم صبح جا کر سودا وغیرہ لے آنا۔ کیونکہ کل عصر کی نماز کے بعد میں نے آخری ۴۰ قدم اپنے صحن میں چلنا ہے۔ اسکے بعد میں انشاء اللہ اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ لیکن ایک کام کرنا میرے بچپن کے دوست فرمان علی کو نہ بتانا وہ یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکے گا۔ ٹھیک اسی طرح دوسرے دن آپ نے اپنے روزانہ کے معمولات کیئے۔ ساڑھے پانچ من وزنی پتھر سے ورزش فرمائی اور شام کو عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد ۴۰ قدم صحن میں چلے۔ اور پھر بستر پر آ کر کے لیٹ گئے۔ اور سب کو حکم دیا کہ کلمہ شریف پڑھو۔ بس کلمہ شریف کے ورد کے دوران ہی آپ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

قبلہ پیر سید ولایت علی شاہ صاحبؒ گیلانی ۱۹۵۷ھ میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

آنویں آنویں نہ چڑ لانویں دسیں چاہت حسن دی
آئے نی پور محمد بخشا رکھ کے آس چمن دی

کچھ لوگوں کو یہ بات اچھنبے کی لگی ہو گی۔ کہ وقت سے پہلے کیسے بتا دیا۔ تو عرض خدمت ہے۔ کہ بخاری میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح خیبر سے ایک دن پہلے فرمایا تھا کہ میں کل جھنڈا ایک ایسے شخص کو عطا

کروں گا کہ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے اور وہ اللہ اور اسکے رسول صلی للہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول صلی للہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اس سے محبت کرتے ہیں

اب پتہ چلا کہ نبی پاک صلی للہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ معلوم تھا (اللہ کی عطا سے) کہ میں صلی للہ علیہ وآلہٖ وسلم اور علیؓ کل تک زندہ رہیں گے۔

اسی طرح امام قشیریؒ رسالہ قشیریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابو حسین مالکیؒ فرماتے ہیں کہ برسا برس ایک بزرگ کی صحبت میں رہا۔ جب قریب المرگ ہوئے۔ تو وصال سے آٹھ دن قبل فرمایا: جمعرات کو مغرب کے وقت فوت ہو رہا ہوں اور جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل دفن ہونگا۔ تم بھول جاؤ گے۔ یاد رکھنے کی کوشش کرنا۔ ابو الحسین کہتے ہیں کہ جمعہ آنے تک میں بھول گیا۔ چنانچہ موت کی اطلاع دینے والے نے بتلایا۔ تو انکے جنازے میں شامل ہونے کے لئے نکلا۔ لوگ یہ کہتے ہوئے واپس آ رہے تھے کہ انھیں نماز جمعہ کے بعد دفنایا جائے گا۔ میں پیچھے نہیں مڑا۔ بلکہ چلتا گیا۔ چنانچہ دیکھا تو آپ کے کہنے کے مطابق نماز سے قبل ہی جنازہ نکال لیا گیا۔ میں نے وفات کے وقت موجود شخص سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ آپ پر غشی طاری ہوئی پھر افاقہ ہو گیا۔ تو انہوں نے گھر کی ایک طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: ٹھہر جاؤ اللہ تمہیں عافیت دے۔ تجھے بھی کسی نے حکم دیا ہے۔ اور میں بھی حکم کا پابند ہوں۔ جس بات کا تمہیں حکم ہے اس سے تمہیں چھوٹ نہیں مل سکتی۔ اور جس کا مجھے حکم ہے وہ فوت ہو رہی ہے۔ چنانچہ پانی منگوایا اور نیا وضو کر کے نماز پڑھی پھر لیٹ گئے اور آنکھیں بند کر لیں

(انا للہ و انا الیہ راجعون)

قطب ربانی شہبازِ لامکانی سرتاج اولیاء خلافتِ باطنہ کے امام وھادی

وارث محبوب سبحانی قبلہ وکعبہ حضرت پیر

سید عالم شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی ذات پاک انعمت علیھم والوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ تھی۔قرآن وحدیث کی عملی تصویر اگر کسی نے دیکھنا ہوتو اسکو قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کو دیکھنا چاہے تھا۔رب کے ساتھ تعلق ایسا کہ جو بات زبان سے نکل گئی اسے رب نے ہمیشہ بامراد کیا۔اپنے جدان پاک کی بارگاہ کے ایسے انعام یافتہ کہ اہل حق جھولیاں پھیلائے آپ کے در پر کھڑے رہتے۔روحانیت کے ایسے اصول کل کہ جس کے ذریعے روحانیت کے ہر مسئلے کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔حسن صورت ایسی کہ جس نے دیدار کے مزے لوٹے اسکی آنکھوں میں پھر کوئی جچ ہی نہیں سکا۔حسن سیرت ایسا کہ جو بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلا نہ صرف وہ خود بلکہ اس کی تقلید کرنے والے بھی منزل مقصود پا گئے۔مخلوقِ خدا کے ساتھ تعلق ایسا کہ انکی بھلائی کے لئے اپنے نقصان پر راضی ہو جاتے۔انسان تو انسان جانوروں کے ساتھ سلوک ایسا کہ انسان انسان کے ساتھ نہیں کرتے۔

آپکے نورانی مکھڑے کے مزے لوٹنے والوں کا اس بات پر اجماع تھا کہ زندگی میں ایسا بندہ نہیں دیکھا کہ جو یہ کہہ سکا ہو کہ میں نے قبلہ پیر سید عالم شاہ

صاحب گیلانیؒ کا دیدار کیا تھا مگر کرامت کوئی نہیں دیکھی۔ اور راقم نے دوسرے بزرگوں کے مریدوں کی زبانوں کو آپکی کرامات بیان کرتے ہوئے کبھی رکتے نہیں دیکھا۔ غرضیکہ آپکی نورانی زندگی کا ہر گوشہ ایک نئی منزل مقصود کی راہ دکھاتا ہوا نظر آتا ہے

نسب مبارک

قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ حسینی سید ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد مقبوضہ کشمیر کے علاقے کشتواڑ سے تشریف لائے تھے۔ آپکا سلسلہ نسب حضور غوث پاکؓ عالی جناب سے ہوتا ہوا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی ذات والاصفات تک پہنچتا ہے۔

والد گرامی

قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی مہتاب معرفت، فنافی الرسول قبلہ حضرت پیر سید حبیب شاہ صاحبؒ تھا۔ قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی بیعت مبارکہ اپنے والدِ ماجد کے ساتھ تھی۔ مگر اصل فیضان ولایت آپکو اپنی مائی صاحبہ سیدہ مائی امام بی صاحبہؒ سے تھا۔ جو روحانیت کے کمال کا کمال، حسن کا بے مثل حسن، فیوض و برکات کا چشمہ جاوداں تھیں۔

والدہ ماجدہ

قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اسم گرامی

سیدہ مائی امام بی صاحبہؒ گیلانیہ تھا۔ جو کہ اپنے وقت میں ولایت کی نابغہ روزگار شخصیت تھیں۔ اس بات کا اندازہ اس واقعے سے آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام آباد کے قصبے لونڑاں کے رہنے والے آپکے مرید بتاتے ہیں کہ ایک دن ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے اور دوران تقریر انہوں نے کہا کہ عورت سے بیعت جائز نہیں۔ جس سے میں دلی طور پر سخت پریشان ہوا۔ کہ جو باتیں میں نے مائی صاحبہ کی دیکھی ہیں وہ تو آجتک سننے میں کم کم آئی ہیں۔ لہذا میں اس کشمکش میں سیدھا رئیس المجددین قبلہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کے پاس چلا گیا۔ جب میری باری آئی تو میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔ تب قبلہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ نے تھوڑی دیر کے لئے اپنا سر مبارک جھکایا۔ اور تھوڑی دیر بعد سر مبارک کو اُٹھا کر فرمایا۔ جہاں تمہاری بیعت ہے وہاں ہو جاتی ہے۔ (اصل میں امام ابن عابدین شامیؒ نے اپنے رسائل میں لکھا ہے کہ کائنات کی پہلی "قطب" سیدہ طیبہ طاہرہِ کائنات، جگر پارہ امام الانبیاء سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیھا ہیں)

بچپن مبارک

آپ پیدائشی طور پر مادر زاد ولی تھے۔ بچپن ہی سے جو بات زبان مبارک سے نکل جاتی رب تعالی اپنی رحمت سے اسے پوری فرما دیتے۔ جب پہلے دن آپ کو سکول بھیجا گیا تو اس سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب چل کر آپ کے پاس آئے اور اکیلے میں آپ کو کرسی پر بٹھا کر عرض کرنے لگے۔ صاحبزادہ

صاحب مجھے بیعت فرمائیں جس پر حضرت صاحب فرمانے لگے یہ کیا بات کر رہے ہیں مجھے تو نہیں معلوم بیعت کیا ہوتی ہے۔جس پر ہیڈ ماسٹر صاحب کہنے لگے۔کہ اگر آپ نے مجھے بیعت نہ کیا تو میں باہر جا کر سب لوگوں کو بتا دوں گا کہ کل رات آپ کہاں تھے۔جونہی انہوں نے یہ بات کہی تو قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ فوراً فرمانے لگے۔رات والی بات کسی کو نہ بتانا۔اور آؤ بیعت کر لو۔چنانچہ آپکا سب سے پہلا مرید آپکے سکول کا ہیڈ ماسٹر تھا۔

حُلیہ مبارک

آپکی آنکھیں مبارک نہایت موٹی موٹی اور خوبصورت آنکھوں کے ڈورے ایسے تھے کہ لفظ انسان جس پر صادق آتا تھا۔اس صفت کی مخلوق ان سے بچ کر نکل نہیں سکتی تھی۔لہذا جس کسی کی آنکھ آپکی آنکھوں سے دوچار ہو جاتی پھر ساری زندگی وہ کہیں اور جانے کے قابل نہیں رہتا تھا۔بال مبارک سخت گھنگریالے اور لمبے تھے۔گھنگریالہ پن کچھ اسطرح کا تھا کہ اگر بالوں کو پکڑ کر کھینچا جائے تو چھوڑنے پر واپس چلے جاتے تھے۔داڑھی مبارک نہایت گھنی اور خوبصورت جو آپکے چہرے مبارک کے حسن کو نوراً علی نور کرتی ہوئی تھی۔جسم مبارک دیکھنے میں دبلا پتلا مگر جب آپ چلتے تو نہایت صحت منداور خوبصورت دکھائی دیتے۔قد مبارک درمیانہ ہونے کے باوجود جب آپ لوگوں میں چل رہے ہوتے تو دیکھنے والا یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ان میں سے اونچا کون ہے۔

راقم کی والدہ ماجدہ جب کبھی قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کا ذکر

فرماتی تو کہتیں کہ جب قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ تشریف لاتے تو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ کسی ملک کا ایسا شہزادہ آگیا ہے۔ جسکے چہرے پہ نور ہی نور ہو۔ آپکے چہرے کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔

آپکے چہرہ انور پر نگاہ ڈالو تو میاں محمد بخش صاحبؒ کے اس شعر کے پیچھے چھپے راز کی حقیقت سمجھ آنے لگ جاتی تھی۔ کہ

جنھاں اکھاں دل بر ڈٹھا او اکھاں تک لیاں
توں ملیوں تے ساجن ملیوں ہنڑ اساں لگ پیاں

بیعت مبارک

قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی بیعت طریقت اپنے والد گرامی قبلہ پیر سید حبیب شاہ صاحب گیلانیؒ سے تھی۔ مگر اصل روحانی فیض آپ کی ذات گرامی کو اپنی والدہ ماجدہ سیدہ مائی امام بی صاحبہؒ سے تھا۔ جو کے روحانیت کے کمال کا کمال، حسن کا بے مثال حسن، فیوض و برکات کا چشمہ جاوداں تھیں۔

سجادہ نشین

قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ اپنے والد گرامی قبلہ پیر سید حبیب شاہ صاحبؒ کے سلسلہ طریقت کے سجادہ نشین تھے۔

مخلوقِ خدا سے تعلق حقیقی

مخلوق خدا کے ساتھ آپکا لگاؤ بے مثل و بے مثال تھا۔ آپکے ایک ایک

عمل پاک (جو کہ مخلوق کے ساتھ کئے۔) پر غور کرتے جائیں تو علم وعرفان کی موتیوں کی ایسی مالائیں بنتی چلی جاتی ہیں کہ اسکے ہر ایک موتی میں کئی کئی رازِ معرفت عیاں ہوتے چلے جاتے ہیں۔اور یہ بات آپ پر روز روشن کی طرح آشکار ہوتی چلی جاتی ہے۔کہ اس مرد خدا پر فضل الٰہی اور اپنے جدان پاک کی خصوصی نظر کرم ہے۔جیسا کہ آپکے بارے میں مشہور تھا۔کہ آپکو مرچوں والی لسی بہت پسند تھی۔لہذا جہاں بھی تشریف لے کر جاتے۔تو لوگ آپکی پسندیدہ چیز سمجھ کر اسکا اہتمام کرتے۔ایک دن آپکے خادم سائیں متو نے عرض کی کہ حضور والا یہ تو فرمائیں کہ کیا واقعی آپکو مرچوں والی لسی بہت پسند ہے۔(حالانکہ ہمارے سے تو وہ پینا بڑا مشکل ہے)۔آپ نے فرمایا۔نہیں یہ بات نہیں۔اصل میں جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اور مریدوں کے ہاں آنا جانا شروع کیا تو لوگوں میں جا کر جان کر فرمائش کرتا کہ مجھے مرچوں والی لسی دیں۔تو اس سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ مجھے پسند ہے۔پھر میں نے جان بوجھ کر اس بات کو مشہور ہونے دیا۔کیونکہ میں نے سوچا غربت کے زمانے ہیں مریدوں کے گھر جاؤں تو وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔اور ان میں اکثریت غریبوں کی ہے۔لہذا مرچیں اور لسی ہر گھر میں ہونے کی وجہ سے جب غریب لوگ بھی میری تواضع میری پسندیدہ چیز سمجھ کر کریں گے۔تو وہ خوش بھی ہو جائیں گے اور انکی عزت نفس بھی مجروح نہیں ہوگی۔

قارئین: ذرا غور فرمائیں کہ اپنی ذات کی کوئی فکر نہیں کہ کتنے من

مرچیں جسم کے اندر جانے سے صحت کا کیا ہوگا؟ مگر مخلوق خدا کی عزت نفس کا مجروح ہونا کسی صورت گوارا نہیں۔

اسی طرح آپ ایک دفعہ کسی سفر میں تھے تو کسی آبادی سے ابھی کچھ دور ہی تھے تو ایک خاتون نے دور سے گھوڑی پر سوار آتا دیکھ کر جلدی جلدی سے پسندیدہ لسی بنا کر باہر راستے میں آکر کھڑی ہو گئیں۔ کہ کہیں اور کوئی شخص سبقت نہ لے جائے۔ جونہی سواری قریب پہنچی اسنے جلدی سے لسی کا گلاس آگے کر دیا۔ آپ نے وہ گلاس لے کر پی لیا۔ اور آپ نے فرمایا بیٹی تمہاری لسی بہت عمدہ تھی۔ اور دعا فرمائی اور باقی لوگوں سے مل کر چل پڑے۔ راستے میں آپکے خادم جناب سائیں متو نے آپ سے عرض کی کہ حضور والا ایک معاملہ سمجھ نہیں آرہا۔ آپ سے راہنمائی چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پوچھو۔ تو اس نے عرض کی کہ آپ نے اس خاتون کا لسی والا گلاس لے کر پی لیا۔ حالانکہ آپکا تو روزہ تھا۔ کیا آپ نے بھول کر روزہ توڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں جان بوجھ کر توڑا ہے۔ مجھے اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ میں روزے سے ہوں مگر جب میں نے دیکھا کہ وہ خاتون اتنی چاہت سے لسی کا گلاس پکڑ کر کھڑی ہے تو میرے پاس دو راستے تھے۔ ایک یہ کہ میں اپنا روزہ بچا لوں اور اس مائی کی لسی ٹھکرا کر اسکا دل توڑ دوں۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ میں اپنا روزہ توڑ دوں اور بعد میں ساٹھ دنوں کے روزے رکھ لوں۔ اور مائی صاحبہ کا دل نہ توڑوں۔ لہذا میں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ کہ اپنا روزہ توڑ دیا (اس نیت پر کہ بعد میں ساٹھ قضا روزے رکھ

لوں گا)۔مگر مائی صاحبہ کا دل نہ توڑا۔

مسجد ڈھادے مندر ڈھادے، ڈھادے جو کچھ ٹھیندا
پر دل کسے دا نہ ڈھاویں بھلیا رب دلاں وچ رہندا

توبہ اور دستگیری

حضرت سائیں سماں صاحب ؒ (موضع چمٹ کے رہنے والے تھے) اپنے علاقے کے ایک مشہور ڈاکو تھے۔مگر بہت خوبصورت اور نہایت صحت مند انسان تھے۔ایک دفعہ قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ جنگل سے گزر رہے تھے تو سامنے سے سائیں سماں صاحب آ گئے قبلہ حضرت صاحبکو پہلی ہی نظر میں یہ پسند آ گئے۔دیکھتے ہی فرمایا تم میرے ساتھ بیعت کرلو۔وہ چونکہ کئی دفعہ پہلے بھی کئی بزرگوں سے بیعت کر چکا تھا اسلئے فوراً ہاتھ آگے بڑھا کر آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا۔آپ نے پہلی بات فرمائی کہ کہو توبہ کرتا ہوں کہ آئیندہ چوری نہیں کروں گا۔تو وہ فورا بولا حضرت یہ بات نہ کہلوائیں اور جو بھی کوئی بات فرمائیں گے پوری کروں گا مگر یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔اس پر قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے اسکا ہاتھ جھٹکا دیکر چھوڑتے ہوئے فرمایا۔اگر تو اپنے باپ کا بیٹا ہو اب چوری کر کے دکھاتا اور اگر میں اپنے باپ کا بیٹا ہوا تو تجھے چوری نہیں کرنے دوں گا یہ کہکر آپ وہاں سے نکل گئے۔

رات کو حسب عادت جب وہ ڈاکہ ڈالنے کے لئے پہنچے تو دیوار میں سوراخ کیا اور اندر داخل ہونے لگے تو دیکھا کہ سامنے آپ مصلہ پر بیٹھے ہوئے

ہیں فوراً گھبرا کر باہر نکل آیا اور سمجھا شاید یہاں آپ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مگر اسکے بعد تین گھروں میں اسی طرح گیا اور ایسے ہی دیکھا تو ہمت جواب دے گئی اور سمجھ لگ گئی کہ جو بات آپ نے فرمائی تھی وہ اب مجھے ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ چنانچہ اپنی سواری لے کر سیدھا دربار شریف پہنچا۔ جونہی دروازے سے داخل ہوا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا میں نے نہیں کہا تھا کہ باپ کا بیٹا ہوا تو کر کے دکھانا چوری۔ وہ سیدھا آپکے قدموں میں گرا اور سچی توبہ کر کے عرض کرنے لگا ۔حضرت چوری تو آپ نے چھڑوادی مگر اب ہوگا کیا میرے گھر کا تو کافی خرچہ ہے اور میری بیوی بھی بڑی جھگڑالو ہے وہ کیا کچھ نہ کہے گی۔ آپنے خرچہ پوچھا تو کہنے لگا ایک روپیہ۔ آپ نے فرمایا قلم لے کر آؤ تعویذ لکھ دوں تو اسنے عرض کی وہ تو نہیں ہے۔ تب آپ نے ایک پھیکر (پلین پتھر) لے کر کوئلے سے اس پر لائن لگا کر دیں۔ فرمایا کسی کپڑے میں چھپا کر کسی جگہ گھر میں چھپا دو ہر روز اس کپڑے سے ایک روپیہ نکال لیا کرنا۔ مگر کسی سے ذکر مت کرنا۔ پھر نماز کی پابندی اور کچھ وظائف دیکر رخصت کر دیا۔ وہ کچھ عرصہ یونہی پیسے نکال کر روزانہ بیوی کو دیتا رہا ایک دن بیوی نے پوچھا تم جاتے بھی کہیں نہیں ہو تو پیسے کہاں سے لاتے ہو۔ کافی ٹال مٹول کی آخر اسنے پوچھ ہی لیا راز۔ اسنے کپڑا نکالا تو دیکھا پھیکر پر ایک لائن لگی ہوئی تھی اسنے لالچ میں آ کر اسپر ایک لائن اور لگا دی تا کہ دوسرے دن دو روپے ملیں گے۔ مگر اگلے دن کچھ نہ ملا۔ جب پیسے ملنا بند ہو گئے تو وہ واپس بھاگا۔ آ کر قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کے خادم سا

ئیں متو کو آ کر سارا ماجرا سنایا تو انہوں نے کہا مت بتانا ورنہ ناراض ہو نگے انتظار کرو کوئی موقع تلاش کر کے میں بات کرتا ہوں کچھ دیر بعد سائیں متو آپکی خدمت میں جا کر کہنے لگے حضرت صاحب مجھے اجازت دیں میں جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیوں جانا چاہتے ہو۔ کیا ہوا پیسے چاہییں۔ کہا نہیں پیسے نہیں چاہیے اصل میں میں آپکو ایک بزرگ سمجھ کر خدمت کر رہا تھا مگر اب ایک عورت آپ پر سبقت لے گئی ہے تو کیا فائدہ آپکے پاس رکنے کا۔ آپ نے فرمایا خود کچھ کیا ہوگا جو مجھے کہہ رہے ہو۔ اصل بات بتاؤ۔ تب اسنے کہا جناب والا آپ نے ایک لائن مار کر دی تھی اور اسپر اسکی بیوی نے ایک لائن مار کر آپکی لائن کاٹ دی جس سے پیسے ملنا بندھ ہو گئے تو جسکے تعویذ عورت کاٹ سکے ایسے بزرگ کے پاس رہنے کا کیا فائدہ تب آپ نے جلال میں آکر فرمایا میں نے جو کہا تھا کہ غلطی کر کے خود آئے ہو گے اور مجھے مورد الزام ٹھہراتے ہو۔ اب جاؤ اور چھت پر چڑھ کر اعلان کرو کہ سید عالم شاہ صاحب نے میرے روزانہ دو روپے مقرر کئے ہیں جسکی ہمت ہے کاٹ کر دکھاؤ۔ تب سے لے کر جب تک سائیں سماں صاحب زندہ رہے روزانہ دو روپے ملتے رہے۔

اسی علاقے کے منصب دار امیر عالم صاحب کو بچپن میں اپنی والدہ مار ہی تھیں تو قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کا وہاں سے گزر ہو تو آپ نے پوچھا مائی بھادو امیر عالم کو کیوں مار رہی ہو تو اسنے عرض کی پیر صاحب یہ پڑھتا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اسکو مت مار یہ پڑھا ہوا ہے۔ پھر امیر عالم

صاحب جب دوسری جنگ عظیم لگی تو فوج میں بھرتی ہو گئے۔ محاذ جنگ پر یہ توپچی کے ہیلپر تھے۔ جب توپچی دشمن کا گولا لگنے سے ہلاک ہو گیا تو یہ اکیلے رہ گئے۔ اور سوچنے لگے اب کیا کروں اچانک منہ سے نکلا یا جی پہنچنا (جب آپ کے مرید کسی مشکل میں ہوتے تھے تو آپ کو جی کر کے بھی پکارتے تھے۔ اور قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ اسکو وقت پکارا گیا جب کہ آپ اس دنیا فانی سے پردہ کر چکے تھے)۔ جونہی یہ الفاظ زبان سے نکلے دیکھتا ہے کہ قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے پیچھے سے آواز دی او امیر عالم توپ چلا۔ اسنے عرض کی مجھے چلانا نہیں آتی۔ تب آپنے خود گولا اس میں لوڈ کر کے دیا اور فرمایا اسطرح چلاتے ہیں کونسا مشکل کام ہے ہمت کر اور اب خود چلا۔ واقعی اسکو ایک دو فائر کرنے کے بعد پتہ چل گیا کہ کیسے توپ چلانی ہے۔ جب تیسرا گولا ڈال کر دشمن کے جہاز کو مارا تو گرا لیا۔ جب پیچھے مڑ کر دیکھا کہ آپکو بتاؤں کہ مجھے چلانا آ گیا ہے تب حضرت صاحب وہاں نہیں تھے۔ اسکے بعد اسنے دشمن کے دو اور جہاز مار گرائے۔ جب حملہ ختم ہوا تو کمانڈر اگلے مورچوں پہ آیا تو اسنے دیکھا کہ توپچی مر چکا ہے اور تین جہاز گرائے گئے تھے تو اسنو پوچھا یہ کس نے گرائے ہیں تو امیر عالم نے کہا جناب میں نے گرائے ہیں۔ تو اسنے کہا تم تو ہیلپر تھے تم کو توپ چلانا نہیں آتی۔ جس پر امیر عالم نے کہا مجھے آتی ہے چنانچہ گولا ڈال کر چلا کر دکھائی۔ تب اس کمانڈر نے پوچھا کتنا پڑھے ہوئے ہو تو کہا کچھ بھی نہیں۔ جس پر اس نے منصب دار کا عہدہ دیا اور کہا اگر تم

کچھ پڑھے ہوتے تو بڑا عہدہ دیتا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو امیر عالم دربار شریف پر سیدھا آیا اور آ کر مزار پاک کے ساتھ لگ کے زار و قطار رونے لگا۔ تب گھر والوں نے پوچھا کیا ہوا ہے تو اسنے سارا قصہ سنایا۔ جس پر قبلہ حضور مفکر اسلام کی والدہ ماجدہؒ نے تاریخ اور دن پوچھا تو یہ ٹھیک وہی دن تھا کہ آپ نے اپنے والد گرامی قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کو خواب میں دیکھا اور فرمار ہے تھے کہ بیٹا ذرا روئی لیکر تیل لگا دو میرے پاؤں پر کافی زخم ہو گئے ہیں۔ کیونکہ امیر عالم مشکل میں تھا تو ایسے ہی چلا گیا۔

جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا اضل احد کم شیئا او ارادعونا وھو بارض
لیس بھا انیس فلیقل:
یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی فان
للہ عباداً لا نراھم

جب تم میں سے کسی ایک کو مددگار کی ضرورت ہو اور وہ ایسی جگہ ہے جہاں اسکا کوئی جاننے والا نہیں۔ پس اسے چاہیے کہ وہ کہے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو

کیونکہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جنھیں ہم نہیں دیکھ سکتے

(طبرانی کبیر ۱۰۵۱۸)

روشن ضمیری

قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کے ایک دلبر جانی مرید بابا حبیب صاحب (نتھیا نزد گوجر خان کے رہنے والے تھے) کے علاقے میں ایک دفعہ ریلوے کے کچھ انجینئیر آئے اور نشانات لگائے کہ اس جگہ سے ریلوے لائن گزرے گی۔ جب بابا حبیب نے جا کر دیکھا کہ زیادہ تر ٹریک انکی زمینوں سے گزر رہا ہے۔ تو وہ بجائے گھر جانے کے سیدھے حضرت صاحب کے دربار شریف کی طرف روتے ہوئے دوڑ پڑے۔ ادھر قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا جلدی سے کھانا بناؤ حبیب بھوکا آرہا ہے۔ جونہی بابا حبیب نے گیٹ سے اندر پاؤں رکھا۔ اسکے بولنے سے پہلے ہی آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔

بس او حبیبا بس: رونا بند کر۔ پریشان مت ہو۔ اگر تیری زمین چلی گئی تو مجھے غوث پاک عالی جنابؓ کا پوتا نہ کہنا۔

لہذا بیٹھو اور یہ کھانا کھاؤ۔ اسنے کافی ٹالا مگر آپنے زبردستی کھانا کھلایا۔ اور گھوڑی پر اسکو بٹھا کر اسکے گاؤں تشریف لے گئے۔ اس لائن گزرنے کی جگہ پہنچ کر آپ نے بابا حبیب سے فرمایا کہ ایک پتھر اٹھا اور اپنی زمین میں کھڑے ہو کر جتنا دور پھینک سکتا ہے پھینک۔ چنانچہ جہاں پتھر گرا۔ وہاں جا کر قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے فرمایا جا کر کوئی بالا (چھتوں پر ڈالنے کے لئے استعمال ہوتا ہے) لے آؤ۔ وہ پلائی کا بالا لے آئے۔ تو آپنے

گڑھا کھدوایا اور بالا ہاتھ میں لے کر گاڑھتے ہوئے فرمایا 'یا حیدر کرار' ۔اسکے بعد آپ سوار ہو کر گھر کی طرف چل پڑے۔اور بابا حبیب سے فرمایا کہ اگر یہ ریلوے لائن بالے کے اسطرف سے گزری جدھر تیری زمین ہے تو پھر کوئی اور پیر تلاش کر لینا اور اگر یہ لائن بالے کے دوسری طرف سے گزری تو پھر بے شک میری طرف آجانا۔خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ دنوں بعد چیف انجینیر فائنل چیک کے لئے آیا۔تو چیک کرنے کے بعد کہنے لگا۔اس زمین (جو کہ بابا حبیب کی تھی) کے نیچے تو گندھک ہے لہذا یہاں سے لائن نہیں گزر سکتی۔چنانچہ نئے نشانات کے مطابق وہ لائن ٹھیک اس بالے کے دوسری طرف سے گزری۔آج بھی یہ کرامت موجود ہے کہ لائن پیچھے بھی اور آگے بھی سیدھی آرہی ہے مگر اس جگہ پر کافی بڑا موڑ ہے

جیسا کہ اللہ تعالی جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ (سورہ حجر۔۷۵)

بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔فراست والوں کے لئے یہاں متوسمین سے مراد اہل فراست لوگ ہیں

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا بفراسة المومن فانه ينظر بنور الله

مومن کی فراست سے بچو۔کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(ترمذی شریف، تفسیر سورہ ۱۵۔الجامع الصغیرین)

فراست دل پر وارد ہونے والی ایک کیفیت ہے جسکے سامنے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی (بلکہ کھل جاتی ہے) اور دل پر یہی حکمران ہوتی ہے

حضرت ابوسعید خرازؒ نے فرمایا: کہ جو شخص نور فراست سے دیکھتا ہے۔وہ نور خدا کی روشنی میں دیکھتا ہے۔اور حق تعالی کی طرف سے اہل فراست کو جو بنیاد ملتی ہے اس میں سہو اور غفلت کا امکان نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ایک سچا اثر ہوتا ہے۔جو بندے کی زبان سے نکلتا ہے۔

مستنبط، متوسم اور متفرس لوگ

حضرت ابوسعید خرازؒ بتاتے ہیں:

ا۔مستنبط: وہ شخص ہوتا ہے۔جو ہمیشہ غیب پر نظر رکھتا ہے وہ چیز اس سے غائب نہیں ہوتی۔اور نہ ہی اس سے کوئی شے پوشیدہ رہتی ہے۔اسی کے متعلق قرآن میں اشارہ موجود ہے

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ

تو ضرور ان سے اسکی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں (سورہ نساء، ۸۳)

۲۔متوسم: وہ شخص ہوتا ہے جو وسم (علامت) سے واقف ہوتا ہے۔یہ شخص دلائل اور علامات ہی سے لوگوں کے دلوں میں پوشیدہ باتیں معلوم کر لیتا ہے۔چنانچہ فرمان الٰہی ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ (سورہ حجر۔۷۵)

بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔فراست والوں کے لئے یعنی پہچان کرنے والوں کے لئے ان علامات کے ذریعے جو اللہ تعالی اپنے اولیاء اور اعداء دونوں کو دیتا ہے

۳۔متفرس: اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔اور اس شخص کے دل میں انوار اٹھنے کا ایک منظر ہوتا ہے۔جنکے ذریعے وہ معانی کی پہچان کرتا ہے۔اور یہ ایمان کی ایک خصوصیت ہے۔اور مرتبہ میں ان سے بڑھ کر ربانی لوگ ہوتے رہے ہیں۔ارشاد پروردگار ہے

كُونُوا رَبّٰنِيّٖنَ

(سورہ آل عمران۔۷۹)

اللہ والے ہو جاؤ

اللہ کے اخلاق میں نظری اور اخلاقی لحاظ سے رنگے جاؤ۔یہ لوگ ،لوگوں کو غیب کی خبریں دینے ،انھیں دیکھتے رہنے اور انکے ساتھ مشغول ہونے سے گریز رکھتے ہیں

اسی طرح ابو موسی دیلمیؒ نے حضرت ابو یزیدؒ سے عرض کی کہ مجھے کوئی فائدے والی بات بتادیجئے۔انہوں نے فرمایا کہ میری والدہ نے مجھے بتلایا تھا جب میں ابھی پیٹ ہی میں تھا۔کہ جب کوئی حلال چیز انکے پاس آتی تو اسکی طرف انکا ہاتھ بڑھ جاتا۔لیکن جو چیز شبہ والی ہوتی تو ہاتھ پیچھے ہٹ جاتا۔

حضرت جنید بغدادیؒ کو حضرت سری سقطیؒ کہا کرتے تھے کہ وعظ

کرو۔حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں ۔مجھے وعظ کرنے میں جھجھک محسوس ہوتی تھی۔میں جانتا تھا کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔چنانچہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی (یہ جمعہ کی رات تھی)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔"لوگوں کو وعظ کرو"

میں بیدار ہو گیا اور صبح سے قبل حضرت سری سقطیؒ کے دروازے پر دستک دی۔تو انہوں نے اندر سے ہی فرمایا: تم نے میری بات نہیں مانی۔حتیٰ کہ تمہیں (نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف) کہا گیا۔اگلے دن جامع مسجد میں لوگوں کو وعظ کرنا شروع کیا۔تو فوری طور پر یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔کہ جنیدؒ وعظ کر رہے ہیں۔ایک عیسائی لڑکا بھیس بدل کر کھڑا ہوا۔اور کہا اے شیخ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ

"مومن کی فراست سے بچو۔کیونکہ مومن نور خدا سے دیکھتا ہے"

یہ سن کر حضرت جنید نے سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر کہا: اسلام لے آؤ۔اب تمہارے اسلام لانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔

(رسالہ قشیریہ۔امام قشیریؒ)

حلاوت ایمان

قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کے بارے میں مشہور تھا کہ آپ کو حرام کھلایا جائے تو آپ کو پتہ چل جاتا تھا۔ایک دفعہ آپ انبالہ تشریف لے کر گئے۔تو ایک تھانیدار نے بکرا چوری کر کے آپکی دعوت (تا کہ پتہ لگ سکے

کہ واقعی آپکو پتہ چلتا ہے کہ نہیں) کی۔اور جب آپ دعوت کھا بیٹھے تو اسنے کہا جناب میں نے تو سنا تھا کہ آپ کو حرام چیز دی جائے تو آپکو پتہ چل جاتا ہے مگر میں نے یہ بکرا چوری کر کے کھلا دیا۔مگر آپکو نہیں پتا چل سکا۔تب آپ نے فرمایا پہلے چیک کرو یہ بکرا کس کا تھا۔اگر یہ میرا نہ ہوا تو میں آئیندہ سے سید کہلوانا بند کر دوں گا۔جب وہ اس محلے میں گیا جہاں سے چوری کیا تھا تو پتہ چلا کہ فلاں آدمی کا بکرا چوری ہوا تھا۔اس سے پوچھا وہ بکرا کس کا تھا اسنے کہا جناب وہ بکرا ہم نے پال رکھا تھا۔مگر وہ ہم نے اپنے پیر صاحب کے لیے رکھا ہوا تھا۔اسنے نام پوچھا تو اس نے کہا قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ۔تب وہ الٹے پاؤں واپس لوٹا اور آکر کے توبہ کی اور آپکے دست حق پرست پر بیعت کی۔

اب سوال ہے کہ جب کہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی۔تو پتہ کیسے چل جاتا تھا کہ حلال ہے یا حرام؟

کہا انکا ذوق اس منزل پر ہوتا ہے کہ وہ راہنمائی کرتا ہے کہ کونسی شے حلال ہے یا حرام۔

صوفیاء کہتے ہیں کہ بندے پر اللہ اللہ کرتے ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اس پر حقائقِ اشیاء کھلنے لگ جاتے ہیں۔وہ اپنے ایمان کی روشنی سے صحیح اور غلط کا فیصلہ بآسانی کر لیتا ہے۔جیسے بندہ پڑھا لکھا نہ ہونے کے باوجود سونگھنے سے اندازہ لگا لیتا ہے چکھنے سے اندازہ لگا لیتا ہے کہ یہ چیز صحیح ہے یا نہیں

حدیث قدسی ہے

وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه
فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به .وبصره
الذی یبصر به ، ویده التی یبطش بها ، ورجله
التی یمشی بها ،
وان سالنی لا عطینه ولئن استعاذنی لاء
عیذنه

(بخاری ۷ ۶۱۱۳،طبرانی ـ المعجم الکبیر ۳ ۸۳۳ ۷،حکیم ترمذی ـ)
(نوادرالاصول ۲ ۲۳۲،بیہقی ـ الزھدالکبیر ۶۹۶)

میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے ـ یہاں تک کے میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اسکی وہ سماعت (کان) بن جاتا ہوں ـ جس کے ساتھ وہ سنتا ہے ـ اسکی وہ بصارت (آنکھ) بن جاتا ہوں جسکے ساتھ وہ دیکھتا ہے ـ اسکا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جسکے ساتھ وہ پکڑتا ہے ـ اور اسکے وہ پاؤں بن جاتا ہوں جسکے ساتھ وہ چلتا ہے ـ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا فرماتا ہوں ـ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں

مطلب یہ کہ جب بندہ رب کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے تو اسے کیسے نہ پتہ چلے کہ یہ حلال ہے یا حرام

چنانچہ حضرت ابوعمرو بن نجیدؒ نے فرمایا: کہ شاہ کرمانیؒ قوت فراست میں بڑے تیز تھے۔ انکی فراست کبھی خطا نہ جاتی تھی۔ اور آپ فرماتے تھے :

☆ کہ جو شخص حرام کردہ چیزوں سے آنکھیں پھیر لیتا ہے۔

☆ خواہشاتِ نفسانی پر عمل نہیں کرتا۔

☆ ہمیشہ مراقبہ میں رہتا ہے۔

☆ ظاہری شریعت پر عمل کرتا ہے۔

☆ حلال کھانے کی عادت بنالیتا ہے۔

تو اسکی فراست کبھی غلطی نہیں کرتی۔

(الرسالۃ قشیریۃ۔ از امام قشیریؒ)

نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو اسے 'ارھاص' کہتے ہیں۔ اور ولی سے جو ایسی بات ظاہر ہو 'کرامت' کہتے ہیں۔ اور عام مومنین سے جو صادر ہو اسے 'معونت' کہتے ہیں۔ اور بیباک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اسکو 'استدراج' کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو 'اہانت' ہے۔

دراصل جب کوئی خرق عادت کام ولی سے (اسکی مرضی کے بغیر) سرزد ہوتا ہے۔ تو اسے ''کرامت'' کہتے ہیں۔ اور جب کوئی خرق عادت کام ولی اپنی مرضی سے سرانجام دیتا ہے تو اسے ''تصرف'' کہتے ہیں۔ جیسے حضرت مریم علیہ السلام کو بے موسم پھل کا ملنا۔ یہ انکی کرامت تھی۔ اور جب حضرت عیسی علیہ

کہ ایک کی اولاد دوسرے کی پشت میں کیسے منتقل ہوسکتی ہے۔

اسکے لئے عرض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اے علیؓ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت اسکی پشت میں رکھی ہے سوائے میرے۔ کہ میری اولاد رب نے تیری پشت میں رکھی ہے۔ (حاکم)

دوسرا واقعہ :۔

اسی طرح ہمارے گاؤں کے بابا حکم داد صاحب (دریالہ خاکی) آپکے مرید تھے۔ ایک دفعہ حاضر ہوئے اور عرض کی حضور جب سے آپ کسی وجہ سے ہمارے گاؤں والوں سے ناراض ہوکر آئے ہیں تب سے بارش نہیں ہوئی۔ اور آپکی ناراضگی کی وجہ سے میں بھی بیچ میں رگڑا گیا ہوں۔ پوچھا وہ کیسے۔ تو عرض کی۔ بندہ پرور جو دانے تھے وہ اب ختم ہونے والے ہیں۔ اب کیا ہوگا

آپ نے کچھ دیر خاموشی اختیار فرمائی۔ اور کہا کہ پنڈ (گاؤن کے قبرستان کو گاؤں والے پنڈ کہتے ہیں) کے پاس کھڑے ہوکر بادلوں سے کہو کہ جنڈی والے سید عالم شاہ صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ صرف میری زمینوں پر برسو۔ چنانچہ وہ گیا اور اسنے ایسے ہی کیا۔ تو یکا یک بادل نمودار ہوئے اور واقعی صرف اس کی زمینوں پر برسے باقی کسی کی زمین پر نہ برسے

جیسے بہت مشہور واقعہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بارش نہ ہونے کی شکائت کی گئی۔ تو آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا

فرمائی ۔مدینے شریف میں اتنی بارش ہوئی کہ اُونٹ چارہ کھا کھا کرفربہ ہوگئے ۔مگر بارش نہ رکی ۔اور پھر دوبارہ سوال کیا گیا۔ کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں کہ صرف مدینے میں بارش نہ ہو۔تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی مبارک کا اشارہ کر کے فرمایا کہ مولا کریم مدینے کے آس پاس برسا مگر مدینہ میں نہ برسا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

اسی طرح ایک اور واقعہ کہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے جنگل میں بادل سے آواز سنی کہ فلاں شخص (نام لے کر) کے باغ کو پانی دے پھر وہ بادل ایک طرف چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پہ پانی برسایا۔ وہاں کی نالیوں میں سے ایک نالی بھر گئی ۔تو وہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے گیا کہ اچانک اس نے ایک بندے کو دیکھا کہ اپنے باغ میں پھاوڑے سے اسی پانی کو ادھر ادھر کر رہا ہے۔اس نے باغ والے سے نام پوچھا تو باغ والے نے کہا تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟

وہ بولا: اسلئے کہ میں نے بادل سے ایسی ایسی آواز سنی چنانچہ اس کا وہی نام تھا۔ جو اسنے بادل سے سنا تھا۔ باغ والے نے اللہ تعالی کے اس احسان پہ وعدہ کیا کہ جو بھی پھل ہوگا ایک تہائی راہ خدا میں دونگا۔ ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل ع عیال کے لئے رکھوں گا اور ایک تہائی سے باغ کے اخراجات پورے کروں گا (مسلم شریف ۔ ۷۴۷۳)

رب کے ساتھ تعلق خاص

حضرت قبلہ پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانی ؒ کا اپنے خالق حقیقی سے ایسا تعلق خاص تھا۔ کہ جسکی مثال خال خال ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ پنجتن پاک گھرانے کے اس شہزادے کے شب و روز کو گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ تو آپکی ذات پر رب تعالی کے خصوصی فضل کے پردے عیاں ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جنکو دیکھ کر سمجھ آنا شروع ہو جاتا ہے۔ کہ اولاد علی میں اُس وقت یہ شخصیت حقیقت و معرفت میں نابغہ روزگار تھی۔ آپ میرے پچھلے جملے پڑھنے کے بعد شاید تجسس کریں۔ کہ میں نے کچھ زیادہ مبالغہ سے کام لے لیا ہے۔ حالانکہ تصویر کا رخ اس سے بالکل مختلف ہے۔ اسلئے میں آپکی خدمت میں حضرت صاحب کی زندگی کا ایک خاص واقعہ نقل کرتا ہوں۔ جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ بعض بندگان خدا ایسے ہوتے ہیں کہ مبالغہ جیسی چیزیں انکے سامنے ہیچ نظر آتی ہیں۔

آپکے مریدوں، دوستوں، اور عقیدت مندوں میں آج بھی یہ بات بہت مشہور ہے کہ جو بھی بے اولاد لوگ صحت عقیدہ کے ساتھ آپکے دربار عالی شان میں صالح اولاد کی حاجت کے لئے حاضری دے تو اللہ تعالی آپکی برکت سے ان لوگوں کو ضرور نوازتے ہیں۔ اسکی بے شمار مثالیں ملک اور بیرون ملک موجود ہیں۔ مگر اس میں خاص بات یہ ہے کہ آپکے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی۔ تو ایک دفعہ آپکے خادم جناب سائیں موتا نے تنہائی میں عرض کی کہ حضور والا ایک ذاتی بات آپکے بارے میں سمجھ نہیں آ رہی۔ مناسب سمجھیں تو عرض کروں۔ آپ

نے شفقت فرمائی تو اسنے عرض کیا۔ کہ بندہ نواز میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جو بھی آپکے پاس آتا ہے رب تعالی اولاد نرینہ سے نوازتے ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ آپکے ہاں اولاد نرینہ نہیں؟ کیا آپ نے کبھی خود کے لئے رب سے عرض نہیں کی؟

آپ نے فرمایا بالکل کی تھی۔ مگر جواب میں دو چوائس دی گئیں۔ اپنے لئے اولاد لے لو یا مریدوں کے لئے۔ تو میں نے کہا کہ مولا کریم میں ایک اولاد لے کر کیا کروں گا۔ لہذا مولا کریم جو بندہ بھی میرے در پر آئے۔ اسے خالی ہاتھ مت جانے دیجیو۔

اسلئے آج اللہ تعالی کا بڑا فضل ہے۔ کہ جو بھی میرے دروازے پر آتا ہے۔ رب تعالی اسکی مراد پوری فرماتے ہیں۔ راقم عرض کرتا ہے کہ رب نے آپکی اس قربانی کا بے مثل صلہ کسی اور طریقے سے دیا۔ جسکا اظہار آپ نے بھی فرمایا۔ اس بے مثل صلہ کی تفصیلات نیچے آرہی ہیں۔

علم لدنی

اس صفت عالیہ خصوصیہ میں بھی آپ کو فضل اختصاصی حاصل تھا۔ ابھی معاملات کے بارے میں کسی کے وہم وگمان میں جو باتیں نہیں ہوتی تھیں۔ وہ بآسانی آپ کی زبان دلنشین سے جاری ہو جاتیں۔ جیسے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ کہ آپکی واحد اولاد پاک ایک صاحبزادی سیدہ بی بی جان فاطمہ رض (والدہ ماجدہ قبلہ حضور مفکر اسلام) تھیں۔ مگر قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانی رح

نے اپنی وفات سے پہلے اپنی شہزادی پاک سیدہ بی بی جان فاطمہؒ کو فرمایا بیٹا:
میری وفات کے ٹھیک ایک سال بعد اللہ تعالی اپنی عطائے خاص سے تجھے ایک گوہر نایاب عطا کرے گا۔ وہ میری جا بجا ہوگا۔ اسکا نام سید حسین شاہ رکھنا۔ اور وہی میرا سجادہ نشین بھی ہوگا۔ بعض دفعہ اگر از راہ ہمدردی کسی نے کہ دیا کہ حضور بہت افسوس ہے کہ آپ کی اپنی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ تو آپ جلال کے عالم میں فرماتے جسکا حسین شاہ جیسا نواسہ ہوگا۔ وہ بے اولاد کیوں ہے۔

پھر وقت نے ثابت کیا کہ آپکی وفات کے ٹھیک ایک سال بعد قبلہ حضور مفکر اسلام اپنی مائی صاحبہ کے ہاں تشریف لائے۔

پھر قبلہ حضور مفکر اسلام نے جسطرح اپنا علم، دولت، صحت آپکے مشن اور مزار کی نذر کیا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آج جب انکے مزار پر انوار (جو کہ کسی محل سے کم نہیں) میں داخل ہوں۔ تو پتہ چلتا ہے کہ کسی نے اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت کتنی پاکیزگی اور بے لوثی سے دیا ہے۔ اور سالانہ عرس مبارک پر ہزاروں لوگوں کو علم و نور کے نہ صرف خزانے لوٹائے جاتے ہیں بلکہ زائرین کے لئے کھانے پینے کا ایسا تسلی بخش انتظام ہوتا ہے کہ کروڑوں اولاد نرینہ رکھنے والے ان تمام چیزوں سے نہ صرف محروم ہیں بلکہ آج نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

اولاد مبارک

قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی واحد اولاد آپکی پیاری

اور لاڈلی صاحبزادی سیدہ بی بی جان فاطمہ" تھیں۔قبلہ حضرت صاحب کو اپنی لاڈلی صاحبزادی سے اس قدر پیار تھا۔کہ ان کو ہمیشہ اپنے ساتھ ساتھ رکھتے۔انکی کسی بھی بات کو کبھی نہیں ٹالتے۔اور اتنا پیار دیا کہ کسی باپ نے اپنی بیٹیوں کو اتنا پیار زندگی میں نہیں دیا ہوگا۔

ایک دفعہ حضرت مائی صاحبہ نے بچپن میں فرمایا۔کہ میں نے گڈے گڈی کی شادی کرنی ہے۔اور اسکے لئے جہاں اور بہت ساری چیزوں کی فرمائش کی۔وہاں ڈیڑھ من بنا ہوا گڑ لانے کی بھی فرمائش کی(جو کہ اس زمانے میں بہت بڑی بات تھی)۔چنانچہ حضرت صاحب خود گھوڑی پر سوار ہو کر گوجر خان تشریف لے گئے۔اور گڑ سمیت باقی ساز و سامان لا کے اپنی پیاری صاحبزادی صاحبہ کے سامنے رکھا۔پھر وہ سب آپکی سہیلیوں اور گاؤں کی باقی لڑکیوں میں گڈی گدے کی شادی پر بانٹا گیا۔اسی طرح اس زمانے میں حضرت مائی صاحبہ کی خوشنودی کے لئے قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے آپکی گھوڑی کو سات تولے چاندی کا ہار ڈالا ہوا تھا۔

شادی مبارک:

قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے اپنی پاکیزہ زندگی میں پانچ نکاح فرمائے

کرامات

کرامات کے باب میں لمبی چوڑی تمہید باندھنے کے بجائے آپکی ذات والا صفات کے لئے ایک جملہ کافی ہے۔ جو آپکی خرق عادات واقعات کو بہت اچھی طرح سے بیان کردے گا۔ وہ یہ ہے کہ

جس کسی مرد عورت نے قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کو دیکھا تھا۔ ان میں سے کوئی مرد عورت یہ نہیں کہہ سکا کہ میں نے قبلہ حضرت صاحب کو دیکھا ہے مگر کرامت کوئی نہیں دیکھی ہے۔

بلکہ جس کسی سے ملو وہ آپکی کرامات بیان کرتے وقت تسلسل کو ٹوٹنے ہی نہیں دیتے تھے۔ آپکی تمام کرامات کا احاطہ کرنا تو مجھ جیسے نکمے ان پڑھ شخص کے لئے ممکن ہی نہیں ہے البتہ اپنی بساط کے مطابق جتنی سعی ہو سکی انشاء اللہ کروں گا۔

خاک شفا

قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ ایک دفعہ سفر فرما رہے تھے۔ تو راستے میں ایک جوڑے نے آپ کو روک کر عرض کی کہ حضور شادی ہوئے بہت عرصہ گزر گیا۔ مگر کوئی اولاد نہیں۔ لہذا کچھ نظر کرم فرمائیں۔ قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے اپنی گھوڑی پر بیٹھے بیٹھے فرمایا کوئی کاغذ اور قلم لاؤ تا کہ تعویز لکھ دوں۔ انہوں نے عرض کی کہ یہاں تو کاغذ قلم کہاں۔ تب آپ نے

فرمایا نیچے سے تھوڑی سی مٹی اُٹھا کر دو۔ چنانچہ آپ نے اس مٹی پر دم فرمایا اور دونوں کو دی اور فرمایا کہ اسکو آدھی آدھی کھالو۔ رب تم لوگوں کو انشاء اللہ بیٹا دے گا۔ اسکا نام خاک شفا رکھنا۔ چنانچہ اللہ تعالی نے اگلے سال انکو نہائت خوبصورت بیٹا عطا کیا۔ آجکل راولپنڈی سواں کے قریب ہائیکورٹ کی طرف سڑک جاتی ہے۔ اس طرف ایک خوبصورت مکان بنا ہوا ہے اور خاک شفا کے نام کی تختی لگی ہوئی ہے۔ یہ خاک شفا اسلام آباد کے کسی محکمے سے سیکٹری وغیرہ کی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے تھے۔

ست بھرائی

اس وقت مانکیالہ (گوجر خان کے قریب) کا ایک ہندو خاندان آپکا بہت معتقد تھا۔ وہ لوگ سونے کا کاروبار کیا کرتے تھے مگر خدا کی مرضی انکے ہاں بیس سال گزر جانے کے بعد بھی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک دن دربار شریف حاضری کے بعد اولاد کے لئے عرض کی۔ تو آپ نے دعا فرمائی کہ مولا کریم انکے گھر سات بیٹے عطا فرما۔ تو اسکی بیوی کہنے لگی پیر صاحب ایک بیٹی بھی۔ تب آپ نے فرمایا مولا کریم ایک بیٹی بھی عطا فرما۔ چنانچہ انکے ہاں سات بیٹے اور ایک بیٹی رب نے عطا فرمائی۔ اس لئے اس لڑکی کو ست بھرائی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور بیٹے بہت خوبصورت اور نہایت صحت مند ہونے کی وجہ سے کبڈی کے بہت نامی کھلاڑی تھے۔

تھانیدار کو بیعت کی انوکھی دعوت

قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے اپنی پاکیزہ زندگی میں خود سے صرف دو آدمیوں کو اپنے ساتھ بیعت کرنے کا کہا۔ایک سائیں سماں صاحبؒ (جنکا واقعہ پہلے گزر چکا ہے)اور دوسرے انبالے کے اس وقت کے تھانیدار تھے۔انکا نام مدد علی (بعد میں صرف سائیں مد کہا جاتا تھا)

ایک دفعہ حضرت صاحب کی اس سے ملاقات ہوئی تو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا تم میرے ساتھ بیعت کرو۔تو فوراً اس خیال کے ساتھ ہاتھ آگے بڑھا دیا کہ پہلے کتنی دفعہ یہ کام جو کر چکا ہوں کونسا فرق پڑا ہے۔چنانچہ حضرت صاحب قبلہ نے پہلی بات فرمائی کہ وعدہ کرو آئندہ زنا نہیں کروں گا۔اسنے فورا کہا یہ کام نہ کہیں اور جو کچھ حکم کریں گے ضرور کروں گا۔تو آپؒ نے اسکا ہاتھ چھوڑتے ہوئے فرمایا۔اگر تم اپنے باپ کے بیٹے ہوئے تو کر کے دکھانا اور میں اپنے باپ کا بیٹا ہوا تو تجھے نہیں کرنے دوں گا۔

اصل میں اس تھانیدار کے کسی خاتون کے ساتھ ناجائز مراسم تھے۔لہذا وہ یہ بیعت کرنے کے بعد حسب سابق ٹانگہ منگوا کر اسکے ہاں گیا۔تو جب گیٹ پر پہنچا تو اچانک دیکھا حضرت صاحب سامنے کھڑے ہیں ۔اور پھر غائب ہو گئے۔کچھ گھبرایا۔مگر وہم گمان کر کے اندر چلا گیا۔جب کمرے کے اندر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے کھڑے ہیں۔آپ نے فرمایا۔میں نے تجھے منع کیا تھا۔کہ یہ کام اب نہیں کرنا۔اور زناٹے کا ایک تھپڑ مارا۔تو وہ زمین پر جا

گرا۔اور بے ہوش ہو گیا۔پھر آپ غائب ہو گئے۔جب اسے ہوش آیا تو اسنے کہا کہ مجھے سواری منگوا کر دو۔پھر وہ سیدھا جنڈ شریف پہنچا۔راستے میں اسنے اپنا استعفیٰ لکھ کر دیا اور کہا کہ تھانے میں جا کر دے دینا۔جونہی دربار شریف کے دروازے پر پہنچا۔آگے حضرت صاحب بیٹھے وظائف پڑھ رہے تھے۔جب آپ کی نظر پڑھی فرمایا کہ میں نے کہا تھا۔کہ اب کر کے دکھانا۔تو کرتے ناں؟ اسنے قدموں میں گر کر معافی مانگی۔پھر قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا۔جاؤ اور غسل کر کے آؤ۔جب واپس آیا۔تو آپ اکیلے میں لے کر گئے اور پھر حکم دیا کہ فلاں جگہ جو درخت ہے اسکے نیچے بیٹھ جاؤ۔چنانچہ وہ وہاں جا کر اپنی عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گیا اور پھر کچھ عرصہ بعد وہ مجذوب ہو گئے تھے۔اور پھر ایسی حالت ہو گئی تھی کہ زبان سے جو بات بھی نکل جاتی رب تعالیٰ اپنے فضل سے پوری فرما دیتے تھے۔

وہ خود فرماتے تھے۔مجھے کوئی وعظ نہیں فرمایا۔بس ایک تھپڑ لگا تو دل ہر برائی سے پاک ہو گیا۔سوچوں کی برائیاں جاتی رہیں عمل کی برائیاں جاتی رہیں۔

پانی کا راستہ بدلنا

گوجر خان کے نواحی علاقے پروج میں قبلہ حضرت صاحب کے ایک مرید بابا فیروز صاحب (انہی کے نام پر دراصل گاؤں ہے جسے بعد میں بدل کر پروج کر دیا گیا) کی زمین برساتی نالہ بہا کر لے گیا تھا۔اور اسکا رخ اسکی

برائی سے پاک ہو گیا۔سوچوں کی برائیاں جاتی رہیں عمل کی برائیاں جاتی رہیں۔

پانی کا راستہ بدلنا

گوجر خان کے نواحی علاقے پروج میں قبلہ حضرت صاحب کے ایک مرید بابا فیروز صاحب (انہی کے نام پر دراصل گاؤں ہے جسے بعد میں بدل کر پروج کر دیا گیا) کی زمین برساتی نالہ بہا کر لے گیا تھا۔اور اسکا رخ اسکی زمینوں کی طرف کرلیا تھا۔وہ شخص آکر بہت رویا۔کہ اگر ساری زمین چلی گئ پانی میں تو ہم لوگ کھائیں گے کہاں سے؟ جس پر قبلہ حضرت صاحب نے کافی تسلی دی اور فرمایا مجھے اس جگہ پر لے چلو۔وہاں پہنچ کر فرمایا کہ لکڑی کا ایک بالا لے آؤ۔چنانچہ بالا (شیشم کی لکڑی کا ایک بڑا ٹکڑا) لے کر آپ نے جہاں اسکی زمین شروع ہوتی تھی اس سے کچھ فاصلے پر گڑھا کھدوا کر وہ بالا اسمیں 'یا حیدر کرار' فرماتے ہوئے گاڑھ دیا (بعد میں وہ پھوٹ کر درخت بن گیا ہے) اور واپس گھر کی طرف چل پڑے۔مرید نے گھر چل کر خدمت کرنے کی عرض پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر پانی اس بالے سے اندر تیری زمینوں کی طرف سے گزر گیا تو پھر کوئی اور مرشد تلاش کر لینا اور اگر پانی بالنے کے دوسری طرف سے گزرنا شروع ہو گیا تو پھر میرے پاس بے شک آجانا۔چنانچہ اسکے بعد سے لے کر آجتک پانی اس لکڑی (یعنی وہ درخت) سے اس طرف کبھی نہیں آیا۔اور آج بھی وہ شیشم کا درخت وہاں موجود ہے اور اہل علاقہ اچھی طرح سے اس واقعے کو

کنویں کا پانی بیماری کا علاج

ایک مرتبہ قبلہ حضرت صاحبؒ اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر مسہ کسوال کے راستے دریالہ خاکی (تحصیل گوجر خان کے نواحی گاؤں) جا رہے تھے۔ تو گاؤں کے قریب ایک برساتی نالے کے پاس جب آپ کی سواری پہنچی تو کچھ لوگوں نے ملنے کے بعد شکایت کی کہ گلہڑ کی بیماری بہت ہو رہی ہے اور ہاضمے کی بھی شکایت ہے۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ جہاں میری گھوڑی کھڑی ہے اسکے نیچے کنواں کھود دو اور اس کنوے کا پانی جو بھی استعمال کرے گا اسکو اللہ تعالی اپنے فضل سے دونوں بیماریوں سے نجات عطا فرمائے گا۔ چنانچہ تب سے لے کر آج تک وہ کنواں موجود ہے اور اسکا پانی نمکین بھی ہے اور ہاضمے کے لیے نہایت مفید ہے اور اسکے پینے سے گلہڑ کی بیماری بھی کبھی نہیں ہوتی۔

قرآن پاک میں ہے کہ یعنی میرے یار کے مشن کے لئے جو سوار نکلے۔ اسکی قسم نہیں اسکے گھوڑے کی قسم نہیں۔ اسکے پاؤں کی نہیں۔ بلکہ پاؤں کے نیچے آنے والی مٹی کی قسم کھائی۔ مطلب جسکا تعلق رب سے ہو جائے اسکی ہر شے کا تعلق بھی رب سے بن جاتا ہے۔

مریدین خاص

آپکے مریدوں میں بلا کا درد، عشق، محبت کے پیکر خاص، مظہر تجلیات کے روشن ستارے تھے۔ انکی مجلس کرنے سے پتہ چلتا تھا کہ کسی صاحب درد کی

نگاہ خاص نے ان شخصیتوں میں کوئی ایسی کشش ڈال دی ہے۔ کہ ان سے جدا ہونے کا دل نہیں کرتا تھا۔ وہ لوگ جب حضرت صاحب کا ذکر پاک چھیڑتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات بہنے لگتیں۔ آپ کا نام زبان پر لاتے وقت ہچکیاں لگ جاتیں۔ اور حضرت صاحب کی کرامات کو سناتے وقت ان کی کرامات کی لڑیوں کا تسلسل ٹوٹنے ہی نہ دیتے۔ غرضیکہ آپ اگر ساری رات انکے پاس بیٹھے رہیں تو وہ ساری رات آپ کو حضرت صاحب کی کرامات سناتے رہتے۔ مگر تھکنے کا نام نہ لیتے۔ ان لوگوں سے کسی بھی موضوع پر بات کریں وہ اس موضوع میں سے کوئی نہ کوئی بات اپنے حضرت صاحب کی نکال لیتے۔ اور انکا ذکر خیر چھیڑ دیتے۔ اور جب قبلہ حضرت صاحب کا حلیہ بیان کرتے تو پتہ چلتا کہ کسی انسان کا نہیں بلکہ کسی فرشتے کا حلیہ بیان کر رہے ہیں۔

لخت جگر کی دادرسی

ایک دفعہ آپکی پیاری اور لاڈلی صاحبزادی اور لخت جگر سیدہ بی بی جان فاطمہؒ کا سونے کا چار گل گم ہو گیا۔ تو آپ نے پریشانی کے عالم میں مغرب کے بعد چھت پر چڑھ کر اپنے والد گرامی کو یاد کر کے فریاد کی۔ تو اسی رات جب آپ محو خواب تھیں تو اپنے والد حضور تشریف لائے اور فرمایا بیٹا پریشان مت ہو۔ تم یہ یہاں جنڈ شریف میں بھول گئی تھیں میں نے وہ تمہارے گھر جو تمہاری ساس صاحبہ کی رضائی ہے اسکے کونے میں رکھ دیا ہے۔

چنانچہ جب آپ صبح بیدار ہوئیں تو پوچھا کہ وہ رضائی کہاں ہے تو پتہ چلا

کہ وہ رضائی آپکے خادم سائیں قائم کے پاس ہے۔ جب ان سے وہ رضائی مانگی گئی تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ (کیونکہ انکو حضور غوث پاکؒ نے کسی حکمت کے تحت فرمایا تھا کہ یہ کسی کو مت دینا)۔ مگر پھر انکو یقین دلایا گیا کہ آپ کو واپس کر دیں گے۔ صرف کچھ اس میں چیک کرنا ہے۔ لہذا جب اسکے کونے کو کھولا گیا تو واقعی وہ چار گل اس میں ہی پڑا تھا۔

شیخ کی عملی تصویر

تحصیل گوجر خان کے علاقے ساگری کے رہنے والے آپکے ایک مرید جنکا نام امیر علی تھا۔ رابطہ شیخ میں ایسے کامل تھے کہ زندگی کے ہر شعبے میں اپنے پیر ومرشد کی زندگی کو نمونے کے طور پر مشعل راہ بنایا۔ انکی گفتگو سے صاف طور پر پتہ چلتا تھا کہ اس شخص کی زبان پر جو درد جاری ہے وہ کسی صاحب درد نے کمال دردمندی سے عطا کیا ہے۔ انھیں باتوں کا اثر تھا کہ سائیں امیر علی صاحب جب اپنی زندگی کے آخرے حصے میں پہنچے تو انکی شکل وصورت اپنے مرشد کامل کی طرح ہو چکی تھی۔ بال (جو کہ ساری زندگی سیدھے تھے) بھی سخت گھنگریالے ہو گئے تھے۔ یعنی اپنے شیخ سے انتہائی وابستگی وعقیدت اور شیخ کامل کی توجہ خاص نے سائیں امیر علی صاحبکو اپنے مرشد کامل کی عملی تصویر بنا کے چھوڑ دیا تھا۔

جیسا کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے زمانے میں ایک یہودی عورت نے مسلمانوں سے کہا کہ میں تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ تو کسی مسلمان نے کہا کہ اے خاتون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس دنیا

سے پردہ فرما گئے ہیں مگر آؤ میں تجھے انکے امتی محمد سے ملواتا ہوں۔ چنانچہ جب اسکی نظر حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے چہرے پر پڑی تو دیکھا کہ نور کی تجلیات سے چہرہ مہتاب کی طرح چمک رہا ہے تو فوراً پکار اٹھی کہ اگر امتی محمد کا یہ حال ہے تو نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم کیا ہوگا۔ چنانچہ وہ کلمہ توحید پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔

اسکا مطلب انسان پر ایک وقت ایسا آتا ہے۔ کہ وہ اپنے مرشد، ھادی، راہنما کی محبت وعشق میں ایسا ڈوبتا ہے کہ وہ اس ہستی کا مظہر بن جاتا ہے

رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی
رانجھا رانجھا سدو مینو ہور نہ سدو کوئی
میں رانجھے وچ رانجھا میں وچ غیر خیال نہ کوئی
میں نہیں اوہ آپ ہے اپنی آپ کرے دلجوئی

دعائے مفکر اسلام بوسیلۂ نانا جان

راقم کا ویزے کا کیس نامنظور ہوا۔ تو میں قبلہ حضور مفکر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وکیل سے کہو کہ وہ اپیل کرے۔ اور ساتھ ہی آپ نے اپنے گورے گورے ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے۔ اور بغیر کسی تمہید کے ایک جملہ فرمایا:

”اے مولا کریم اگر تیری بارگاہ میں حضرت پیر سید عالم شاہ صاحبؒ کی کوئی قدرو منزلت ہے۔ تو اس کا ویزہ اپنی بارگاہ سے انکی برکت سے عطا کر“

بس خدا کا کرنا واقعی ایسا ہوا کہ دو مہینے بعد میرا ویزہ لگ کر آ گیا۔

عشق ومحبت کا آخری وعدہ

قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ اپنی پاک زندگی کے آخری ایام میں ایک دن گھر میں تشریف فرما تھے کہ کچھ لوگ بیعت کرنے کے لئے آئے۔تب آپ نے اپنے مین گیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ جو سائیں چھیکڑی (انکا اصلی نام معلوم نہیں ہوسکا مگر تمام لوگ انکو اسی نام جو حضرت صاحب نے دیا تھا سے پہچانتے تھے) آرہا ہے میرے ساتھ بیعت کرنے والا آخری بندہ ہے باقی کسی کی بیعت میرے ساتھ نہیں ہے۔اسکے بعد آپ نے انکو بیعت فرمایا۔

بیعت کرنے کے بعد وہ جذب کی خاص کیفیت میں رہنے لگے ایک دفعہ وہ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ انکے گھر میں آگ لگ گئی۔

سب لوگ بھاگ کر گھر سے باہر نکل گئے۔تمام لوگوں نے باہر سے شور مچانا شروع کر دیا کہ آگ لگ گئی ہے باہر آجاؤ۔مگر وہ نماز میں اسی طرح مشغول رہے جونہی انہوں نے دائیں طرف سلام پھیرا دائیں طرف سے آگ بجھ گئی اور جب بائیں طرف سلام پھیرا تو بائیں طرف سے آگ بجھ گئی۔

اسکا مطلب شیخ کامل مریدوں کے اندرونی اور بیرونی حالات رب تعالی کے فضل سے بدل دیتا ہے جسکا اظہار وقت آنے پر ہو جایا کرتا ہے۔جیسا کہ ایک دفعہ ایک بد بخت بدو نے راستے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

دفعہ وہ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ انکے گھر میں آگ لگ گئی۔

سب لوگ بھاگ کر گھر سے باہر نکل گئے۔ تمام لوگوں نے باہر سے شور مچانا شروع کر دیا کہ آگ لگ گئی ہے باہر آ جاؤ۔ مگر وہ نماز میں اسی طرح مشغول رہے جونہی انہوں نے دائیں طرف سلام پھیرا دائیں طرف سے آگ بجھ گئی اور جب بائیں طرف سلام پھیرا تو بائیں طرف سے آگ بجھ گئی۔

اسکا مطلب شیخ کامل مریدوں کے اندرونی اور بیرونی حالات رب تعالی کے فضل سے بدل دیتا ہے جسکا اظہار وقت آنے پر ہو جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک دفعہ ایک بد بخت بدو نے راستے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ بتائیں کہ میری اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ انور پھیر لیا تب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسکو ایک طرف دھکیلتے ہوئے لے گئے اور دور لے جا کر فرمایا سن او بد بخت تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی گھٹیا باتیں پوچھتا ہے میں بتاتا ہوں کہ اسکے پیٹ میں تیرا بچہ ہے تو نے خود اسکے ساتھ بدفعلی کی ہے

(تفسیر کبیر)

حضور قبلہ مفکر اسلام، شیخ القرآن والحدیث
شہزادہ غوث الاعظم علامہ ڈاکٹر
پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی

مرشد کامل حجۃ الاسلام، استاذ الاساتذہ، فقیہ العصر، نابغہ عالم، محقق زماں، بابائے منطق وبلاغت، صرف ونحو کے رازدار حقیقی، راہبرِ کاملاں، عارفِ باللہ حضور قبلہ مفکر اسلام، شیخ القرآن والحدیث، محدث عالم اسلام، شہزادہ غوث الاعظم علامہ ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی ایک ایسی ہستی کہ جن کے نورانی مکھڑے میں نورِ والضحیٰ کی نورانیت نظر آتی ہے۔ جنکی آنکھوں کے مست مست ڈوروں میں شبیہ ماذاغ البصر نظر آتی ہے۔ جنکی آنکھوں سے ٹپکنے والے موتیوں میں امام زین العابدینؓ کی غمگساری نظر آتی ہے۔ جنکی من موہنی زلفوں میں تصویر ولیل نظر آتی ہے۔ جنکی زبان میں عرفانِ حیدری کی طغیانی اپنے جوبنوں پر نظر آتی ہے۔ جنکی آواز کی لے میں دردِ داودی کی کاٹ نظر آتی ہے۔ جنکے کلام کی تاثیر میں کلیم اللہ کی مٹھاس نظر آتی ہے۔ جنکی صحبت میں عشق اہل بیت وصحابہ کی خیرات نظر آتی ہے۔ انکی پیری میں زلیخا کی جوانی نظر آتی ہے۔ اور پھر وہ مفسر ایسے ہیں کہ علم تفسیر پر دسترس رکھنے والے انھیں استاد کل مانتے ہیں ۔ محدث ایسے کہ علم حدیث کے غوطہ زنوں کے پیچیدہ مسائل کو چشم زدن میں حل

فرمادیتے ہیں۔ منطقی ایسے کہ علم منطق بھی جن پہ ناز کرتی ہے۔ صرفی ونحوی ایسے کہ سننے والوں کو ماننا پڑتا ہے کہ علوم وارث مرتضوی کے امام العصر ہیں۔ بلاغی ایسے کہ علم بلاغت جنکی انگلیوں پر رقص کرتا نظر آتا ہے۔ فقیہ ایسے کہ جب علم فقہ پر گفتگو فرماتے ہیں تو عصرِ حاضر کے امام ابو حنیفہ نظر آتے ہیں۔ عارف ایسے کہ لوگوں کے خاموش رہنے پر انکے دلوں کی بات کہہ دیتے ہیں۔ اور جب سیرت پاکؐ کا کوئی واقعہ بیان فرما رہے ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ اپنے مشاہدات بیان فرما رہے ہیں۔ غرضیکہ اسلام کے چودہ معیاری علوم پر اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اور سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت سے اور حضور غوث الاعظمؒ کی روحانی توجہ سے مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ کیونکہ

مثل صورت وسیرت حضور غوث الاعظم پیرانِ پیر دستگیر محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینیؒ، وارثِ علومِ باب مدینۃ العلم حضرت مولا مرتضی شیر خدا علیہ السلام، کردارِ شبابِ اھل جنتو شبیہ مصطفے سیدنا حسنین کریمین علیہ السلام، لاڈلا بضعۃ منی جان مصطفے سیدہ کائنات قطب اول سیدہ فاطمۃ الزھرہ سلام اللہ علیھا، نواسہ امام الانبیاء ومسلمہِ اول طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبری سلام اللہ علیھا۔ میری مراد قبلہ حضور مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی ہیں۔

پیدائش مبارک

قبلہ حضور مفکر اسلام ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی اپنے

والد گرامی قبلہ حضور پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کے گھر ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ کو گوجر خان کے نواحی قصبے جنڈ گجر شریف میں پیدا ہوئے۔ آپکی پیدائش کی خوشی میں قبلہ حضور پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ نے اپنے سارے علاقے کو آپکے شاندار عقیقے میں مدعو کیا۔ اور اپنے قریبی رشتہ داروں اور خادموں کو نئے کپڑے آپ کی پیدائش کی خوشی میں دئے گئے۔

دو ناموں کی وجہ تسمیہ

قبلہ حضور مفکر اسلام کے دو نام مشہور ہیں۔ اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپکے نانا مکرم قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ نے آپکی پیدائش سے ایک سال پہلے اپنی اکلوتی اولاد مبارک کو فرمایا تھا کہ اے میری پیاری صاحبزادی غوث پاکؓ کی لاڈلی میرا وقت اب ختم ہو چکا اور میری وفات کے ایک سال بعد رب تعالی تجھے ایک دیدہ ور بیٹا عطا کرے گا۔ وہ میرا جانشین ہوگا اسکا نام سید حسین شاہ رکھنا۔ چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپکی والدہ ماجدہ غوث پاکؓ کا چین سیدہ جان بی بی فاطمہؓ نے آپکا نام سید حسین شاہ رکھا (مگر آپ پیار سے آپکو شہنشاہ کہہ کر بھی پکارا کرتیں تھیں)۔ اسی لئے قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کے سلسلے کے مرید آپکو اسی نام سے جانتے ہیں۔

دوسری طرف آپکے والد مکرم قبلہ حضرت پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کو جب حضور غوث پاکؓ کی طرف سے حکم ہوا (واقعہ پہلے گزر چکا ہے)۔ کہ اب جو بیٹا آپ کے ہاں پیدا ہوگا اسکا نام میرے نام پر رکھو۔ آپ

نے نام سید غلام عبدالقادر جیلانی رکھا۔ پھر دوبارہ حضور غوث پاک پیران پیر میراں محی الدین حضرت پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ نے حکماً فرمایا کہ اس بچے کا نام میرے نام پر رکھو۔ اسی لئے آپکا نام پھر سید عبدالقادر جیلانیؒ رکھا گیا۔ اسطرح آپ اپنے والد صاحب کے سلسلے کے مریدوں میں اسی نام سے مشہور ہوئے۔ جیسا کہ حضرت مولا علی شیر خداؓ کے دو نام تھے۔

بچپن سے عبادت و ریاضت

چونکہ قبلہ حضور مفکر اسلام کے والد گرامی نے بچپن سے ہی آپکو اپنے ساتھ رکھا۔ اور تین سال کی عمر سے ہی آپ کو اپنے ہاتھوں سے وضو کرانا، کھانا کھلانا اور اپنے ساتھ نماز پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ قبلہ حضور مفکر اسلام بچپن سے ہی قدرتی طور پر بلا کے ذہین تھے۔ جسکی وجہ سے جو کچھ والد گرامی وظائف پڑھتے آپ سن سن کر یاد کر چکے تھے جسکی وجہ سے والد گرامی نے آپ کو وظائف بھی دینے شروع کر دیئے تھے۔ کچھ عرصہ بعد والد گرامی قبلہ نے آپ کو ۴۱ دن کا ایک چلہ کٹوایا۔ تو اسکے فوراً بعد راقم کے گاؤں کے کچھ لوگ آئے اور عرض کی کہ ایک لڑکی (مائی شاد بیگم) جسکی دونوں ٹانگیں اور بازو آپس میں جڑ چکے ہیں۔ مہربانی فرما کر چلیں۔ چنانچہ بڑے حضرت صاحب قبلہ نے آپ کو فرمایا بیٹا جاؤ اور اس لڑکی کو تین پھونکیں مارنا۔ اور واپس آجانا۔ آپ نے واقعی ہی ایسے کیا جب اگلی دفعہ آپ دوبارہ تین پھونکیں مارنے کے لئے بھیجے گئے تو آپ فرماتے ہیں کہ وہ لڑکی چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر آپ نے اسی طرح دم فرمایا۔ اور

واپس تشریف لے آئے۔ جب تیسری اور آخری دفعہ تشریف لے کر گئے تو وہ الحمد للہ اپنے صحن میں جھاڑو لگا رہی تھی۔ واپس آ کر آپ نے والد گرامی سے عرض کی ابو جی یہ کیا ماجرا تھا۔ تب والد گرامی نے فرمایا بیٹا وہ جو تم نے چلہ کاٹا تھا یہ اسکا نتیجہ ہے اور میں نے جان بوجھ کر تمہیں بھیجا تا کہ تم خود اسکا تجربہ کر سکو۔ کہیں بعد میں تمہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ اس دم درود سے کچھ نہیں ہوتا۔ تو تمہیں پہلے سے پتہ ہو کہ اس میں کس قدر سچائی ہے۔ آج اس مائی شاد بیگم کے پوتے پوتیاں اور دوہتے دوہتیاں موجود ہیں۔

اسی طرح جب آپ نے سکول جانا شروع کیا تو ایک دن سکول کے ایک سکھ ماسٹر جوالا سنگھ کو سخت سر کا درد شروع ہو گیا۔ یہ شکایت اسکو کافی عرصے سے تھی۔ تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے پاس جا کر فرمایا ماسٹر صاحب آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ کو دم ڈالتا ہوں انشاء اللہ درد کا نام ونشان نہیں رہے گا۔ ماسٹر صاحب کہنے لگے صاحبزادہ صاحب آپ تو ابھی بہت چھوٹے ہیں آپ کو کیا معلوم دم درود کیسے ڈالتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ماسٹر صاحب سیدوں کے بچے چھوٹے ہو کر بھی چھوٹے نہیں ہوتے۔ چنانچہ آپکا جملہ سن کے ماسٹر صاحبکو دلی سکون سا میسر آیا۔ اور اپنا سر آگے کر دیا۔ قبلہ حضور مفکر اسلام نے لے کر مولا کا نام دم فرمایا تو ماسٹر جوالا سنگھ فوراً کہنے لگا صاحبزادہ صاحب درد تو واقعی ختم ہو گیا ہے۔ ساتھ ہی کہنے لگا میں مان گیا ہوں کہ سیدوں کے بچے چھوٹے ہو کر بھی چھوٹے نہیں ہوتے۔ اسکے بعد آپ کو کرسی پر بٹھایا جاتا رہا۔ اور سب

اساتذہ کرام آپکی بے حد عزت وتوقیر کرتے۔اور آپ کے ہم جماعت بچے آپکا بستہ اُٹھانے کے لئے اس یقین کے ساتھ باریاں لگاتے۔کہ جو بچہ بھی آپکا بستہ اٹھائے گا وہ انشاءاللہ ضرور سالانہ امتحان میں کامیاب ہوجائے گا۔

بیعت طریقت

قبلہ حضور مفکر اور آپ کے چھوٹے بھائی سید قربان شاہ صاحبؒ نے ایک دن عصر کی نماز کے بعد اپنے گاؤں کی مسجد میں (جبکہ والدگرامی ایک ستون کے ساتھ تشریف فرما تھے) بیعت فرمائی۔

اسکے بعد آپ نے ساری زندگی کبھی بھی تجدید بیعت نہیں فرمائی۔اسلئے آپ اکثر فرماتے ہیں کہ میں قرآن پر حلفاً ہاتھ رکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنا یہ ہاتھ اپنے والدگرامی کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں بیعت کی غرض سے نہیں دیا۔البتہ مجھے کئی دوسرے سلاسل کے بزرگوں نے خود خلافت دی اور انکے سلسلے میں بیعت کرنے کی اجازت بھی دی۔مگر میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی کسی کو اپنے سلسلے کے علاوہ کسی اور سلسلے میں بیعت نہیں کی۔کیونکہ جس کو جو ملا ہے وہ ہمارے گھر سے ملا ہے۔اسی طرح دوران قیام مکہ و مدینہ کئی سلاسل کے شیوخ نے مجھے خلافت دی۔

اسی طرح ڈھانگری شریف سے اور محدث ہزاروی سے بھی آپ کو خلافت دی گئی تھی۔(یادرکھیے گا مانگنے اور خود دینے میں بہت فرق ہے۔)

آپ کے بچپن سے لے کر آجتک کوئی ایک آپ کا مرید یہ نہیں کہہ سکے

گا کہ آپ نے کسی شخص کو بھی اپنے بزرگوں کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر بیعت کیا ہو۔اور پھر آپکا کوئی خلیفہ یا مرید جس کو تھوڑا یا زیادہ روحانی فیض ملا ہے وہ برملا کہے گا کہ جو کچھ بھی مجھ پر نوازشات ہوئی ہیں وہ آپکے بزرگوں کے طفیل ہی ہوئی ہیں۔

سکول میں اعلی کارکردگی اور والد گرامی کی روشن نگاہی

جب قبلہ حضور مفکر اسلام نے اپنے سکول میں جماعت پنجم میں ضلع بھر میں اول پوزیشن حاصل کی تو (حالانکہ سکول شروع کرنے سے پہلے آپ نے مقامی علماء سے اکتساب فیض حاصل کرنا شروع کر دیا تھا) آپ کے والد گرامی، ولی کامل کی روشن ضمیری اور دوررس نگاہوں نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے اپنی اولاد میں سے سب سے زیادہ ہونہار، حسین و جمیل، اعلی صلاحیتوں والا یہ بیٹا دیا ہے۔ چنانچہ میں اسے رب کے سچے دین کے لئے وقف کروں گا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ کہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔

قبلہ حضرت پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ نے اپنے بیٹے کو فرمایا اے بیٹے میں نے اپنے سب بیٹوں کو علم دین حاصل کرنے کے لئے بھیجا

مگر وہ واپس آ گئے (تب قبلہ حضور مفکر اسلام نے دل میں تہیہ کر لیا کہ اگر علم دین حاصل کر سکا تو واپس گھر جاؤں گا ورنہ واپس کبھی نہیں جاؤں گا)۔ اب تم علم دین کو اس طرح حاصل کرو

کہ اگر میرا جنازہ تمہارے مدرسے کے باہر سے گزرے تو تمہیں اپنے دینی سبق چھوڑ کر میرے جنازے میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہوگی

چنانچے آج امت مسلمہ اس کامل اخلاص نیت کا پھل قبلہ حضور مفکر اسلام کی شکل میں دیکھ رہی ہے۔

علوم دینیہ کا حصول

جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے سکول کی عمر تک پہنچنے سے قبل ہی مقامی علماء سے اکتساب علم دین شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب چہاری بنگلہ (مندرہ تحصیل گوجر خان) میں حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؒ سے بہت قلیل عرصے میں پڑھنے کے بعد اپنے وقت کے کامل اساتذہ سے کسب کمال حاصل کیا۔

قبلہ حضور مفکر اسلام نے کامرے (یہ چھوٹا کامرہ ہے) والے مشہور زمانہ استاد (جو کہ کامرہ والے بابا کے نام سے مشہور تھے) سے کامرہ میں نحو ،صرف، ادب اور اور دینی نصاب کی دوسری کتابیں پڑھیں۔ ایک دفعہ قبلہ حضرت مفکر اسلام نے آپ سے آپکا نام پوچھا تو استاد کہنے لگے میرا نام محمد حسین ہے۔ میرا یہ نام زندگی میں ایک اور شخص (قبلہ حضور مفکر اسلام

فرماتے ہیں وہ دوسرا شخص جسکو استادوں کا نام معلوم تھا اسے لاہوری استاد کہتے تھے) نے پوچھا تھا اور دوسرے شاہ صاحب آپ ہیں کامرے والے استادوں کے پاس جنات بھی پڑھتے رہے ہیں۔طالب علم ایک بوٹی کاٹ کر استادوں کے لئے لاتے تھے۔ایک دفعہ ایک طالب علم کہنے لگا یہ سب کی گٹھیاں ایک جگہ رکھ دو اور تم جاؤ یہ میں کسی طریقے سے لے آتا ہوں۔چنانچہ سب کچھ اکھٹا کر کے اپنے سر پر رکھ کر طالب علموں کے پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔تب سب لوگ کہنے لگے تم تو کوئی جن ہو سکتے ہو انسان تو ایسا نہیں کر سکتا۔جب اسکو پتہ چلا کہ بات کھل گئی ہے تو وہ استادوں سے اجازت لے کر چلا گیا۔

کامرے والے استاد بارہ مہینے چارپائی مسجد میں رکھتے۔رات کو طالب علم مسجد میں گھاس پر سوتے تھے۔ذرا کسی طالب علم کے پہلو بدلنے کی آواز آئی۔تو استاد فوراً اُٹھ کر اسکے پاس چلے جاتے۔اور پوچھتے طالب جی سب خیریت ہے۔اسی طرح دن رات ماں کی طرح سب طالب علموں کا خیال رکھتے۔ ۸۳ سال تک ایک جگہ بیٹھ کر پڑھایا۔مگر ایک دن ناغہ نہیں کیا۔ناشتہ،کھانا گھر سے منگوا کر مسجد میں ہی کھالیا کرتے تھے۔

شروع میں استادوں کی کچھ آمدنی نہیں تھی۔اور آپ ایک غریب خاندان کے بندے تھے۔لہذا ایک دن قبلہ حضور مفکر اسلام نے پوچھا کہ استاد جی آپکی تعلیم کی ابتدا کیسے ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے مقامی استادوں سے پڑھا۔پڑھنے میں کافی شاہ زور تھا اسلئے کافی جلدی میں نے اپنا مقصد حاصل

کرلیا۔ پھر گھر والوں نے اصرار کیا کہ کچھ کما کر لاؤ۔ تا کہ غربت دور ہو۔ جس پر میں لاہور آ گیا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ کسی مسجد میں کام نہ ملنے کی وجہ سے میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ جانوروں کی منڈی میں آئندہ دلالی کیا کروں گا۔ تا کہ کچھ آمدن ہو۔ پھر دوسرے دن میں جا رہا تھا کہ ایک درویش نے میرا نام لے کر بلایا۔ اسکے حلیے سے اندازہ ہوا کہ کوئی اللہ والا ہے اور روشن ضمیر ہے۔

وہ بزرگ فرمانے لگے محمد حسینا کیوں وقت ضائع کر رہا ہے۔ جا کر دین کا کام کر۔ جو کچھ پڑھا ہے جتنا پڑھا ہے۔ کافی ہے۔ خبردار یہ دلالی کا کام مت کرنا۔ میں نے عرض کی گھر کھانے کے لئے کچھ نہیں۔ میں کیا کروں۔ تو وہ بزرگ فرمانے لگے میں دعا کروں گا رب تیرے حالات بدل دے گا انشاء اللہ۔ تم حکمت کیا کرو۔ میں نے عرض کی یہ تو میں نے پڑھی ہی نہیں ہے تو کیسے حکمت کروں۔ اس پر وہ فرمانے لگے۔ تم ایسا کرنا کہ کیکر، پلائی اور دریک کی پھلیاں اتار کر انکو کاڑھ کر اسکا شربت بنا لینا۔ پھر سب کا شربت مکس کر لینا۔ پھر اسی کیکر ، پلائی اور دریک کی جڑیں نکالنا۔ اور انکو بھی کاڑھ کر انکا شربت بنا لینا۔ پھر سبکو مکس کر لینا۔ پھر اس میں میٹھا ڈال لینا۔ پھر تم نے جو ڈالیاں اور جڑیں جنکو کاڑھ کر شربت بنایا تھا۔ انکو نکال کر اچھی طرح پیس کر انکا سفوف بنا کر بوتل میں ڈال لینا۔ جو بھی بیمار ہو اسکو یہی دو۔ جسکو جو بھی بیماری ہو اسکو یہی سفوف اور شربت دو۔ مولا کریم نے چاہا تو سب کو شفا ہو گی۔ اسکے بعد استاد فرماتے تھے کہ آج جو کچھ بھی میرے پاس (زمینیں، ٹرک، پٹرول پمپ وغیرہ) ہے۔ وہ اللہ اور اسکے

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس درویش کی دعا سے ہے۔

قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں جب میں پڑھنے کے لئے گیا تو آپ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ جونہی میں آپکے پاس پہنچا۔ تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے۔ طالب جی آپ، غوث پاک کی اولاد سے ہیں۔ میں نے کہا جی میں حضور غوث پاک کی اولاد سے ہوں۔ فرمانے لگے ابھی ابھی خواب میں اس حلیے (یہ حلیہ اصل میں آپکے والد گرامی حضرت پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ کا تھا) کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ انہوں نے آپکے بارے میں تاکید کی ہے۔ کہ آپ کو طالب سمجھ کر نہیں پیر سمجھ کر پڑھانا ہے کیونکہ آپ حضور غوث پاکؓ کے بیٹے ہیں۔

استاد فرمانے لگے طالب جی یہاں روٹی کی کافی دقت ہے میں نے کہا جیسے بھی ہے میں گزارا کر لوں گا۔ اللہ کی شان روٹی مانگنے کی ڈیوٹی بھی میری لگی۔ (سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے)۔ جب میں جاتا تو عورتوں کو پتہ چل گیا کہ یہ حضور غوث پاکؓ کی اولاد سے ہیں۔ وہ تعویذ کراتیں اور نذرانے دیتیں اور کھانے کو بھی بہت اچھا دیتیں۔ جب وہ سب چیزیں میں لے کر آتا۔ تو سب طالب علم بہت خوش ہو جاتے۔ اور کہتے شاہ صاحب آپکی وجہ سے کھانا بہت اچھا ملنا شروع ہو گیا ہے۔ خدا آپ کو سب سے اچھا عالم بنائے۔ اسطرح یہ سلسلہ چلتا رہا۔

استادوں کا پانی بھرنے اور اُپلے لگانے کے لئے اکثر ڈیوٹی ایک

طالب علم کی لگتی جسے کونشی استاد کہتے تھے۔ وہ جان بوجھ کر استادوں کے گھڑے توڑ دیتا۔ اور اُپلےء بھی صحیح نہ لگاتا۔ تاکہ استاد میری ڈیوٹی نہ لگائیں۔ جس پر ایک دن میں نے استادوں سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں یہ کام کیا کروں گا۔ جس پر انہوں نے فرمایا آپ سید ہیں میں ہرگز آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ جس پر میں نے کہا کہ میں آپ کا نقصان ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ لہٰذا مہربانی فرمائیں اور اجازت فرمائیں۔ میں یہ کام اپنی مرضی سے کرنا چاہتا ہوں۔ خیر کافی بحث کے بعد استادوں نے بادل نخواستہ اجازت دے دی۔ پھر میں نے یہ دونوں کام کرنے شروع کر دیئے۔ ایک دن استادوں کی آنکھوں میں مجھے دیکھ کر آنسو آ گئے اور فرمانے لگے پیر بابا ایک دن آئے گا کہ دنیا میں آپ کے برابر کا عالم کوئی نہیں ہوگا اور لوگ آپکا پانی بھرا کریں گے۔ پھر میں نے جو کتابیں لوگ چھ چھ سال لگا کر پڑھتے تھے۔ میں نے ڈیڑھ سال میں ختم کر لیں۔ اور اس وقت کے رواج کے مطابق سب کتابیں لکھی بھی اور یاد بھی کیں۔

پھر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ کافی زمانہ بعد میں موچی گیٹ تقریر کرنے کے لئے گیا۔ تو دیکھا کہ کونشی استاد مزدوری کر رہا تھا۔ میں نے اسے پاس بلایا اور اسکو گلے لگا لیا۔ جس پر وہ کہنے لگا۔ کہ آپ کے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ وہ ملنے کے بعد پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں میں نے تو پہچانا نہیں؟ میں نے کہا کونشی استاد! تو وہ سخت چونکا اور پوچھنے لگا کہ آپ کو یہ نام کیسے پتہ ہے۔ پھر میں نے کہا میں اور تم کامرے پڑھا کرتے تھے میرا نام سید

عبدالقادر ہے۔ کہنے لگا مجھے یاد ہے میں وہاں پڑھتا رہا ہوں۔ میں نے کہا وہ بھی یاد ہے۔ کہ جو کچھ تو وہاں کرتا رہا۔ فوراً اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور کہنے لگا۔ وہ بھی یاد ہے جو کچھ میں کرتا رہا ہوں وہی تو آج بھگت رہا ہوں استادوں کے گھڑوں سے بھاگا اب اینٹیں ڈھو رہا ہوں۔

استادوں نے کبھی کسی کو اپنا جسم دبانے کے لئے نہیں کہا۔ ہر ۱۵ دن بعد استاد طالب علموں کی دعوت کرتے۔ اس میں کیک، باکر خانی، انڈے چائے وغیرہ طالب علموں کو پیش کرتے۔ اور آخر میں رو پڑنا اور سب طالب علموں کو کہنا۔ کہ طالب جی تم پردیسی لوگ ہو سب اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے پڑھنے کے لئے آئے ہو۔ میں ایک گنہگار آدمی ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کر دینا، مجھے بخش دینا۔

قبلہ حضور مفکر اسلام نے منطق اور فلسفہ جیسے مشکل ترین علوم بدھو والے بابا جناب حضرت مولانا محمد دین صاحبؒ سے حاصل کئے۔ بدھو والے استادوں کو اس زمانے میں عرب و عجم کا استاد کل مانا جاتا تھا۔ دنیائے علم میں جہاں کہیں بھی منطق کا نام لیا جاتا تھا تو لامحالہ انھیں حضرت مولانا محمد دین صاحبؒ کا ذکر خیر کرنا پڑتا تھا۔ یعنی منطق و فلسفہ اور بدھو والے استاد ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم تھے۔ جب آپکا نام لیا جاتا تو کوئی نہیں پوچھتا تھا کہ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کی علمی بالادستی کا اندازہ اس واقع سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک دفعہ انڈیا میں پورے ہندوستان سے علماء اکھٹے تھے۔ وہاں پر بدھو والے

استادوں نے دوران تقریر فرمایا۔ کہ میں گدھے کو گھوڑا کہہ کر ثابت کردوں گا
۔کوئی ہے جو میری اس بات کو غلط ثابت کرے۔ تو مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا
تھا۔ کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ اگر آپ نے یہ فرمادیا ہے تو یقینا وہ اس بات کو
سچ بھی ثابت کردیں گے۔ یہی استادکل قبلہ حضور مفکر اسلام کو فرماتے تھے کہ شاہ
بابا جب آپ پڑھائیں گے تو وہ دن قابل دید ہوگا۔ قبلہ حضور مفکر اسلام کے استاد
مکرم حضرت مولانا محمد دین صاحبؒ اکابرین اہل سنت میں سے حضرت پیر
سید فضل شاہ صاحب جلال پوریؒ، حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور جسٹس پیر
کرم شاہ صاحب الازہریؒ کے بھی استاد تھے۔

اسی طرح قبلہ حضور مفکر اسلام نے اچھرہ والے مشہور عالم دین
حضرت مولانا مہر محمد صاحبؒ سے بھی اکتساب علم حاصل کیا۔

قبلہ حضور مفکر اسلام نے چکوال کے ایک قصبے پنجائنڑ کے مشہور و
معروف عالم دین حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحبؒ سے بھی علم دین حاصل
کیا۔ اور حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحبؒ کے فرزند
حضرت مولانا قاضی عابد حسین صاحبؒ (یہ اپنے علاقے کے ذیلدار بھی تھے)
موہڑہ قدلتھی والوں سے بھی دین علم کی پیاس بجھائی۔

قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ پنجائنڑ والے استاد بھی بہت اللہ
والے شخص تھے۔ گورا گورا رنگ اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں۔ میں نے ان سے
۱۵۵ سال کی عمر میں پڑھا۔ اپنے علاقے کے امیر آدمی تھے۔ آپکی زمین کافی

علاقے تک پھیلی ہوئی تھی۔عام لوگوں میں یہ مشہور تھا کہ استاد سونا بناتے ہیں۔ایک دن میں نے پوچھا استاد جی سنا ہے آپ سونا بناتے ہیں۔انکی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمانے لگے شاہ بابا اگر مجھے مسلمان سمجھتے ہو۔تو یہی سونا ہے جو آپکے سامنے بناتا ہوں (یعنی علم دین پڑھانا)۔اگر سونا بنانا جانتا ہوتا تو آپ کو ضرور بتاتا۔آپ دستگیر کی اولاد ہو۔رب نے مجھے اسی پڑھنے اور پڑھانے میں برکت دی ہے۔میں یہاں مسجد کا عالم بن کر آیا تھا۔کوئی چالاکی اور ہوشیاری نہیں کی۔آپکی طبیعت میں بڑی حاضری تھی۔۱۵۵ سال کی عمر میں بھی نماز کھڑے ہو کر کے پڑھتے تھے۔

باقی علوم اور خاص طور پر دورہ حدیث دہلی کی فتح پوری مسجد (جو کہ اس وقت کی یونیورسٹی تھی) سے کیا۔

چھٹیوں میں جب باقی طالب علم گھروں کو چلے جاتے تھے۔تو حضور مفکر اسلام وہیں ٹھہر جاتے (چونکہ آپ وعدہ کر کے آئے ہوئے تھے۔کہ اگر پڑھ سکا تو گھر آؤں گا ورنہ کبھی واپس نہیں آؤں گا۔) اور اساتذہ بھی ان طالب علموں کو بڑی فراخدلی سے پڑھاتے جو گھروں کو جانے کے بجائے وہیں رہ جاتے تھے۔چنانچہ دو تین سالوں کے کورس آپ نے کچھ مہینوں میں مکمل کر لئے۔آپ کی خداداد ذہانت اور محنت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے چودہ برس اور کچھ مہینوں کی عمر میں دینی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی تھی۔اور اور اللہ تعالی کے فضل و کرم سے درس نظامی مکمل کر لیا تھا۔

قبلہ حضور مفکر اسلام نے پنجاب یونیورسٹی سے اسلامک سٹڈیز اور عربی میں ایم اے کیا اور پنجاب یونیورسٹی سے ہی ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔آپ نے دو سال مدینہ طیبہ یونیورسٹی میں بھی اعلی تعلیم کے لئے گزارے۔آپ نے برطانیہ سے قرآن مجید کے اصول تفسیر کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ برطانیہ میں آ کر میں نے جتنی کتابیں پڑھیں وہ میں پہلے ہی پڑھ چکا تھا۔آپکے اساتذہ میں یہودی،عیسائی اور جاپانی لوگ تھے۔

دورانِ طالب علمی کے کچھ واقعات

دوران حصول علم بعض اہم واقعات رونما ہوئے جن میں سے یہ کہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے دوران طالب علمی کبھی زکواۃ،فطرانہ،صدقہ نہیں لیا (اور نہ ہی آج تک لیا کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سادات کے لئے حرام ہے۔اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جو سادات صدقہ لیتے ہیں انکی دعا میں کوئی اثر نہیں رہتا)۔لہذا اپنی طالب علمی کی ضروریات (مثلا کتابیں، کاغذ اور ضروریات زندگی) کو پورا کرنے کے لئے آپ اس وقت کے اخبارات میں نہایت اعلی درجے کا خط ہونے کی وجہ سے شہہ سرخیاں لکھا کرتے تھے۔اسی طرح آپ نے بعض اوقات عمارات بنتے وقت بطور معمار کے کام کر کے اپنی طالب علمی کی ضروریات کو پورا کیا۔

قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں کتابیں یاد کیا کرتے

حضور مفکر اسلام نے دوران طالب علمی کبھی زکواۃ ،فطرانہ ،صدقہ نہیں لیا (اور نہ ہی آج تک لیا کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سادات کے لئے حرام ہے۔اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جو سادات صدقہ لیتے ہیں انکی دعا میں کوئی اثر نہیں رہتا)۔لہذا اپنی طالب علمی کی ضروریات (مثلا کتابیں، کاغذ اور ضروریات زندگی) کو پورا کرنے کے لئے آپ اس وقت کے اخبارات میں نہایت اعلی درجے کا خط ہونے کی وجہ سے شہہ سرخیاں لکھا کرتے تھے۔اسی طرح آپ نے بعض اوقات عمارات بنتے وقت بطور معمار کے کام کر کے اپنی طالب علمی کی ضروریات کو پورا کیا۔

قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں کتابیں یاد کیا کرتے تھے۔اور پھر انھیں خود لکھا جایا کرتا تھا۔لہذا جو آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے قلم سے نسخے لکھے تھے وہ کتابوں کے قلمی نسخے آج بھی موجود ہیں۔

ہندوستان میں قیام کے دوران آپ نے مختلف مزارات پر بھی حاضری دی۔جیسے ناگ پور شریف میں اپنے جد اعلی حضرت پیر سید زین العابدین ناگوریؒ کے مزار پر انوار پر کافی دفعہ حاضری کا شرف مقدس حاصل کیا۔اسی طرح نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواجہ خواجگان حضرت پیر سید معین الدین چشتی اجمیریؒ (جنکے دست حق پرست پر ۹۰ لاکھ کافروں نے اسلام قبول کیا) کے مزار پر انوار پر بھی حاضری دی۔اور حضرت سید صابر پیا کلیریؒ کے مزار پر بھی حاضری دی۔اور آپ بیان فرماتے ہیں کہ دوران حاضری میں نے حضرت

بلایا۔تو اسنے کہا کہ یہ بچہ فلاں جوہڑ میں مچھلیاں پکڑ رہا تھا۔اس لئے میں اسکے ساتھ ہوں تب قبلہ حضور مفکر اسلام نے فرمایا کہ اگر اس تالاب میں مچھلیاں پکڑنا بے ادبی ہے تو کل میں نے بھی پکڑی ہیں۔مجھے تو کچھ نہیں ہوا۔تو اس جن نے عرض کی کہ حضور یہ جوہڑ والی جگہ اصل میں آپکے نانا پاک قبلہ حضرت پیر سید عالم شاہ صاحبؒ کی بیٹھک ہے۔جہاں آپ بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرتے تھے۔آپ نے ہی میری ڈیوٹی یہاں لگائی ہے۔چونکہ آپ انکے سجادہ نشین بیٹے ہیں۔بھلا میں یہ کیسے گستاخی کر سکتا ہوں۔تب قبلہ حضور مفکر اسلام کی آنکھوں سے موتیوں کی لڑیاں بہنے لگیں۔کہ میرے نانا مکرم بھی رب کے کیسے بندہ خاص ہوئے ہیں کہ جنکے بیٹھنے والی جگہیں بھی محفوظ ہیں۔اور یہ مخلوق آپکی وجہ سے مجھے بھی اچھی طرح پہچانتی ہے۔پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے حکم کی تعمیل کرو اور اس بچے کو چھوڑ دو۔اسنے اجازت لی اور چلا گیا اور وہ بچہ پھر سے نارمل زندگی گزارنے لگا۔

پاکستان کی جدو جہد میں کردار

جب پاکستان کی جدو جہد کی جارہی تھی۔تو اس وقت قبلہ حضور مفکر اسلام نے مختلف مواقع پر کم عمر ہونے کے باوجود حضرت قائداعظمؒ کے جلسوں میں کبھی تلاوت اور کبھی نعت شریف بھی پڑھنے کا شرف ملا۔اسی طرح جب پاکستان بننے کا اعلان ہوا تو لوگوں کو بحفاظت ٹرینوں تک پہنچانے میں بے شمار مشکلات برداشت کیں۔کچھ واقعات کا آپ ذکر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک

جگہ ایک بوڑھی خاتون کو اپنے دوپٹے سے پاکستان کا پرچم بنا کر ایک ڈنڈے سے لگا کر پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا رہی تھی۔ تو میں نے پوچھا اماں آپ کو کیا ملے گا۔ اگر پاکستان بن بھی گیا تو۔ تو فرمانے لگیں میں بھلے سے نہ جاسکوں گی یا نہ دیکھ سکوں گی مگر مسلمانوں کا ایک الگ ملک تو بن جائے گا۔

اسی طرح قائداعظمؒ کے بارے میں قبلہ حضور مفکر اسلام نے بتایا کہ کئی دفعہ جلسوں میں گولی چلی اور لوگ بھاگے مگر حضرت قائداعظمؒ کبھی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ میرے خاندان والے سمجھتے تھے کہ میں شائد اس دنیا میں نہیں ہوں لیکن جب پڑھ کر واپس آیا تو گھر والوں کو یقین آیا کہ میں زندہ ہوں۔

پاکستان اور انڈیا کے درمیان ہونے والی ۱۹۶۵ کی جنگ اور آپ کا کردار

جب مدینہ ثانی یعنی ملک پاکستان پر انڈیا نے کھلی جارحیت کرتے ہوئے حملہ کر دیا۔ تو اس وقت قبلہ حضور مفکر اسلام نے اپنے بے شمار مریدوں کو ساتھ لے کر سامان کے ٹرک لاد کر بارڈر پر پہنچ گئے اور اپنی افواج پاکستان کی دل کھول کر جہاں مدد کی۔ وہاں آپ نے افواج پاکستان سے بمعہ اپنے مریدوں کے دشمن سے لڑنے کے لئے خود کو پیش کیا۔ کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے عطا کردہ ملک کی حفاظت کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت افواج پاکستان کے ایک نہایت اعلیٰ آفیسر نے آکر کے عرض کی کہ برائے مہربانی ابھی آپ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے مہربانی فرما کر آپ اپنے مریدوں کو ساتھ لے جایئے اور ہمارے لئے دعا فرمایئے۔ ہم انشاء اللہ دشمن کو ناکوں چنے چبوا کر کے چھوڑیں گے۔ تب آپ واپس تشریف لے آئے۔

والدہ ماجدہ کی دعائے بتولی

جب قبلہ حضور مفکر اسلام اپنی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن واپس لوٹے تو آپکو معلوم ہوا۔ کہ آپکے نانا پاک قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی آبائی جگہ کو خاندان کے کچھ لوگوں نے فروخت کر دیا ہے۔ جسکا آپکی والدہ ماجدہ سیدہ بی بی جان فاطمہؒ (جو کہ قبلہ حضور پیر سید عالم شاہ صاحب گیلانیؒ کی اکلوتی اولاد تھیں) کو دلی طور پر انتہائی رنج تھا۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد قبلہ حضور مفکر اسلام نے وہ جگہ واپس خرید کر اپنی والدہ ماجدہ کے نام کروادی۔ جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کو بتانے کے لئے جنڈ شریف دربار پر پہنچے۔ تو دیکھا والدہ ماجدہ مزار پاک پر کھڑی تھیں۔ آپ نے والدہ ماجدہ کو یہ خوشخبری سنائی۔ تو والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ بیٹا تم نے یہ جگہ اپنے نام کیوں نہیں کروائی۔ کل جب میں اس دنیا سے جاؤں گی تو میری وجہ سے یہ تقسیم ہوگی۔ تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے فرمایا امی جان میری طرف سے یہ جگہ کسی کو بھی چلی جائے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ میں نے یہ جگہ اپنے لئے تو خریدی ہی نہیں تھی۔ بلکہ صرف اور صرف آپ کو راضی

کرنے کے لئے خریدی ہے۔ تب آپکی والدہ ماجدہ ایک دم جلال میں آگئیں اور قدم بقدم چلتی جاتیں اور اپنے ہاتھوں کو لہرا لہرا کر فرماتی جاتیں

"جاؤ شہنشاہ تیرا بیڑا پار ہے" جاؤ شہنشاہ تیرا بیڑا پار ہے -------

قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں ادھر میری مائی صاحبہ کی پاک زبان سے الفاظ نکل رہے تھے۔ ادھر مجھے کھڑے کھڑے پتہ چل گیا میرے حالات بدل گئے ہیں۔ (آپکی والدہ ماجدہ آپ کو پیار سے شہنشاہ کہہ کر بلاتی تھیں)

درس وتدریس کا سلسلہ

قبلہ حضور مفکر اسلام کے اساتذہ کرام کی پیشنگوئیوں کو عملی جامہ پہنانے کا وقت آپہنچا تھا۔ چنانچہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے ۱۹۵۰ میں باقاعدہ تدریس کے سلسلے کا آغاز (راولپنڈی کی آج سے سب سے مشہور مسجد) جامع مسجد قادریہ جیلانیہ ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی سے کیا۔ اور جب آپ نے مسجد کے اندر پڑھانا شروع کیا۔ تو اس وقت آپکی داڑھی مبارک نہیں آئی تھی۔ مگر آپکے طالب علم لمبی لمبی داڑھیوں والے لوگ تھے۔ کچھ مسجدوں کے امام دن کو نمازیں پڑھاتے اور رات کو قبلہ حضور مفکر اسلام سے آکر خود درس نظامی پڑھتے۔ ان سب لوگوں کا کھانے پینے کا انتظام بھی خود مفکر اسلام کے ذمے تھا۔ اسی دوران ملک کے طول وعرض میں آپکی علمی بالادستی کا ایسا شہرہ ہوا۔ کہ آپ ملک کے طول وعرض میں تبلیغی دوروں پر بھی جانا شروع کیا۔ ایک طرف مسجد میں طالب علموں کو پڑھاتا اور دوسری طرف تبلیغ دین کا کام بھی زوروشور جاری تھا۔ آپکے جدان

پاک کی دعاؤں کا ثمر اور آپکی ان تھک محنتوں کا نتیجہ تھا۔ کہ پھر اسی جگہ سے ہزاروں طلبا (جو آج زیادہ تر اعلی عہدوں پر فائز ہیں) زیور علم سے آراستہ ہوئے۔ جن میں جج وکلا، سیاستدان، ڈاکٹر، علماء و مشائخ اور مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اساتذہ بھی شامل ہیں۔ مثلاً جسٹس راجہ عبدالعزیز بھٹی صاحب ،سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم صاحب۔ ماہر طبعیات ڈاکٹر وحید صاحب وغیرہ

قارئین کرام آپ اس بات سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو کسی مدرسے سے کبھی نہیں پڑھے محض قبلہ حضور مفکر اسلام کی گرمیءِ صحبت میں ۵ یا ٦ سال گزار ہیں وہ لوگ بھی آج دین حقہ کا پیغام بڑے احسن طریقے سے پھیلا رہے ہیں۔ آپ راولپنڈی کے مختلف کالجوں اور مسجدوں میں ایم اے کے آٹھ مضامین کئی عرصے تک پڑھاتے رہے۔ آپکے ہزاروں مریدین اور شاگرد چوراسی ممالک میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور آپکے فیضان کو پھیلا رہے ہیں۔

اپنے نانا کے دین سے محبت کی بہترین مثال

قارئین آپ اندازہ لگائیں کہ ایسا دنیا میں بہت کم ہوا ہے۔ کہ لوگ اپنے ملازموں اور کم درجے والے لوگوں کو اُٹھا کر اپنے برابر لانے کی سعی کریں مگر آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے کہ انھیں اپنے نانا کے ہر ایک امتی سے پیار ہے واقعہ کچھ یوں ہے۔ کہ آپ اپنے گھر سے پڑھانے کے لئے

ایک جگہ جایا کرتے تھے اور وہاں جانے کے لئے آپ نے ایک ٹانگہ بان کو مہینے کی تنخواہ پر رکھا ہوا تھا۔ جو روزانہ آپ کو وہاں لے کر جاتا اور واپسی پر چھوڑ بھی دیتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس کو روزانہ دوران سفر پڑھانا شروع کر دیا۔ ہر روز آتے جاتے اسکو سبق دے دیا کرتے اور پچھلا سن لیا کرتے۔ خدا کے فضل سے ۴ سال بعد وہ زیادہ تر کتابیں پڑھ چکا تھا۔ بعد میں آپ نے اسکی کچھ مالی مدد بھی کی تو وہ دنیاوی تعلیم سے بھی آراستہ ہونا شروع ہو گیا۔ ذرا غور فرمائیں جنکے ساتھ سفر کرنے والے عالم بن جاتے ہیں۔ تو جنکو اہتمام کے ساتھ پڑھایا ہوگا ان کا کیا حال ہوگا۔

عالم اسلام کی عظیم درسگاہ
دارالعلوم قادریہ جیلانیہ کی بنیاد

قبلہ حضور مفکر اسلام نے عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی درسگاہ دارالعلوم قادریہ جیلانیہ کی بنیاد رکھی۔ اس علمی و روحانی مرکز کی برانچیں ملک پاکستان کے علاوہ تقریبا ۸۴ ممالک میں موجود ہیں اور یہاں سے فارغ التحصیل علمائے کرام، حفاظ کرام، قراء حضرات دنیا کے مختلف ممالک میں دین اسلام کی شمعیں روشن کر رہے ہیں۔ اسی دارالعلوم میں آپ نے کئی سال تک مکمل دورہ حدیث پڑھایا۔

جب آپ نے دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھنا چاہا۔ تو سوچا کہ کیوں نہ حضور

غوث پاکؒ کے کسی صاحبزادے سے یہ کام کرواؤں۔ چنانچہ آپ ایک دن بڑے لالہ جی صاحب آف گولڑہ شریف (جو کہ اس وقت سجادہ نشین تھے) کے پاس (صدر کے پٹرول پمپ پر جہاں وہ تشریف لایا کرتے تھے) تشریف لے گئے۔ ملاقات کے دوران قبلہ حضور مفکر اسلام نے آپ کو دارالعلوم کی سنگ بنیاد رکھنے کی دعوت دی۔ تو فرمانے لگے۔ پیر صاحب آپ کو پتہ ہے۔ کہ میں کہیں آتا جاتا نہیں ہوں۔ اسلئے برائے مہربانی کسی اور کو بلالیں۔ (اور حقیقت میں بھی بڑے لالہ جی صاحب کہیں تشریف لے کر شاذو نادر جایا کرتے تھے)۔ تب قبلہ حضور مفکر اسلام نے کھڑے ہوتے ہوئے فرمایا تو ٹھیک ہے۔ میں بھی رات کو حضور غوث پاکؒ کی بارگاہ میں بتاؤں گا کہ آپ نے میرے پاس آنے سے انکار کردیا ہے۔ آپکا یہ جملہ بولنے کی دیر تھی کہ بڑے لالہ جی صاحب نے قبلہ حضور مفکر اسلام کو کھڑے ہوکر روک لیا۔ اور فرمایا شاہ صاحب میں ضرور آپکے پاس آؤں گا۔ اس طرح دارالعلوم قادریہ جیلانیہ کا سنگ بنیاد قبلہ بڑے لالہ جی صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف سے اپنے دست حق پرست سے رکھا۔

۸۴ ممالک میں اسلام کی تبلیغ اور دین حقہ کی خدمات

اجتہادی صلاحیتوں سے مالا مال، علم وفنون کا کمال ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر جیلانی شاہ صاحب مدظلہ العالی برطانیہ میں ۱۹۷۸ میں تبلیغی دورے پر تشریف لائے۔ یہاں آپکا مستقل ٹھہرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ مگر برطانیہ میں

موجود علمائے کرام، مشائخ عظام اور آپکے شاگردوں و مریدوں نے اصرار کیا کہ آپکی یہاں بے حد ضرورت ہے۔ اسلئے یہاں قیام فرما کر عقیدہ اہل سنت کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائیں۔ کیونکہ اس وقت برطانیہ کے حالات یہ تھے۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانے کی کوئی شخص جراءت نہیں کرتا تھا کیونکہ ایسا نعرہ لگانے والوں کو تھپڑ مارے جاتے تھے۔ اور بد عقیدہ لوگوں کا راج تھا۔ جس پر قبلہ مفکر اسلام نے برطانیہ کے غیور مسلمانوں کا جذبہ دیکھ کر اپنا ارادہ تبدیل کیا۔ اور اس دعوت کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اور آپ نے ایسٹ لندن کے علاقے والتھم سٹو میں مسجد غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ اور ساتھ ساتھ دار العلوم قادریہ جیلانیہ والتھم سٹو کی بھی بنیاد اس سوچ کے ساتھ رکھی کہ دار العلوم میں پہلے عقائد اور اعمال کرنے کا طریقہ پڑھایا جائے گا اور پھر وہ لوگ مسجد میں جا کر صحیح عقائد کے ساتھ اپنے اعمال احسن طریقے سے ادا کر سکیں گے۔ آج الحمد اللہ اس دار العلوم سے بے شمار علمائے کرام، حفاظ کرام قرا حضرات فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ اور دنیا کے مختلف ممالک میں اپنی سرگرمیوں کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح حضور مفکر اسلام نے دین اسلام کی تبلیغ کے لئے ۸۴ سے زیادہ ملکوں کے دورے فرمائے۔ جہاں پر مساجد، دار العلوم اور لائبریریاں بنوائیں۔ اور خاص طور پر برطانیہ و یورپ میں آج جو فکری قیادت موجود ہے۔ وہ قبلہ حضور مفکر اسلام کے شاگردوں کی ہے۔

برطانیہ و یورپ میں جماعت اہل سنت کی تشکیل

قبلہ حضور مفکر اسلام نے ۱۹۷۹ء میں برطانیہ کے علماء و مشائخ کا تاریخ ساز اجتماع منعقد کر کے جماعت اہل سنت برطانیہ و یورپ کی بنیاد رکھی۔ جس سے عالم اسلام کے نامور علمائے کرام و مشائخِ عظام برطانیہ و یورپ کے مسلمانوں کی دینی خدمات نہایت منظم اور احسن طریقے سے سرانجام دینے لگے۔ اور سالانہ کانفرنسز کا اجرا اسلام کے مختلف موضوعات پر ہونے لگا۔ جس سے دین اسلام کی آگہی میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ خاص طور پر پچھلے ۳۶ سالوں سے سالانہ عالمی تاجدار ختم نبوت کانفرنس بڑی باقاعدگی سے آپکے زیر سایہ منعقد ہوتی ہے۔ جس میں عالم اسلام کے جید اور نامور علمائے کرام تشریف لاتے ہیں۔ اور عوام الناس انکے مواعظ حسنہ سے اپنے علم کی پیاس بجھاتے ہیں۔

عالمی میلاد شریف کے جلسہ و جلوس کی ابتدا

قبلہ حضور مفکر اسلام کا ایک بہت بڑا کارنامہ برطانیہ میں عالمی میلاد شریف کا اپنی نوعیت کا پہلا جلوس نکالنا تھا۔ یہ عید میلاد النبیؐ کا جلوس ۱۹۸۳ میں برطانیہ کی سرزمین پر آپکی قیادت میں نکالا گیا۔ تو برطانیہ کے علاوہ امریکہ، کینیڈا اور یورپ سے عاشقان مصطفیؐ نے شرکت کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ تقریباً ۷۰۰ علمائے کرام و مشائخ عظام نے بھی شرکت کی۔ پھر یہ سلسلہ پورے برطانیہ سے ہوتا ہوا پورے یورپ میں پھیل گیا۔ اور آج ہر سال برطانیہ و یورپ

کے گلی کوچے عید میلادالنبیؐ کے جلسوں اور جلوسوں سے منور نظر آتے ہیں۔ یہ سب کچھ مرہون منت ہے حضور غوث پاکؓ کے اس شہزادے کا جنکو دنیائے اسلام مفکر اسلام کے نام سے جانتی ہے۔

جس جلوس کی ابتدا آپ نے کی تھی وہ آج تک ہر سال میلاد شریف کے مہینے میں یورپ کی تاریخ میں سب سے بڑا جلوس لندن میں والتھم سٹو میں نکالا جاتا ہے۔ اور جلوس کے اختتام پر جلسہ کیا جاتا ہے۔ جس سے عالمی شہرت یافتہ نعت خوان حضرات گل ہائے عقیدت بارگاہ سرور دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش فرماتے ہیں اور عالم اسلام کے نامور علمائے کرام ومشائخ عظام وعظ فرماتے ہیں۔

اسی طرح اگر آپ پاکستان میں ہوں تو آپ کے زیر قیادت جلوس دربار عالیہ جیلانیہ سندھو سیداں شریف سے شروع ہوکر کے قادریہ جیلانیہ انٹرنیشنل یونیورسٹی حسینیاں شریف تک کئی سالوں سے نکلتا آرہا ہے۔

تحفظ ناموس رسالت اور قبلہ حضور مفکر اسلام

جب ناموس رسالت پر اپنے تیئں بدنام زمانہ رائٹر سلمان رشدی نے حملہ کیا۔ تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے تقریباً ۱۰ لاکھ مسلمانوں کے جلوس کے ساتھ مشہور زمانہ ہائیڈ پارک میں تحفظ ناموس رسالت کے نام سے جلسہ کیا۔ قبلہ حضور مفکر اسلام اور دیگر علمائے کرام نے تحفظ ناموس رسالت کے موضوع پر سحر انگیز تقاریر کیں اور ملعون رشدی کی تحریروں کا رد بڑی شرح وبست کے ساتھ

کیا۔اور آخر میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور شمع رسالت کے پروانوں نے
قبلہ حضور مفکر اسلام کی امامت میں نماز ظہر ادا کی۔

آج بھی گستاخانہ خاکوں سے لیکر گستاخانہ فلموں کی اشاعت تک ہر
معاملے پر تحفظ ناموس رسالتؐ کے نام سے جلسے اور جلوس آپ کی قیادت
میں نکالے گئے۔اور ہر فورم پر نہایت موثر انداز میں اسکا رد بھی کیا گیا۔

اسی طرح جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ پچھلے ۳۶ سالوں سے سالانہ عالمی تاجدار
ختم نبوت کانفرنس بڑی باقاعدگی سے آپکے زیر سایہ منعقد ہوتی ہے۔جس
میں عالم اسلام کے جید اور نامور علمائے کرام تشریف لاتے ہیں۔اور عوام الناس
انکے مواعظ حسنہ سے اپنے علم کی پیاس بجھاتے ہیں۔اور خصوصاً قبلہ حضور مفکر
اسلام قادیانیوں کے نئے نئے سوالات کے تحقیقی وتدقیقی جوابات دیتے ہیں
جس سے عقیدہ ختم نبوت کی پختگی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

اور پھر ۱۹۸۸ میں قبلہ حضور مفکر اسلام نے مرزائیوں کو مباہلہ ومناظرہ
کی دعوت دی۔مگر آجتک کوئی جواب نہ آسکا۔مگر اسکے بعد سے لے کر آجتک کئی
مرزائیوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔اس موضوع پر آپکے کئی تحقیقی
رسائل اور بے شمار تقاریر بھی موجود ہیں۔اسی طرح ممتاز حسین قادریؒ کے واقعہ
رونما ہونے کے بعد آپ نے انگلینڈ میں ایک نجی ٹی وی پر تحفظ ناموس رسالت
اور غازی صاحبؒ کے اقدام کو پاکستان کے قانون اور قرآن وحدیث کی روشنی
میں ثابت کیا۔جسکی پاداش میں آپ کافی عرصے سے کئی قسم کی مشکلات کا سامنا

فرمارہے ہیں۔

پوپ کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کا جواب

جب کچھ سال پہلے پوپ بینی ڈکٹ نے یہ کہا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے تو اس وقت پاکستان کی قومی اسمبلی میں سنی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب مرحوم نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ پوپ کا چیلنج ہمیں قبول ہے اور نجی ٹی وی پر جب اینکر نے سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس ایسی کوئی شخصیت ہے جو اسکا مقابلہ کر سکے۔ تو انہوں نے کہا ہماری طرف سے قبلہ ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی اسکا مقابلہ کریں گے۔ چنانچہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے برطانیہ میں نجی ٹی وی پر آ کر مناظرے کا چیلنج قبول کیا اور فرمایا کہ پوپ کی رہائش کے علاوہ دنیا کے کسی اور ملک میں اس سے مناظرے کے لئے تیار ہوں۔ (اسی طرح یہ بات اخبارات اور سوشل میڈیا پر بھی بہت شدومد کے ساتھ کی گئی)۔ لیکن اسکے کچھ دنوں بعد ہی پوپ نے اپنی بات پر معذرت کر کے اس بیان کو واپس لے لیا۔

ماہانہ گیارھویں شریف کا انعقاد

جب سے قبلہ حضور مفکر اسلام نے ہوش سنبھالا ہے تب سے لے کر آجتک قبلہ حضور مفکر اسلام بڑے اہتمام کے ساتھ حضور غوث پاک ؓ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ منسوب گیارھویں شریف (احیاء دین کی تحریک) ہر

اسلام نے برطانیہ میں نجی ٹی وی پر آکر مناظرے کا چیلنج قبول کیا اور فرمایا کہ پوپ کی رہائش کے علاوہ دنیا کے کسی اور ملک میں اس سے مناظرے کے لئے تیار ہوں۔(اسی طرح یہ بات اخبارات اور سوشل میڈیا پر بھی بہت شدومد کے ساتھ کی گئی)۔لیکن اسکے کچھ دنوں بعد ہی پوپ نے اپنی بات پر معذرت کر کے اس بیان کو واپس لے لیا۔

ماہانہ گیارھویں شریف کا انعقاد

جب سے قبلہ حضور مفکر اسلام نے ہوش سنبھالا ہے تب سے لے کر آجتک قبلہ حضور مفکر اسلام بڑے اہتمام کے ساتھ حضور غوث پاکؓ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ منسوب گیارھویں شریف (احیاء دین کی تحریک) ہر مہینے منعقد فرماتے ہیں جس میں مسلمانوں کے جہاں عقائدِ صحیحہ کی تربیت نہایت منظم طریقے سے کی جاتی ہے اور مختلف موضوعات پر نہایت مدلل تقاریر کی جاتی ہیں وہاں روحانی تربیت کا اہتمام بھی نہایت احسن طریقے سے کیا جاتا ہے۔جس سے عشاق اپنی روحانی علم کی پیاس بھی بجھاتے ہیں۔

درس قرآن کی تحریک

قبلہ حضور مفکر اسلام نے پچھلے ۵۰ سالوں سے درس قرآن کی تحریک بڑے زور وشور سے شروع کر رکھی ہے۔یہ درس قرآن برطانیہ کے تقریباً تمام شہروں میں ہفتہ وار منعقد کئے جاتے ہیں۔جس سے علوم قرآن کریم کو عام لوگوں

فرمار ہے ہیں اور اس سلسلے میں تمام عقائد باطلہ (خواہ توحیدِ باری تعالی، نبوت و رسالت، شان اہل بیت کرام، شان صحابہ کرام، اولیاء اللہ کے متعلق ہوں) کا رد اور اسکی اصلاح آپکا عظیم مشن ہے۔ قبلہ حضور مفکر اسلام نہایت نرم دل کے مالک ہیں مگر بدعقیدہ اور عقائد باطلہ رکھنے والوں کے لئے تلوار حیدری کی طرح نہایت سخت ہیں۔ آپ ہر اس شخص کو اچھا سمجھتے ہیں جسکا عقیدہ سچا ہے۔ آپ پر آپکے جدان پاک کے فیضان غوثیت سے مختلف عقائد باطلہ رکھنے والے لوگوں اور علمائے کرام نے متاثر ہو کر آپکے دست حق پرست پر توبہ کی۔ قبلہ حضور مفکر اسلام تقریباً نصف صدی سے زیادہ پاکستان اور یورپ میں دین حقہ اہل سنت و الجماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن اپنے عقیدے پر الحمد اللہ آنچ نہیں آنے دی۔

دین حقہ اہل سنت کو اختیار کرنا

اس سلسلے میں ایک واقعہ بہت مشہور ہے اور واقعہ بیان کرنے والے خود علامہ عبدالطیف قادری صاحب ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مولوی اورنگزیب صاحب قادری مرحوم دونوں بدعقیدہ مولوی غلام خان (راجہ بازار والے) کے پاس پڑھتے تھے۔ اور اسنے ہم دونوں کو سوال لکھ کر دیئے اور کہا جاؤ شاہ صاحب کی مسجد میں بیٹھ جانا اور دوران تقریر یہ سوال آگے کر دینا۔

چنانچہ ہم لوگ تین دفعہ آپکی مسجد میں گئے۔ اور ہر دفعہ شاہ صاحب نے اپنی تقریر کے تمہیدی مقدمات میں ہی ہمارے سوالوں کے جواب دے دیتے

اور ہمیں سوال کرنے کی نوبت ہی نہ آتی ۔ بقول مولانا عبدالطیف صاحب قادری ہم دونوں نے سوچا کہ کیوں نہ شاہ صاحب سے چل کر ملا جائے ۔ چنانچہ ہم لوگ جمعہ کے بعد آپکے دارالعلوم میں گئے اور دوران ملاقات سارا ماجرا سنایا۔اور مولانا عبدالطیف صاحب قادری نے کہا کہ میں ذہنی طور پر تو قائل ہو چکا ہوں ۔مگر میں چاہتا ہوں کہ اگر کوئی نشانی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔تب قبلہ حضور مفکر اسلام نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا۔مولانا تم ضرور نشانی دیکھو گے۔ کچھ دنوں کے بعد مولانا عبدالطیف صاحب قادری کہتے ہیں کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں شاہ صاحب کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے ٹینچ بازار سے گزرا جا رہا ہوں ۔ جونہی میں مسجد والی گلی مڑنے لگا تو لوگوں میں ایک شور مچ گیا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری آرہی ہے۔ چنانچہ میں بھی بھاگتا ہوا گیا اور ایک سائڈ پر کھڑا ہو گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اعلیٰ وارفع بگھی (اس طرح کی بگھی میں نے زندگی میں نہیں دیکھی تھی) میں تشریف فرما تھے۔میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی ۔اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق پر کون ہے۔تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (قبلہ حضور مفکر اسلام کی مسجد کی طرف اشارہ کر کے) یہ حق پر ہیں

جب صبح بیدار ہوئے تو ہم دونوں نے ملکر آپس میں مشورہ کیا۔اور اگلے دن جا کر قبلہ حضور مفکر اسلام کے دست حق پرست پر توبہ کی اور آپکے ہاتھ پر بیعت بھی کی ۔آج مولانا اورنگزیب قادری صاحب ؒ اس دنیا میں نہیں رہے مگر

مولانا عبد اللطیف صاحب قادری آج بھی برطانیہ میں امامت کر رہے ہیں

صحابہ کرام سے محبت کا عملی درس

راولپنڈی سے لاہور کی طرف جاتے ہوئے دینہ کے مقام پر آپکے ایک بہت اچھے عقیدت مند نے ایک مسجد اور اس سے ملحقہ دو کانیں آپکے نام لکھوا کر کاغذات آپکے حوالے کر دیئے کہ آپ اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن کے لئے استعمال فرمائیں۔ کچھ عرصے بعد اسی شخص نے دوبارہ آپکو مدعو کیا۔ تو جلسہ ختم ہونے کے بعد تنہائی کی مجلس میں دوران گفتگو اس شخص نے کچھ ہلکے انداز سے حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں گفتگو کی۔ تو آپ فوراً کھڑے ہو گئے۔ اور اپنا بریف کیس کھول کر وہ کاغذات نکال کر اُسکے سامنے پھاڑ کر پھینک دیئے اور فرمایا۔ میرا دین بکنے والا نہیں ہے۔ میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں نہ ہلکی بات کہنا پسند کرتا ہوں اور نہ کسی کو کرنے دیتا ہوں۔ جو میرا عقیدہ باہر ہے وہی تنہائی میں بھی ہے۔ بعد میں اس شخص نے بہت منتیں کی کہ حضور میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ مگر اسکے بعد زندگی بھر آپ نے اس سے کوئی دعا سلام نہیں رکھا۔

☆ ٹینچ بھاٹہ میں شیعہ کا سب سے پہلا جلوس اکیلے روکنے والے آپ تھے۔

☆ غالی شیعہ خمینی کے جنازے کے لئے ایران کے بھیجے ہوئے ٹکٹوں پر اہل سنت یو کے کے بہت سے علمائے کرام تشریف لے کر گئے اور نہ صرف اسکا

جنازہ پڑھا بلکہ انکے پیسوں سے واپس آ کر کے مدرسے بھی بنائے اور مکان بھی خریدے اور وہ آج بھی سنی کے سنی ہیں۔اور جو نہ صرف گیے نہیں بلکہ اسکی مغفرت کے لئے دعا کے لئے جمعہ پر کسی نے کہا۔تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے فرمایا جس سے عقیدہ نہیں ملتا اس کے لئے مغفرت کی دعا بھی نہیں مانگتا۔

☆ برطانیہ کے ایک نجی ٹی وی کے دفتر کے سامنے ایک شیعہ عالم نے ملنا چاہا۔تو آپ نے اسکے عقائد باطلہ ہونے کی وجہ سے ملنے سے انکار کر دیا۔اور ٹی وی والوں کے اصرار کے باوجود ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

☆ اسی طرح آپ کی سگی بھانجی کی شادی جس جگہ ہوئی ہوئی تھی آگے انکے دور کے رشتہ داروں میں کوئی فوتگی ہوگئی تھی۔جب جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے کر گئے۔تو آپ نے مصلی امامت پر کھڑے ہوتے دیکھا کہ کچھ لوگ شیعہ پیچھے کھڑے ہیں۔تو آپ نے فورا پوچھا یہ لوگ یہاں کیسے۔تو بتایا گیا کہ آپ کے جنازہ پڑھانے کے بعد یہ لوگ بھی جنازہ پڑھیں گے۔تو آپ اسی وقت مصلی امامت سے نیچے اتر آئے۔اور فرمایا۔میں ایسے دوغلے جنازے کبھی بھی نہیں پڑھاتا۔

☆ پاکستان میں سفر کے دوران ایک دفعہ آپ ایک ہوٹل پر تشریف لے کر گئے اور کھانے کا آرڈر دیا۔کچھ دیر بعد آپ کی نظر ایک سایڈ پر لگے ایک پوسٹر پر پڑی۔تو آپ نے ان سے پوچھا اس پوسٹر سے آپ کا کیا واسطہ ہے۔تو انہوں جواب دیا کہ یہ ہمارے شیعہ کے بہت بڑے عالم ہیں اور ہماری دعوت

پر یہاں تشریف لا رہے ہیں۔آپ فوراً اُٹھے اور پوچھا کتنا بل ہے تو انہوں نے پیسے بتائے۔تو آپ نے بل دے کر وہاں سے نکل پڑے۔تو انہوں نے دوڑ کر پوچھا۔جناب آپ نے کھانا تو کھایا نہیں۔اور پیسے دے دیئے ہیں۔آپ نے جواب دیا۔جس سے میرا عقیدہ نہیں ملتا۔وہاں سے کھانا نہیں کھا سکتا۔

☆ایک دفعہ راقم کے برادر طریقت ندیم چوہدری صاحب رات کے قریباً ایک بجے مجھے فون کیا کہ میرے ہوٹل میں ایک شیعہ کے ساتھ بحث ہو گئی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے پیچھے کسی نے نماز نہیں پڑھی وغیرہ وغیرہ۔تو الحمدللہ اسی وقت کتابیں لے کر پہنچ گئے اور پانچ منٹ بعد انہوں نے مانا۔اور پھر جب اہل بیت کے بارے میں اپنی گزارشات پیش کیں تو اس شیعہ کے ساتھ ایک سید صاحب بھی تھے۔انہوں نے کہا کہ اہل بیت کرام کا جو موقف آپ نے جس انداز سے پیش کیا ہیں مجھے بہت اچھا لگا ہے آپ وعدہ کریں یہاں آیا کریں گے۔میں نے کہا کہ میں اپنے مرشد پاک سے پوچھ کر بتاؤں گا ۔جب قبلہ حضرت صاحب کی بارگاہ میں معاملہ رکھا۔تو آپ نے فرمایا۔بدعقیدہ کی محفل میں نہیں جانا۔پھر وہ دن اور آج کا دن کبھی ان سے نہیں ملے۔

شیعہ کے ساتھ زندگی کا پہلا مناظرہ

قبلہ حضور مفکر اسلام کا سب سے پہلا مناظرہ باغ فدک کے موضوع پر شیعہ کے ساتھ ہوا۔اور آپ کی کتابیں اُٹھا کر لے جانے والے میاں محمد شریف صاحب قادری سجادہ نشین میانہ تھب شریف تھے۔

اس میں قبلہ حضور مفکر اسلام نے اللہ تعالی کے فضل اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض سے شیعہ کو شکست دی تھی۔

ایوب کے زمانے میں پابند سلاسل

صدر ایوب کے زمانے میں جب بدنامہ زمانہ ترمیم (عورت کو حق دیا جائے کہ وہ مرد کو طلاق دے سکے) کو منظور کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے اسکے خلاف جلسے اور جلوس نکالے۔ جسکی پاداش میں آپکو پابند سلاسل رکھا گیا۔ دوران اسیری آپ قیدیوں کو پڑھاتے رہے۔ یعنی آپ کہیں بھی ہوں آپ کا ایک ہی مقصد تھا کہ اپنے نانا کے دین کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

برطانیہ میں مناظرے

برطانیہ میں آنے کے بعد جب آپ نے دیکھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نعرہ لگانے پر تھپڑ مارا گیا۔ تو تب آپ نے برطانیہ کے مختلف شہروں (لیسٹر، شیفیلڈ، مانچسٹر وغیرہ) میں بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ مناظرے کئے۔ جس میں انھیں شکست فاش دی۔ اور آج کئی مساجد جس پر بدعقیدہ کا قبضہ تھا اہل سنت کے پاس ہیں۔ اور پھر یہ نہ صرف برطانیہ بلکہ پورے یورپ میں

بھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائیں گونجنے لگیں۔اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔اور آپ نے عقائد اہل سنت کونکھار کر عوام اہل سنت کے سامنے رکھا۔جس سے لوگوں کے اندر نیا ولولہ اور جوش پیدا ہوا۔جسکی بدولت آج پورے یورپ میں اہل سنت کی مساجد اور مدارس کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

زلزلہ زدگان کی امداد

قبلہ حضور مفکر اسلام نے اپنی زندگی میں کبھی اپنے اداروں کے لئے کبھی چندہ نہیں مانگا۔مگر پاکستان

پاکستان میں ۲۰۰۵ کے ہولناک زلزلے سے متاثرہ لوگوں کی امداد کے لئے پہلی دفعہ نجی ٹی وی پر بیٹھ کر ان متاثرین کے لئے چندے کی اپیل کی۔تو عوام نے دل کھول کر اس نیک کام میں حصہ لیا۔

آپ نے اپنے پہنچنے سے پہلے ایک ٹرک سامان کا اپنے ذاتی خرچے سے باغ میں تقسیم کرایا۔اور آپکے مریدوں نے وہاں کیمپس لگا کر زخمیوں کی مدد بھی کی ۔اور کافی تعداد میں متاثرین کو اپنے اداروں میں رہائشیں بھی مہیا کیں ۔پھر آپ نے حاصل ہونے والی رقم پاکستان لے جا کر ان متاثرہ جگہوں کا دورہ مندرجہ ذیل شخصیات کو ساتھ رکھ کر کیا۔جن میں مفسر قرآن سید ریاض حسین شاہ صاحب ۔سید مزمل حسین شاہ صاحب جماعتی۔سید حبیب الرحمان شاہ صاحب (قاضی شریعت کورٹ مظفر آباد)۔سید یسین شاہ صاحب

مظفر آباد۔سید امیر علی شاہ صاحب مانسہرہ ودیگر شامل تھے۔پہلے مرحلے میں
مختلف علاقوں میں ۵۰ مسجدوں اور مدرسوں کو مکمل طور پر دوبارہ کھڑے کرنے
کے لئے امداد ان اداروں کی کمیٹیوں کو اسٹام پیپرز پر لکھ کر دی۔جن میں
دھیر کوٹ،باغ،ٹلی،ریڑہ،مظفر آباد،ہٹیاں بالا،بالا کوٹ،مانسہرہ،آزاد
پتن،راولاکوٹ وغیرہ کے علاقے شامل تھے۔اور دوسرے مرحلے میں
راولپنڈی کے مختلف ہسپتالوں(سی ایم ایچ،ہولی فیملی،سینٹرل ہسپتال
،کینٹونمنٹ ہسپتال صدر) میں جاکر زخمیوں میں نقدی رقوم بھی تقسیم فرمائیں.

دہشت گردی کے خلاف پہلا فتوی

قبلہ حضور مفکر اسلام نے ۳ جون ۲۰۰۷ کو دہشت گردی کے خلاف
سب سے پہلے فتوی دیا۔جس میں آپ نے قرآن وحدیث سے ثابت کیا۔کہ
موجودہ دور کے دہشت گرد آج کے خارجی لوگ ہیں انکا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق
نہیں۔اور اس موضوع پر نیشنل اور انٹرنیشنل سطح پر تقریر فرما کر لوگوں کے شعور
میں ایک نئی روح پھونک دی۔اور لوگوں نے انکے عقائد کو سختی سے مسترد کر دیا۔

دور حاضر کے فتنہ کبری (نظریاتی دہشتگردی) کا علمی محاسبہ

دور حاضر میں خارجی ذہن رکھنے والے

کچھ سنی مولانا لوگوں نے جب سنی عقائد میں شدت پسندی کا مظاہرہ کیا
کہ سب شیعہ کافر سب وہابی کافر (اور اہل سنت میں کئی نامور لوگوں کو کافر،شیعہ

کہا)۔اگر فتوی نویسی کا یہ مزاج اسی رفتار سے جاری رہا تو شاید مستقبل میں اہل سنت بدترین زوال پذیر ہو جائیں۔ ہمیں اب کسی اور دشمن کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ ہمارے اپنے اندر ایسے جری اور تکفیری حضرات موجود ہیں جو کئی اکابرین اہل سنت پر کفر کا فتوی لگا چکے ہیں۔ پوری زندگی جو شخص اہل سنت کی خدمت بجا لاتا رہا ہو۔ انکی طرف سے مناظرے کرتا رہا ہو۔ شب و روز تحریر و تقریر و تدریس میں بسر کرتا رہا ہو۔ اسے بالآخر اس خدمت کا صلہ اہل سنت یا اسلام سے خارج کرنے کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے اس سوچ کی زور و شور سے نفی فرمائی۔ اور فرمایا کہ

۱۔ من حیث الجماعت آپ کسی کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جن کو معلوم ہی نہیں انکہ کتابوں میں کیا لکھا ہوا ہے۔

۲۔ جن لوگوں نے ضروریات دین کا انکار کیا یا جن لوگوں نے کفریہ عبارات لکھیں یا ویسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ لوگ کافر ہیں۔ چاہے وہ کسی بھی جماعت سے ہوں۔ جیسا کہ اعلحضرت امام احمد رضا بریلویؒ نے وہابیہ کی کچھ عبارات پر کفر کا فتوی لگایا۔

قارئین: اس پر طرہ یہ کہ کسی کی صحیح بات کو مانا جائے۔ الٹا وہ لوگ قبلہ حضور مفکر اسلام سے ذاتی دشمنی پر اتر آئے۔ اور آپ کے خلاف نہایت ہی گھٹیا پروپیگنڈا کرنے لگے۔ جب اسکا کچھ اثر نہ ہوا۔ تو ان نظریاتی دہشت گردوں نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ایک کتاب (ایسے شخص سے لکھوائی جو انگلینڈ

میں حافظ ہونے کے ناطے ناظرہ قرآن پڑھاتے تھے۔مگر کتاب چھپنے کے بعد وہ مفتی، پیر اور محقق ہو چکے تھے۔) لکھوائی جسکا نام ''افضلیت حضرت ابو بکر الصدیقؓ کا منکر اہل سنت سے خارج ہے'' رکھا۔تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے تحفظ صحابہ اور اہل بیت کا بیڑا اُٹھایا۔اور آپ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف '' زبدۃ التحقیق'' لکھی۔جس میں آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں تقریباً ۱۰۰ صفحات لکھے۔اور اپنا عقیدہ بڑے واضح طور پر لکھا کہ

ہم بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو تمام امت سے جمہور اہل سنت کے مذہب کے مطابق افضل مانتے ہیں۔مگر دو باتیں صاف طور پر غلط ہیں

ا۔یہ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی افضلیت پر اجماع نصی تام ہوا تھا۔اگر اجماع نصی تام ہوا ہوتا تو اسکا منکر کافر ہے۔تو ان صحابہ کرام واہل بیت اطہار جیسی پاک ہستیوں کا کیا ہوگا؟ جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے علاوہ کسی اور ہستی کو افضل مانتی ہیں۔پھر ان تمام ہستیوں کا ذکر اپنی کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ کیا۔مثلاً

☆ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا اور آپکے بھائی حضرت ابراہیمؓ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل مانتی تھیں

☆ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت جعفر طیارؓ کو سب سے افضل مانتے تھے

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے تمام شاگرد حضرت عبداللہ ابن

مسعودؓ کو سب سے افضل مانتے تھے۔اور وہ خود حضرت حیدر کرارؓ کو سب سے افضل مانتے تھے

☆ تمام ہاشمی اور حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ حضرت حیدر کرارؓ کو افضل مانتے تھے وغیرہ وغیرہ

۲۔ دوسری بات یہ غلط ثابت کی جو کہا گیا کہ

جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو افضل نہ مانتا ہو وہ اہل سنت سے خارج ہے۔

وہ ایسے کہ آپ نے ان تمام صحابہ کرام واہل بیت اطہار و تابعین کے نام ذکر کئے جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام واہل بیت اطہار کو افضل مانتے تھے۔اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اگر ان خارجی و نظریاتی دہشت گردوں کا یہ عقیدہ درست مان لیا جاتا۔تو پھر یہ تمام صحابہ کرام و اہل بیت اطہار و تابعین (جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کو افضل مانتے تھے) سنیت سے خارج ہو گئے تھے (نعوذ باللہ)۔چنانچہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے صحابہ کرام واہل بیت اطہار کے تحفظ کا بیڑا اُٹھایا اور انکے ان عقائد کو علمائے کرام و مشائخ عظام اور عوام الناس کے سامنے کھول کر اس طرح بیان کیا کہ سب کو پتہ چل سکے کہ انکی ایسی باتوں کے پیچھے اصل میں کیا منافقت چھپی ہوئی ہے۔

اب آیئے آپکو اپنے شیخ کامل قبلہ حضور مفکر اسلام کی شہرہ آفاق تصنیف "

زبدۃ التحقیق" کا تعارف کراتا ہوں کہ جس سے پتہ چل سکے کہ اس کتاب کے اندر کیا کیا اور کس کس طرح کی باتیں بیان فرمائی ہیں۔اور آپ کو یہ بھی یقین ہو سکے کہ خارجی لوگوں کا پراپیگنڈا کس قدر علمی اور اخلاقی لحاظ سے جاہلانہ و متعصبانہ ہے

ا۔ ہم لوگ بھی افضلیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔۔۔افضلیت ابو بکر صدیقؓ مذہب جمہور ہے

(ص ۲۲،۱۹۹)

☆ ہمارا اپنا عقیدہ بحیثیت سنی کے جناب ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں بحیثیت خلیفہ رسولؐ برحق ہونے کے افضل الامت ہونے کا ہے

(ص ۱۰۹)

☆ صحبت حضرت ابو بکر صدیقؓ کا منکر کافر ہے

(ص ٦٨)

☆ انساب عرب کے بہت بڑے عالم تھے

(ص ۸۵)

☆ حضرت ابو بکر صدیقؓ قرآن کے بہت بڑے دانائے راز تھے

(ص ۸۳)

☆ تقریبا ۱۰۰ صفحات صرف اور صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں لکھے گئے

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ عقائد اہل سنت کے ہیں یا نہیں؟

۲۔ قارئین: اگر آپ تعصب کی عینک اتار کر کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ پر یہ بات کھل جائے گی۔ کہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ میں سے کسی کی بھی افضلیت کو قطعی نہیں کہا۔ جیسا کہ صفحہ نمبر ۲۴ پر ہے کہ

نیز جناب ابو بکر صدیقؓ اور دوسرے کے درمیان مثلاً علی مرتضیٰؓ نصوصِ متعارضہ وارد ہوئی ہیں۔ (جسکی تفصیل فضائل میں آئیگی) اور وہ نصوص (کسی کی بھی افضلیت کے بارے میں) قطعیت کا فائدہ نہیں دیتیں۔ کیونکہ وہ ساری کی ساری اخبار واحدہ ہیں اور ظنیۃ الدلالت ہیں۔ باوجودیکہ وہ (نصوص) متعارض بھی ہیں

امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ اپنی شہرہ آفاق کتاب تفسیر کبیر میں ۲۴۔ ۲۲ پر سورہ نور آیت نمبر ۲۲ کے تحت رقمطراز ہیں۔

اجمعت الامۃ علی ان افضل الخلق بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، اما ابو بکر و اما علی

ترجمہ: امت نے اس پر اجماع کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوق میں سے افضل یا ابو بکر صدیقؓ ہیں یا علی مرتضیٰؓ

لہذا جانبین سے دلائل تفاضل جناب ابو بکر صدیقؓ اور علی مرتضیٰؓ کے درمیان ہی ہو سکتے ہیں۔

(ص ۳۳۴)

اور اسی طرح علامہ شریف جرجانی متوفی ۸۱۶ھ اپنی معروف آفاق کتاب شرح مواقف صفحہ ۸، ۴۰۴ پر تحریر فرماتے ہیں

والنصوص المذكورة من الطرفين بعد تعارضها. لا تفيد القطع على مالايخفى على منصف لانها باسرها اما آحادا وظنية الدلالة مع كونها متعارضةً ايضاً

ترجمہ: دونوں طرف سے مذکور ہونے والے دلائل، آپس میں متعارض ہونے کے بعد قطعیت کے معنی نہیں دیتے جیسا کہ کسی بھی منصف مزاج انسان پر یہ بات مخفی نہیں۔ کیونکہ وہ سارے کے سارے یا تو اخبار واحدہ یا ظنیۃ الدلالت ہیں باوجود آپس میں متعارض ہونے کے بھی

۳۔ اسی طرح آپ نے افضلیت کے بارے میں مختلف نظریات لکھے ہیں۔ مثلاً

☆ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت جعفر طیارؓ کو سب سے افضل سمجھتے تھے

(ص ۲۴۴)

☆ فرزند رسول حضرت ابراہیمؑ کی افضلیت

(ص ۲۴۵)

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سب سے افضل ہیں

(ص ۲۴۹)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ حضرت خاتون جنتؓ کو سب سے افضل مانتی تھیں

(ص ۲۵۰)

☆ حضرت عباسؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کو سب سے افضل مانتے تھے

(ص ۲۵۲)

☆ حضرت امام حسن مجتبیٰؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کو سب سے افضل مانتے تھے

(ص ۲۵۳)

☆ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور سیدنا ابراہیمؓ کی افضلیت تمام پر

(ص ۲۵۴)

☆ حضرت زبیر بن العوام کی افضلیت

(ص ۲۶۱)

☆ حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کو افضل مانتے تھے

(ص ۲۶۲)

اب ایسے واضح ترین نظریات اور عقائد صحابہ رکھنے کے باوجود یہ رٹ لگانا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جو افضل نہ مانے وہ سنیت سے خارج ہے؟ تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ایسے لوگوں کے مطابق یہ صحابہ کرام کی ہستیاں سنیت سے خارج ہو گئی ہیں (نعوذ باللہ)۔ نہیں یقیناً نہیں۔ کیونکہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالیشان کے مطابق

ما انا علیہ الیوم واصحابی

آج میں جس عقیدے پر ہوں اور میرے صحابیؓ وہ اہل سنت

والجماعت ہیں۔تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ جب کوئی عقیدہ صحابہؓ سے ثابت ہو گیا تو وہ معیار سنیت ہو گا۔نہ کہ کسی مولوی صاحب کی سوچ۔تو جہاں تک خلفائے راشدینؓ کی باہمی افضلیت کا تعلق ہے انکو ایک دوسرے سے حسبِ ترتیبِ خلافت قطعی طور پر اور مطلقاً قرار دینا بھی کتاب اللہ کے عام کو خبر واحد سے خاص کرنے کو مستلزم ہے۔

قرآن مجید میں جہاں بھی فضائل صحابہ کرام بیان ہوئے ہیں مجموعی حثیت میں وصفاً ذکر ہوئے ہیں۔ذاتاً یا اسماً نہیں ہوئے کہ کسی فرد کے بارے میں ایسا لازمی قرار دے دیا جائے۔جب اللہ تبارک تعالی نے علم واسم کے ساتھ ذکر روانہ رکھا تو کسی فرد بشر کو بھی یہ اختیار ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے تھا۔کہ صحابہ کرام میں سے کسی فرد واحد کو علماً واسماً معین کر کے مطلقاً اسکی افضلیت کا قطعی ویقینی عقیدہ لازمی قرار دے بلکہ اس معاملے کو قیامت کے لئے اللہ سبحانہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دینا ہی احوط وانسب ہے۔یہی موءقف امام غزالیؒ نے مقاصد اور سید شریف جرجانیؒ نے شرح مواقف میں اختیار فرمایا ہے۔

عظمت اہل بیت اطہار اور صحابہ کرامؓ کی حق تلفی کا دفاع

جب اہل سنت کی صفوں میں چھپے نظریاتی دہشت گردوں نے وہابیہ کے نعرے کو اہلسنت میں پروان چڑھانا شروع کیا۔تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے

سب سے پہلے تین وجہ سے اسکی مخالفت کی

۱۔ایک یہ کہ "نعرہ تحقیق" حق چار یار وھابی اسلئے لگاتے ہیں کہ وہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت کونہیں مانتے۔مگر سنیوں کو یہ نعرہ کیوں کر موافق پڑھ گیا ہے؟ سنی تو حضرت امام حسنؓ کی خلافت کو مانتے ہیں

۲۔دوسرا سوال آپ نے یہ اُٹھایا کہ

نعرے کے جواب سے ہمیں اختلاف ہے وہ اسلئے کہ اگر آپ خلافت کی وجہ سے نعرہ تحقیق 'حق چار یار' کہتے ہیں تو (حدیث کی رو سے خلافت کی مدت ۳۰ سال بنتی ہے اور وہ جب تک حضرت امام حسنؓ کی ٦ ماہ کی خلافت نہ ڈالیں۔ ۳۰ سال مدت پوری نہیں ہوتی) پھر خلیفہ پانچ ہیں۔چار نہیں۔اسلئے "حق پانچ یار کہو" تا کہ حضرت امام حسنؓ کی خلافت کو بھی شامل کیا جا سکے۔

۳۔اگر "حق چار یار" صحابہ کرام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے لگاتے ہیں۔تو پھر "حق سب یار کہو" تا کہ تمام صحابہ کرامؓ (بشمول حضرت امیر معاویہؓ بھی) اس میں شامل ہو جائیں۔کیونکہ سب کے سب صحابہ کرام قرآن کے مطابق حق پر ہیں۔صرف چار ہی حق پر نہیں ہیں۔لہذا قبلہ حضور مفکر اسلام نے فرمایا کہ "حق سب یار کہو"۔کیونکہ یہ عین قرآنی نعرہ ہے۔اور اسکے لئے مندرجہ ذیل آیات مبارکہ پیش کیں

۱۔ اولئک هم المومنون حقا

(سورۃ انفال ۴)

وہ (صحابہ) سب سچے مومن ہیں

۲۔ انما المومنون الذین آمنو باللہ ورسولہ ۔۔

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول صلی للہ

علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ۔ پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور

مال سے اللہ کہ راہ میں جہاد کیا۔ وہی حق پر ہیں

(سورۃ حجرات ۱۵)

۳۔ ولذین آمنوا وھاجرو اوجاھدوا فی سبیل

اللہ والذین ....اولئك ھم المومنون

حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے

اور جنہوں نے جگہ دی ۔ اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں

انکے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی

پھر حدیث مبارکہ

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

(مشکواۃ المصابیح ۔ باب مناقب صحابہ)

کسی بھی مسئلے میں اگر کسی صحابی کا مستند قول کوئی اختیار کرے تو نہ گمراہ

ہے ۔ نہ کافر ہے ۔ بلکہ فرمان نبی پاک ؐ کے مطابق وہ ہدایت پر ہے ۔

اور پھر ستفترق امتی ----- ما انا علیہ الیوم و اصحابی

یعنی جس عقیدے پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ ہیں (وہ اہل سنت و

الجماعت ہیں)

مطلب یہ کہ معیار حق سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات اور سب کے سب صحابہ کرامؓ ہیں

قارئین کرام: ذرا سوچئے کہ ایک طرف قبلہ حضور مفکر اسلام آیتوں پر آیتیں اور احادیث پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف نہ کوئی آیت اور نہ کوئی صحیح حدیث موجود ''تو پھر حق پر کون ہوا''

یقیناً وہی ہوا جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرامؓ کے حق ہونے کو ثابت بھی کیا اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ آپ نے باقی صحابہ کرامؓ کی نفی کرنے والوں سے مناظرہ بھی کیا اور تاریخی شکست فاش اسطرح دی۔ کہ آج تک مناظرے میں کئے گئے سوالوں کے جواب نہ دے سکے۔ آپ نے مناظرے سے پہلے ''حق سب یار'' کے نعرے کے حق میں اشعار بھی لکھے جو آج زبان زد عام ہیں

رکھ پیار نبی دیاں یاراں دا
اک لکھ تے کئی ہزاراں دا
کربل دے شہسواراں دا
نالے خیبر دی یلغاراں دا
نالے پنجاں تے باراں دا
بغداد دیاں سرکاراں دا

رکھ پیار نبی دیاں یاراں دا

اک لکھ تے کئی ہزاراں دا

اور پھر جب مراد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے تو فرمایا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک ہم حق پر ہیں

تو حضرت عمر فاروقؓ نے کہا پھر ہم باہر نکل کر کھلے میدان میں کیوں نماز نہیں پڑھتے

تو جواباً ارشاد ہوا کہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں

تب حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکے لئے اللہ کافی ہے اور میں کافی ہوں

تب باقی صحابہ کرامؓ کو گراں گزرا کہ ہمیں بیچ میں سے نکال دیا ہے جو اتنی تکلیفیں برداشت کرتے رہے ہیں۔ اس وقت رب کریم نے ارشاد فرمایا

حسبك الله ومن اتبعك من المومنين

اے محبوبؐ اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے

علت حکم سب پیروی کرنے والے۔ یعنی رب کریم نے باقی صحابہ کرام کو نکالنا پسند نہیں فرمایا۔ اور فرمایا

اے عمرؓ باقی صحابہ کرامؓ اور تم بھی۔ یعنی سب صحابہ کرامؓ کافی ہو

مطلب "حق سب یار"

قارئین ایک بڑے اچھنبے کی بات

"حق چار یار" کا نعرہ سب سے پہلے لگانے والے دیوبندی حضرات تھے۔ مولوی کرم دین پیاں والوں کے بیٹے مولوی مظہر حسین صاحب آف چکوال نے اپنی کتاب (" موعودہ خلافت راشدہ ۶۔۵، قاضی مظہر حسین مطبوعہ ۱۴۰۹ھ) میں حق چار یار کے نعرہ کا پرچار کیا۔ اور (نعرہ خلافت۔ حق چار یار) کی ترویج واشاعت میں بہت کردار ادا کیا۔ قاضی صاحب مکتبہ فکر دیو بند سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں

ہم خلافت راشدہ اور حق چار یار کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ اور حق تعالی کی نصرت سے حق چار یار کے اعلان حق کی گونج نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک میں بھی پھیل رہی ہے۔

اب آپ ان کی وہ تحریر ملاحظہ فرمائیں جس میں انہوں نے حضرت امام حسنؓ کی خلافت راشدہ کا انکار کیا

" دراصل خلفائے راشدین چار ہی ہیں۔ انہی چار یار کی خلافت قیامت تک کی حکومتوں کے لئے ایک کامل معیاری نمونہ ہے"

(نبؐ وآلہ۔ کتاب مذکور ص ۵۴)

اسکے بعد قاضی صاحب نے واضح لفظوں میں حضرت امام حسنؓ کی

خلافت کو غیر شرعی اور لغوی خلافت قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے

''قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ انہی چار میں منحصر ہوگی۔ کوئی پانچواں خلیفہ ان میں شامل نہیں ہو سکے گا'' آگے لکھتے ہیں ''لہذا شرعی اصطلاح میں سوائے چار یار کے کوئی خلیفہ راشد نہیں ہوگا''

(خارجی فتنہ حصہ دوم۔ مصنفہ قاضی مظہر حسین)

آپ اس بات سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے حق چار یار کے نعرہ کو عام کیا تھا وہ حضرت امام حسنؓ کو خلیفہ راشد نہیں مانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے مستند علمائے اہل سنت نے اس نعرہ کی مخالفت کی تھی۔ بالخصوص امام اہل سنت حضرت علامہ عبدالغفور ہزارویؒ نے گولڑہ شریف کے عرس کے اجتماعات میں بار بار اس نعرہ کے خلاف آواز اُٹھائی۔ انکے بعد جانشین شیخ القرآن علامہ مفتی عبدالشکور ہزارویؒ نے بارہا حضرت قبلہ پیر سید غلام معین الدین گیلانیؒ عرف بڑے لالہ جی صاحب کی موجودگی میں گولڑہ شریف میں سالانہ عرس پر اعلان فرمایا۔ کہ یہاں یہ نعرہ نہ لگایا جائے۔ لہذا تب سے آجتک گولڑہ شریف میں یہ نعرہ نہیں لگایا جاتا۔

حضرت امام حسنؓ خلیفہ راشد ہیں

حضور علیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے کہ

الخلافة من بعدی ثلثون سنة

میرے بعد تیس سال تک خلافت ہوگی

اہل سنت کا اتفاق ہے کہ حضرت امام حسنؓ چھ ماہ تک تخت خلافت پر متمکن رہے ہیں اور آپکی خلافت شامل کر کے تیس سال تک خلافت راشدہ ہے۔

(تاریخ الخلفاء از امام سیوطیؒ، الصواعق المحرقہ از امام ابن حجر مکیؒ۔ بہار شریعت مولفہ مولانا امجد اعظمی، تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، تصفیہ مابین سنی وشیعہ۔ از فخر السادات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ۔ مراۃ شرح مشکواۃ۔ از مفتی احمد یار خان صاحب نعیمیؒ)

قارئین: غور فرمائیں کہ سنیوں میں نعرہ تحقیق حق چار یار لگانے والوں کے پرتشدد راہنما بڑے واضح طور پر کہتے ہیں کہ تمام وہابی اور شیعہ کافر ہیں (ویڈیو موجود ہیں)۔ اب لمحہ فکریہ ہے کہ ایک طرف جنکو آپ کافر کہتے ہیں دوسری طرف انہی کے نعروں کی پیروی بھی کرتے ہیں۔ اسکا مطلب لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے اور مذہب ہے اور اپنے لئے اور مذہب؟

قبلہ حضور مفکر اسلام

بزرگان دین اور علمائے حق کی نظر میں

کچھ واقعات قلم بند کرنے کا مقصد یہ کہ قارئین کو پتہ چل سکے۔ کہ قبلہ حضور مفکر اسلام کی علمی استعداد کو اپنے اپنے زمانے کے مشہور ومعروف بزگان دین اور علمائے حق نے کن الفاظ حسنہ سے نوازا ہے

اور اسکی میری نظر میں بڑی عام سی وجہ ہے۔ کہ قدر والے ہی قدر والوں کو پہچانتے ہیں۔ یا کوئی علم و معرفت حقیقی رکھنے والا ہی کسی دوسرے کے علم و معرفت حقیقی کو پہچانے گا۔ یا کوئی بہادر شخص ہی کسی دوسرے بہادر شخص کو ہی داد دے سکتا ہے۔

اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ کہ تعریف بھی آپ اس شے کی اتنی ہی کریں گے کہ جتنا آپ کو اس شے کی معرفت ہوگی۔ جیسے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے احمد (سب سے زیادہ تعریف کرنے والا) سرکار دو جہاں سرور دلبراں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلیئے رب تعالی کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالی کی ذات کے بارے میں سب سے زیادہ معرفت رکھتے ہیں

اب آیئے ان واقعات کی طرف چلتے ہیں۔ کہ جس میں اہل سنت کے اکابرین بزرگان دین و علمائے حق نے کس طرح قبلہ حضور مفکر اسلام کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆سب سے پہلے اپنے زمانے میں علمائے حق کی صفوں میں ایک ایسا نام بولتا ہے کہ جن کی علمی برتری کو دوست اور دشمن سب ہی تسلیم کیا کرتے تھے۔ اور وہ نام ہے۔ شیخ القرآن حضرت مولانا عبد الغفور ہزارویؒ کا۔ جن کو دیکھو تو واقعی رب یاد آتا تھا۔ شیخ القرآن اور قبلہ حضور مفکر اسلام (جبکہ اس وقت آپ بالکل نوجوان تھے) ایک جلسے میں اکھٹے ہوئے۔ تو شیخ القرآن نے پوچھا

مولانا آپ اپنا تعارف کروائیے۔جس پر آپ نے جواب دیا کہ میں مولانا نہیں سید ہوں جس پر شیخ القرآنؒ نے فوراً فرمایا۔الھم صل علی سیدنا و مولنا۔۔۔۔۔ دیکھیں مولانا تو درود شریف میں آیا ہوا ہے۔جس پر قبلہ حضور مفکر اسلام نے فرمایا کہ بے شک مولانا آیا ہوا ہے مگر یہ دیکھئے کہ پہلے سیدنا آیا ہے اسکے بعد مولانا آیا ہے۔جس پر شیخ القرآنؒ فوراً فرمانے لگے آپ ٹینچ والے سید عبدالقادر شاہ صاحب تو نہیں ہیں؟ جس پر آپ نے فرمایا جی میں وہی ہوں ۔پھر شیخ القرآنؒ نے فرمایا۔میں نے بڑا چرچا سنا تھا آپکا آج تو اسکا تجربہ بھی ہو گیا ہے۔ماشاءاللہ پیر بابا آپ نے دل خوش کر دیا ہے۔پھر اگلی ملاقات کسی دوسرے جلسے میں ہوئی تو قبلہ شیخ القرآن فرمانے لگے۔پیر بابا میں پہلے تقریر کروں گا اور آپ بعد میں تقریر کریں گے۔جس پر قبلہ حضور مفکر اسلام نے فرمایا جناب آپ کی تقریر تو آخری ہوتی ہے۔اور دوسرا اگر آپ پہلے تقریر کر دیں گے تو میری تقریر سننے کے لئے کون بیٹھے گا۔جس پر قبلہ شیخ القرآنؒ نے ایک تاریخی جملہ فرمایا۔کہ ''پیر بابا ماشاءاللہ آپ بہت تکڑے ہیں''

بعض دفعہ خود شیخ القرآنؒ قبلہ حضور مفکر اسلام کو جلسہ گاہ کے اندر بیٹھے بیٹھے کوئی موضوع دیتے اور فرماتے پیر بابا آج آپ نے اس پر تقریر کرنی ہے۔قارئین غور فرمائیں کہ کس طرح کی وسعت قلبی کا مظاہرہ ہوا کرتا تھا۔اسی لئے آج جب بھی شیخ القرآنؒ کا ذکر پاک ہوتا ہے تو قبلہ حضور مفکر اسلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی ہے۔

☆اسی طرح قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کسی جگہ تقریر کر رہا تھا۔ کہ دیکھا ایک بزرگ چمکتی داڑھی مبارک، روشن چہرہ، سفید کرتہ اور تہبند باندھے ہوئے سٹیج کی طرف آرہے تھے۔ اور انکی جوتیاں پیر کرم شاہ صاحب نے اُٹھائی ہوئی تھیں۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی خاص بزرگ ہیں۔ جب وہ آکر بیٹھ گئے تو میں نے تقریر دوبارہ شروع کر دی۔ میں چونکہ کرسی پر اسطرح بیٹھا تھا کہ پاؤں پیچھے کی طرف کئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کرسی کے پیچھے سے کسی نے میرے پاؤں کو ہاتھ لگائے۔ میں نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو وہی بزرگ تھے۔ جب میں نے تقریر ختم کی تو میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور آپ نے یہ کیا کیا ہے۔ (حضرت صاحب نے پہلے خواجہ قمرالدین سیالویؒ کا نام بہت سنا ہوا تھا۔ مگر یہ پہلی ملاقات تھی)۔ جس پر وہ فرمانے لگے میرا نام قمرالدین سیالوی ہے

جب مجھے پیر کرم شاہ صاحب نے بتایا کہ آپ سید عبدالقادر شاہ صاحب ٹینچ والے جو حضور غوث پاکؓ کی اولاد سے ہیں تو میں نے یہ جاننے کے بعد آپکے پاؤں کو ہاتھ لگائے تھے۔

اسی طرح کافی عرصے کے بعد یہاں لندن میں لی برج روڈ مسجد میں دوران گفتگو آپ نے یہی واقع بیان کیا تو آپ کا ایک مرید وہیں موجود تھا یہ بات سنی تو بہت بری لگی اور پاکستان جا کر خواجہ صاحب کے پاس ملنے کے لیئے گیا۔ اور جا کر عرض کی کہ اسطرح وہاں لندن میں ایک مولانا عبدالقادر صاحب ہیں

اور وہ آپکے بارے میں یہ واقعہ بیان کرر ہے تھے۔ مجھے بہت برا لگا اور میں نے وہاں جانا چھوڑ دیا۔ جس پر خواجہ صاحب بہت برہم ہوئے۔ کہ وہ مولانا نہیں سید عبدالقادر شاہ صاحب گیلانی ہیں اور حضور غوث پاک ؓ کی اولاد سے ہیں۔ لہذا واپس جاؤ اور معافی مانگو اگر وہ معاف کر دیں تو میرے پاس آنا ورنہ مت آنا ۔جس پر وہ شخص واپس آکر معافی کا طلب گار ہوا۔ تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے فرمایا ۔میں نے تمہیں معاف کیا مگر یہ بات یاد رکھنا کہ

میں نے یہ واقعہ خواجہ قمرالدین سیالویؒ کی اعلی ظرفی اور حب اہل بیت کی مثال کے طور پر بیان کیا تھا۔ کہ ایک ایسا جید عالم دین اور پیر کہ بڑے بڑے لوگ جسکے جوتے اُٹھانا فخر سمجھتے ہوں۔ وہ سادات کا کس طرح احترام کیا کرتے تھے۔

قبلہ حضور مفکر اسلام فرماتے ہیں ایک دفعہ ایک مولانا تشریف لائے۔ تو اس وقت میں دورہ حدیث پڑھا رہا تھا۔ فارغ ہونے کے بعد دوران ملاقات پوچھا کہ کیسے آنا ہوا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں پنڈی گھیب کے علاقے سے آیا ہوں اور آپ سے تقریر کے لئے وقت چاہیے۔ تو آپ نے معذرت کر لی کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرا دورہ حدیث چل رہا ہے۔ جب وہ جانے لگے تو آپ نے پوچھا مولانا آپ کا پورا نام کیا ہے تو انہوں نے اپنے نام کے آخر میں سیالوی بتایا۔ تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اور آپ نے فرمایا مولانا یہ نذرانہ میری طرف سے قبول کریں۔ اور میں آپ کے ادارے میں تقریر کرنے کے لئے بھی

انشاء اللہ آؤں گا۔اسی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے کی بات ہے کہ جب بھی کوئی عالم دین یا آپکا مرید قبلہ حضور مفکر اسلام کے پاس تشریف لاتے ہیں۔تو آپ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ آپ نے کسی اور موضوع پر نہیں بولنا بس خواجہ قمرالدین سیالویؒ کی باتیں سنانی ہیں۔

☆اسی طرح پیران طریقت میں سے مشہور و معروف پیر صاحب آف طوری شریف جنکی عمر اس وقت ۷۲ برس تھی۔مگر چہرہ مبارک پر کوئی جھری نہیں تھی بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آپکے چہرے مبارک میں اپنا منہ نظر آتا تھا

آپکے مرید اور خلیفہ، محقق اہل سنت پیر سید عظمت حسین شاہ صاحب گیلانی خود یہ بات بیان فرماتے ہیں۔جب میں اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں حاضر ہوتا۔تو مجھ سے قبلہ حضور مفکر اسلام کے بارے میں پوچھتے اور فرماتے میرا اسلام عرض کرنا۔جب میں قبلہ حضور مفکر اسلام کو آپکا سلام پیش کرتا تو آپکی آنسو آجاتے۔اور مجھے فرماتے جب واپس جاؤ تو میرا اسلام بھی عرض کرنا ۔چنانچہ جب پیر سید عظمت حسین شاہ صاحب

واپس جاکر اپنے مرشد کامل کی بارگاہ میں قبلہ حضور مفکر اسلام کا سلام عرض کرتے تو فرماتے ہیں کہ میرے مرشد پاک اگر جوتے پہنے ہوتے تو اتار کر ،کھڑے ہو کر آپکے سلام کا جواب دیتے۔اور کافی دیر تک روتے رہتے۔پیر صاحب آف طوری صاحبؒ نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ میرا جنازہ بھی قبلہ حضور مفکر اسلام کو کہنا کہ وہ پڑھائیں

☆ گولڑہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین قبلہ حضرت پیر سید عبدالحق شاہ صاحب گیلانی سے جب بھی قبلہ حضور مفکر اسلام آپکی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے ہیں۔ تو قبلہ لالہ جی صاحب اپنے پاس بٹھا کر کافی دیر تک گفتگو فرماتے ہیں۔حالانکہ عام حالات میں وہ بہت کم ملتے ہیں اور جو وقت ملاقات کا ہوتا بھی ہے۔وہ بھی نہایت کم ہوتا ہے۔قبلہ پیر سید عبدالحق شاہ صاحب کے ایک مرید خاص قاضی عبدالرشید صاحب گولڑوی نے راقم کو یہ بات خود بتائی کہ انگلینڈ آنے کے بعد جب میں پہلی دفعہ قبلہ حضرت پیر سید عبدالحق شاہ صاحب کے ساتھ ملاقات کے لئے گولڑہ شریف گیا۔تو رخصت کے وقت مرشد پاک نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔" کہ قاضی صاحب میری ایک بات یاد رکھنا۔وہ یہ کہ سید عبدالقادر شاہ صاحب کا ساتھ کبھی نہ چھوڑنا۔"

پھر واقعی جو لوگ قاضی عبدالرشید صاحب کو جانتے ہیں۔وہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ اس شخص نے جس جوانمردی کے ساتھ اس عہد کو گزشتہ ۳۵ سالوں سے نبھایا ہے۔وہ دوسروں کے لئے یقیناً مشعل راہ ہے۔قاضی صاحب کا قبلہ مفکر اسلام کے ساتھ تعلق دیکھ کر عام لوگ یہی سمجھتے ہیں۔کہ قاضی صاحب قبلہ حضور مفکر اسلام کے مرید ہیں۔اور پھر جس طرح کا روحانی تعلق قبلہ حضور مفکر اسلام کا رئیس المجددین فاتح قادیانیت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کے ساتھ ہے وہ راہ طریقت کے مسافروں پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

قبلہ حضور مفکر اسلام ایک دفعہ انگلینڈ میں کسی علاقے سے گزر رہے

تھے۔کہ آپ نے اپنے ڈرائیور سے کہا گاڑی فلاں آدمی کے پاس روکو۔جب وہاں پہنچے تو آپ نے ایک آدمی جس نے گولڑہ شریف کے بزرگوں کی طرح پگڑی باندھی ہوئی تھی کو بلایا۔جب وہ پاس پہنچا۔تو آپ نے اس سے پوچھا گولڑہ شریف سے کیا تعلق ہے۔تو اس نے عرض کی میں وہاں کا مرید ہوں۔چنانچہ آپ نے اسکو کچھ نزرانہ دیا کہ تمہیں دور سے دیکھ کر خواجہ گولڑوی یاد آ گئے۔

☆اسی طرح جب قبلہ حضور مفکر اسلام بہت چھوٹے ہی تھے۔کہ خواجہ پیر قاسم موہڑویؒ کی دعوت پر آپکے والد گرامی قبلہ حضرت پیر سید ولایت علی شاہ صاحب گیلانیؒ قبلہ حضور مفکر اسلام کو لے کر موہڑہ شریف تشریف لے کر گئے۔جب آپ خواجہ قاسم موہڑویؒ کے کمرے کے پاس پہنچے تو خواجہ صاحبؒ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔اور فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب آپ میرے ہاتھوں پر اپنے پاؤں رکھ کر داخل ہوں۔جس پر قبلہ حضور مفکر اسلام رک گئے۔تب خواجہ صاحب نے آپکے والد گرامیؒ کو فرمایا کہ آپ حکم دیں ورنہ یہ ایسا نہیں کریں گے۔جس پر آپکے والد گرامیؒ نے انکار کیا۔پھر آپکے بے حد اصرار پر آپ کو حکم دیا۔جس پر قبلہ حضور مفکر اسلام اپنے ننھے ننھے پاؤں مبارک آپکے ہاتھوں پر رکھ اندر داخل ہوئے۔تو خواجہ صاحبؒ پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوگئی اور فرمانے لگے۔میں نے یقیناً آپکے آباؤ اجداد کو راضی کرلیا ہے

☆مری والے حضرت پیر سید لال شاہ صاحب آف سراسیؒ کی با

لمشافہ ملاقات قبلہ حضور مفکر اسلام سے کبھی نہیں ہوئی۔ مگر روحانی طور پر ایک مضبوط تعلق موجود تھا۔ جسکی مثال یہ واقعہ ہے کہ جب قبلہ حضور مفکر اسلام طالب علمی کے زمانے میں ایک دن سخت سردی میں کاٹن کی بنی ہوئی شیروانی پہنے سائیکل پر جارہے تھے۔ تو آپ نے اپنے ایک مرید کو ایک گرم کوٹ دے کر فرمایا کہ جاؤ اور دہلی میں ایک عالم ہیں اوپر سے مولانا لگتے ہیں مگر اصل میں وہ سید ہیں۔ چنانچہ وہ آدمی وہ گرم کوٹ لے کر آیا اور آپ کو آپکی طرف سے دے کر چلا گیا۔ پھر جب آپ پڑھ کر واپس آئے تو کافی عرصہ بعد ایک دفعہ قبلہ حضور مفکر اسلام کو کافی شدت سے بخار ہو گیا اور اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ ادھر حضرت پیر سید لال شاہ صاحبؒ نے ایک آدمی کو برف میں پڑے ہوئے چاول اُٹھا کر دئے اور کہا کہ جاؤ اور پنڈی میں اس پتہ پر سید عبدالقادر شاہ صاحب بیمار ہیں انکو یہ چاول کھلاؤ تو وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ جب وہ چاول آپکو دیئے گئے تو وہ چاول بہت ہی زیادہ پرانے تھے۔ مگر آپ نے اسی وقت وہ چاول تناول فرمائے اور اسکے بعد سے آپ صحت یاب ہونا شروع ہو گئے۔

☆ سجادہ نشین خانقاہِ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ) حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

مفکر اسلام حضرت علامہ پیر سید عبدالقادر شاہ صاحبِ جیلانی کی شخصیت اہل سنت کے لئے طویل اور گراں قدر خدمات ہر ایک پر ظاہر و باہر ہیں۔ حضور سیدنا پیران پیر غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ انکا نسبی

تعلق ہمارے لئے مزید احترام کا باعث ہے۔دیارغیر میں انکی دینی تبلیغی جدو جہد روز روشن کی طرح عیاں ہے۔اور انکا علمی و تحقیقی ذوق انہیں معاصر علماء ومشائخ میں منفرد مقام دلاتا ہے۔

اسی طرح کے اور بے شمار واقعات موجود ہیں مگر طوالت کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں

قبلہ حضور مفکر اسلام کی کرامات

سب سے پہلے برٹن آن ٹرنٹ کے خلیفہ حاجی جعفر صاحب کے ہاں ۱۶ سال سے کوئی اولاد نہیں تھی۔

چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے فضل سے قبلہ حضور مفکر اسلام کی دعاؤں سے انکو ۳ بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔اسی طرح ہیمل ہیمسٹڈ کے راجہ ارشد کے ہاں بھی ۱۰ سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ انکے ہاں اولاد ہو ہی نہیں سکتی۔مگر قبلہ حضرت مفکر اسلام کی دعاؤں سے رب تعالی نے انکو بھی اس نعمت سے نوازا۔

☆ کئی سال پہلے جنوبی افریقہ سے ایک شخص جو کہ مرزائی عقیدے کا تھا۔اپنے ڈاکٹر بیٹے اور ڈاکٹر بہو کو لایا۔اور کہنے لگا۔کہ انکے ہاں کئی سالوں سے کوئی اولاد نہیں ہے۔اور دونوں ہیں بھی تندرست۔چنانچہ آپ نے انکو فرمایا اگر تم لوگ اپنے مذہب سے توبہ کرو۔تو میں تم لوگوں کو اپنے سلسلے کے تعویذات دوں گا اور دعا بھی کروں گا کہ اگلے سال جب تم لوگ آؤ تو رب تعالی اپنے فضل سے بیٹا

عطا کرے۔ پھر وہ لوگ سچ مچ تائب ہوئے اور واقعی اگلے سال اللہ تعالی نے انکو بہت خوبصورت بیٹا عطا کیا۔

☆لندن کا ایک کاروباری سکھ ایک دفعہ اپنی کوئی بہت بڑی مشکل لے کر آیا۔ اور اپنی مشکل ایک کاغذ پر لکھ کر دی۔ چنانچہ آپ نے اسکو فرمایا۔ بچو پریشان مت ہو اللہ خیر کرے گا۔ ایک تعویذ اپنے پاس رکھنے کے لئے دیا اور دعا بھی فرمائی۔ اگلے ہفتے وہ سکھ دوبارہ نہایت خوش خوش حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میری مشکل حل ہو گئی ہے۔ اور ساتھ ہی اسنے پیسوں سے بھرا ایک بریف کیس کھولا اور کہا یہ میں آپ کے لئے لایا ہوں۔ تب آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا بچو تیرے چہرے پہ مسکراہٹ دیکھ کر مجھے سب کچھ مل گیا ہے۔ مہربانی کر کے یہ پیسے لے جاؤ مجھے نہیں چاہیے۔ میں جس در کا غلام ہوں وہ اتنا عطا کرتے ہیں کہ سنبھالنے میں مشکل ہوتی ہے۔ بس اتنا سمجھنا کہ اگر میرا مذہب ٹھیک نہ ہوتا تو تجھے فائدہ کبھی نہ پہنچتا۔

پھر والتھم سٹو کے آپکے مرید ارشد حسین (عرف ایش) اپنے ایک مکینک برٹش آدمی کو لائے۔ جو کہ بہت زیادہ وزن ہونے کی وجہ سے گھٹنوں کا درد کافی عرصے سے تھا۔ چنانچہ تین جمعہ دم ڈھلوانے کے بعد وہ الحمد اللہ ٹھیک ہو گیا۔ تو اسنے کچھ پیسے دینے چاہے تو آپ نے فرمایا۔ کہ بس اتنا کرنا کہ قیامت والے دن گواہی دینا کہ میرا دین سچا تھا۔ اور اس بات پر سوچنا کہ اگر میرا دین سچا نہ ہوتا تو تمہیں فائدہ نہ پہنچتا۔

☆اسی طرح والتھم سٹو کے ارشد حسین (عرف ایش جو کہ پچھلے ۳۰ سالوں سے آپکے مشن کی خدمت کر رہے ہیں) اپنے بیٹے کے ہمراہ آپکے دارالعلوم میں اکثر آتے اور صفائی کرتے اور انکا بیٹا باتھ روم صاف کرتا۔ جبکہ وہ ابھی جی سی ایس ای (میٹرک) کر رہا تھا۔ ایک دن دونوں باپ بیٹا آپ سے ملنے کے لئے گئے تو ملتے ساتھ ہی آپ نے فرمایا۔ ایش جاؤ اور مٹھائی لے آؤ ۔ جب وہ لے کر آئے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اور فرمایا۔ اپنے بیٹے کے ڈاکٹر بننے کی مبارک ہو۔ اور یہ مٹھائی سب میں تقسیم کرو۔ پھر اس دن سے آپ نے اس کو ڈاکٹر کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ اور پھر واقعی آج وہ بہت قابل ڈاکٹر ہے۔

☆سید مزمل حسین **شاہ صاحب** جماعتی نے دوران جلسہ یہ واقعہ سنایا کہ میں ایک دفعہ اپنے **ایک** رشتہ دار جو پاکستان سے آئے تھے کے ساتھ قبلہ حضور مفکر اسلام سے ملنے کے لئے آئے۔ تو بقول انکے راستے میں انکے رشتہ دار نے کہا کہ **مفکر اسلام** کے بارے میں سنا ہے کہ وہ اپنے برابر کسی کو سمجھتے ہی نہیں؟ چنانچہ **مزمل** شاہ صاحب کہنے لگے کہ جب ہم قبلہ حضور مفکر اسلام کے کمرے کے اندر ملنے کے بعد بیٹھے تو قبلہ حضور مفکر اسلام نے ہم دونوں کو نزرانہ پیش کیا اور فرمایا آپ لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں مجھ گنہگار کے لئے دعا کیجئے گا۔ (تب ہم دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ جو باتیں ہم لوگوں نے راستے میں کی تھی اسکا جواب قبلہ حضور مفکر اسلام نے پہلے جملے میں ہی دے دیا)

☆ عام طور پر اپنے برادری یا خاندان کے لوگ کم ہی کسی کو پیر مانتے ہیں۔مگر الحمداللہ بے شمار لوگ آپ کے خاندان کے آپکے مرید ہیں۔چنانچہ آپکے بھتیجے اور مرید سید عاطف شاہ صاحب گیلانی اپنے بھائیوں (جو کہ آپ کے داماد بھی ہیں) کے ساتھ ملنے کے لئے گئے تو قبلہ حضرت مفکر اسلام نے سید عاطف شاہ صاحب گیلانی سے پوچھا آجکل کیا کر رہے ہیں۔تو انہوں نے بتایا۔کہ میں آجکل ایک پولٹری فارم چلا رہا ہوں۔آپ نے پوچھا کہ تعلیم کہاں تک کر کے چھوڑی ہے۔تب انہوں نے بتایا کہ ایف اے کے پیپرز میں رہ گیا تھا۔تب آپ نے فرمایا۔بس آج کے بعد تم نے کچھ اور نہیں کرنا اور تم نے وکیل بننا ہے۔اور انشاء اللہ تم ایک بہت کامیاب ترین وکیل ہو گے۔تب آپ نے دعا فرمائی تو اسکے بعد سید عاطف شاہ صاحب نے اسی سال ایف اے کا امتحان پاس کیا۔اور پھر بی اے اور پھر وکالت تک نہایت اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوتے گئے۔آج کل پچھلے دس سال سے وہ وکالت کی دنیا میں نہایت کامیاب ترین وکیل ہیں۔

☆ راولپنڈی میں ایک بہت اعلیٰ خطاط جناب غلام رسول صاحب رہتے ہیں۔جو کہ آبائی طور پر موہڑہ چھپر آف چکری کے رہنے والے ہیں۔اور عقیدے کے لحاظ سے اہل تشیع تھے۔انکو ایک دفعہ

ملتان میں سلطان باہوؒ کے مزار پاک پر لکھائی کا ٹھیکہ ملا۔تو جب وہاں گئے تو انہوں نے انتظامیہ سے کہا کہ میں یہ کام پیسے کے بغیر کروں گا۔انہوں نے

بتایا کہ میرے دل میں ایک سوال بہت عرصے سے تھا کہ کون سے لوگ صحیح ہیں ۔چنانچہ انکے مطابق انہوں نے مزار پر حاضری کے وقت دل میں عرض کی کہ آپکے بارے میں بے شمار باتیں مشہور ہیں۔اسلئے مجھے بھی اگر میرے سوال کا جواب مل جائے تو مانوں ۔چنانچہ بقول انکے تیسرے یا چوتھے دن خواب میں حضرت سلطان باہوؒ کی زیارت ہوئی۔تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔کہ تمہارے علاقے میں فیصل کالونی میں جو لال مسجد ہے۔اسکے اندر جو شاہ صاحب جمعہ پڑھاتے ہیں وہ حضور غوث پاکؒ کی اولاد سے ہیں۔تم کو چاہیے کہ وہ عقیدہ رکھو جو انکا عقیدہ ہے۔پھر غلام رسول صاحب نے واپس آکر کے توبہ کی اور تب سے آجتک وہ اہل سنت کے عقائد کے مطابق اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

☆نوشہرہ ورکاں کے ایک کافی بڑے زمیندار اسحاق صاحب قادری بتاتے ہیں کہ میرے دل میں خواہش تھی کہ میں حضور غوث پاکؒ کے سلسلے میں بیعت ہونگا۔اسکے بعد خواب میں کئی مرتبہ مجھے قبلہ حضور مفکر اسلام کی زیارت ہوئی اور مجھے انکے ساتھ بیعت کا کہا گیا۔مگر میں انکے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔چنانچہ کچھ عرصے کے بعد میرے گاؤں کا ایک آدمی جو کہ جی ایچ کیو راولپنڈی میں کام کرتا تھا۔وہ قبلہ حضور مفکر اسلام کی کچھ تقاریر کی ڈی وی ڈیز لے کر گیا۔تو جب میں نے ان پر آپکی تصویر دیکھی۔تو وہ وہی تھی جو کہ میں نے خواب میں دیکھی تھی۔تب میں نے اس آدمی سے آپکے بارے میں معلومات لیں اور پھر راولپنڈی آکر کے قبلہ حضور مفکر اسلام سے بیعت ہوا۔اور آج

☆ نوشہرہ ورکاں کے ایک کافی بڑے زمیندار اسحاق صاحب قادری بتاتے ہیں کہ میرے دل میں خواہش تھی کہ میں حضور غوث پاکؒ کے سلسلے میں بیعت ہونگا۔ اسکے بعد خواب میں کئی مرتبہ مجھے قبلہ حضور مفکر اسلام کی زیارت ہوئی اور مجھے انکے ساتھ بیعت کا کہا گیا۔ مگر میں انکے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد میرے گاؤں کا ایک آدمی جو کہ جی ایچ کیو راولپنڈی میں کام کرتا تھا۔ وہ قبلہ حضور مفکر اسلام کی کچھ تقاریر کی ڈی وی ڈیز لے کر گیا۔ تو جب میں نے ان پر آپکی تصویر دیکھی۔ تو وہ وہی تھی جو کہ میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ تب میں نے اس آدمی سے آپکے بارے میں معلومات لیں اور پھر راولپنڈی آ کر کے قبلہ حضور مفکر اسلام سے بیعت ہوا۔ اور آج جناب اسحاق صاحب قادری پچھلے کئی سالوں سے ہر سال عرس مبارک پر بڑی باقاعدگی سے حاضری دیتے ہیں۔

☆ رانا جاوید صاحب (بھی کافی اچھے زمیندار تھے) چک ۴۰ جڑان والہ کے رہائشی بتاتے ہیں کہ میرے ہاں پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی تو میں نے دوسری شادی کی مگر ۶ سال گزر گئے اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔ تو میں بہت مایوس ہو گیا۔ اور میں نے یہ سوچ کر کہ لوگ میرے مرنے کے بعد میری زمین کو بیچیں گے۔ تو کیوں نہ میں خود ہی اسے اپنے استعمال میں لاؤں۔ چنانچہ میں نے کافی زمین بیچ کر گھر اچھی سہولیات کے ساتھ بنایا اور ایک گاڑی اپنے لئے اور ایک ایمبولینس لے کر کرایہ پر دے دی۔

بعد قبلہ حضور مفکر اسلام چیچہ وطنی تشریف لے کر گئے تو وہاں جب میرے بیٹے نے آپ سے ملاقات کی تو وہ سیدھا آپ سے جا کر لپٹ گیا اور ماں باپ میں سے کسی کے پاس جانے کے لئے تیار نہیں ہو رہا تھا۔ اسی دوران میں نے لفافے میں کچھ نذرانہ ڈال کر دیا۔ تو آپ نے فوراً ہی واپس کر دیا اور فرمایا۔ بیٹا جس شخص نے اپنی زمین بیچی ہو میں اسکا نذرانہ نہیں لیا کرتا۔ تم ہمت کرو اور وہ زمین واپس کرو۔ اللہ تعالی تمہیں اور بھی اولاد عطا کرے گا۔ اسکے بعد اللہ تعالی نے انکو اور بھی اولاد سے نوازا ہے۔

☆ خلیفہ حاجی عبدالرحمان صاحب دینہ، جہلم کے پاس گاؤں سناٹھا کے رہنے والے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ میں اپنے گاؤں کے قریب چھچھ جنگل میں ایک بزرگ سائیں سادہ صاحبؒ کے پاس جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے عرض کی کہ کوئی فیضان عنایت فرمائیں۔ تو اس وقت انکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور فرمانے لگے آپکا فیضان حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی کے بیٹے پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب گیلانی کے پاس ہے۔ چنانچہ جب میں ۱۹۶۴ میں انگلینڈ آیا۔ تو تب یہاں میری ملاقات قبلہ حضور مفکر اسلام سے ہوئی۔ تو میں نے بیعت کے لئے عرض کی۔ اور سارا واقعہ بھی بیان کیا۔ تو حضرت صاحب کی آنکھوں میں بھی سائیں سادہ صاحب کا نام سن کر آنسو آ گئے۔ مگر فرمایا کچھ نہیں۔ اور اس طرح میں پہلی دفعہ آپ سے بیعت ہوا۔

☆ یہ ۱۹۸۷ کا واقعہ ہے (جو کہ انکے بیٹوں حسن زیتونی اور حسین

زیتونی نے اپنی والدہ محترمہ سے پوچھ کر مجھے سنایا ہے) کہ ناروے سے تعلق رکھنے والے ایک نومسلم جناب احمد زیتونی صاحب کو قبلہ حضور مفکر اسلام کے ایک مرید نے دعوت دی۔ کہ میرے شیخ یہاں اوسلو میں تشریف لا رہے ہیں۔آپ بس ایک دفعہ انکی تقریر سماعت فرمائیں اور وہ تقریر بھی انگلش میں کریں گے۔ چنانچہ وہ اپنی پوری فیملی کو لے کر اس مسجد میں پہنچ گئے۔جب انہوں نے تقریر سنی تو کہنے لگے کہ آج سے پہلے ہم نے زندگی میں دل کو چھو لینے والی اور ایسی تحقیقی تقریر نہیں سماعت کی۔جسکے جواب میں قبلہ حضور مفکر اسلام کے اس مرید نے کہا کہ اگر آپ ایسا سمجھتے ہو۔تو آپ کو پھر میرے شیخ کامل سے بیعت کر لینی چاہیے۔جس پر انہوں نے جواب دیا۔کہ میں نے اصل میں کہیں بیعت کی ہوئی ہے۔اسکے بعد یہ لوگ اپنے گھر چلے گئے۔جب رات کو سونے کے لئے آنکھ لگی۔تو آنکھ مدینے میں جا لگی۔خواب میں مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اے احمد زیتونی!

اگر تم نے ان (قبلہ حضور مفکر اسلام) کے ساتھ بیعت نہ کی۔تو قیامت والے دن حقیقت دیکھ کر تو بہت پچھتائے گا۔کہ تم نے کیا کچھ مس کر دیا ہے۔یہ بات سنتے ہی انکی آنکھ کھل گئی۔اور انہوں نے دیکھا تو صبح کی نماز کا وقت تھا ۔چنانچہ نماز ادا کی اور کوشش شروع کر دی کہ کیسے قبلہ حضور مفکر اسلام کے پاس پہنچا جا سکے۔پھر کسی کے ذریعے سے آپ کی بارگاہ میں پہنچے۔اور بیعت فرمائی

۔پھر کوئی ایک مہینے کے بعد جناب احمد زیتونی صاحبؒ قبلہ حضور مفکر اسلام کے پاس لندن تشریف لائے۔

تو کچھ دنوں بعد انکو قبلہ حضور مفکر اسلام نے خلافت سے نوازا۔پھر جناب احمد زیتونی صاحبؒ نے قبلہ حضور مفکر اسلام کے ساتھ سفر میں کافی وقت گزارا۔اور دوران سفر وہ آپ سے مختلف موضوعات پر سوالوں کے جواب پوچھتے رہتے اوران باتوں کوریکارڈ کر لیتے اور بعد میں انہوں نے نارویجن زبان میں انکوترجمہ کر کے چھپوایا۔

سخاوتِ مرتضوی کا مظہر خاص

قبلہ حضور مفکر اسلام نے جب سے ہوش سنبھالا اور کچھ کمانے کے قابل ہوئے۔تو آپ نے تب سے لے کر اپنے بہن بھائیوں کی پرورش بہت ہی احسن طریقے سے کی۔اور آپ کو کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ یتیم ہیں۔انکی پڑھائیوں سے لے کر شادیوں تک ہر ایک معاملے کو اعلی سے اعلی طریقے سے سرانجام دیا۔خاص کر اپنی بہنوں کو آجتک ماھانہ خرچہ دے رہے ہیں۔اور جب آپکے بھائی کمانے کے قابل ہوئے اورانکی شادیاں کر دیں تو اسکے بعد قبلہ حضور مفکر اسلام نے اپنی دنیاوی تعلیم کو حاصل کیا۔اسی طرح پچھلے ۵۰ سالوں سے بے شمار سادات گھرانوں میں لگاتار ماھانہ خرچہ بھیجتے رہے ہیں۔اور پوری زندگی میں کوئی صحیح النسب سید جب بھی ملنے کے لئے تشریف لائیں تو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔اسی طرح جب مرید ملنے کے لئے آتے ہیں۔تو اکثر اپنے

ان مریدوں کی مالی مدد بھی فرماتے ہیں کہ جنکے بارے میں پتہ ہو کہ غریب لوگ ہیں پتہ نہیں کس طرح کرایہ خرچ کر کے آئے ہونگے۔ اور بے شمار اپنے مریدوں اور دوسرے مسلمانوں کی بچیوں کی شادیوں کے سلسلے میں بھی مالی خدمت فرماتے رہتے ہیں۔

جب آپ ہر جمعہ کو زائیرین سے ملنے کے لئے تشریف لاتے ہیں تو سب سے پہلے فرداً بہ فرداً سب سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کو یہاں کھانا کھلایا گیا ہے۔ جب سب کی طرف سے تسلی ہو جاتی ہے تو پھر ملاقات کرنا شروع فرماتے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ راقم کی والدہ صاحبہ مرحومہ نے ایک واقعہ سنایا کہ جب وہ ملاقات کے لئے تمام خواتین کے ساتھ بیٹھی تھیں۔ تو جب حضرت صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے تو آپ نے حسب عادت سب سے کھانے کے بارے میں پوچھا۔ تو سب نے کہا کہ جی ہم نے کھانا کھا لیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ سب کو چائے بھی پیش کی گئی ہے۔ تو انہوں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ تب آپ نے ایک دور بیٹھی ہوئی خاتون کی طرف اشارہ کر کے پوچھا بی بی آپ نے چائے پی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ کھانا کھا لیا ہے مگر چائے نہیں پی۔ تب آپ نے انکو بھی چائے پیش کرنے کا کہا۔

مریدوں یا دوسرے زائیرین کے جو بچے ساتھ آتے ہیں انکے لئے بھی کچھ نہ کچھ رکھا ہوتا ہے (جسے آپ اپنی پیار کی زبان میں "چھاندا ماندا" کہتے ہیں)۔ اور وہ ان میں تقسیم فرماتے ہیں۔ جب بھی کوئی مہمان کوئی شے کھانے

والی لاتا ہے تو اپنے خادم کو فرماتے ہیں کہ دائیں طرف سے شروع کر کے سب دوستوں میں تقسیم کر دیں

پاکستان میں ٹینچ بھاٹہ جہاں آپ رہائش پذیر ہیں۔ وہاں ایک دفعہ کئی سال پہلے رات کو آپ تقریر فرما کر کسی جلسے سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو آپ نے اپنے محلے کی گلی میں دیکھا کہ ایک شخص عیدا نامی (جو کہ جوانی میں کافی شاہ زور آدمی تھا۔ مگر اب کافی حد تک بوڑھا ہو آیا تھا) چینی کی بوری زمین پر رکھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے امین؟ تو وہ آگے سے رونے لگا کہ پیر صاحب کبھی میں بڑا طاقتور آدمی تھا۔ مگر اب بوڑھا ہونے کی وجہ سے یہ چینی کی بوری نہیں اُٹھا پا رہا۔ آپ نے پوچھا کس کے گھر چھوڑنی ہے۔ اسنے عرض کی آپکے فلاں مرید کے گھر۔ تب قبلہ حضور مفکر اسلام نے اپنی دستار مبارک اور بیگ اسکو پکڑا دیا۔ اور لے کر مولا کا نام چینی کی بوری اپنی کمر پر اُٹھالی۔ اور جا کر اپنے مرید کے دروازے پر پہنچے۔ تو وہ دوڑ کر آ گیا۔ اور عرض کرنے لگا۔ یہ آپ نے کیا کیا ہے۔ اس وقت آپ نے بوری اتاری اور اپنی جیب سے کچھ پیسے نکال کر عیدے کو دیئے اور اپنے مرید سے بھی فرمایا اسکی فالتو خدمت بھی کرو۔ اسکے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ پھر آپ کے کہنے پر آپ کے مرید نے بھی اسکی کافی اچھی خدمت کی۔ اسکے بعد بھی وقتاً فوقتاً اسکی مدد فرماتے رہتے تھے۔ وہ ہمیشہ اس بات کا تذکرہ کرتا رہا ہے۔

آپ نے اپنے بے شمار شاگردوں کو نہ صرف پڑھایا بلکہ کھانا، پینا

، کپڑوں سے لے کر رہایش تک ہر سہولت فراہم کی۔اور انکو درس نظامی اور ایم اے تک مالی طور پر بھی اول سے لے کر آخر تک بھرپور مدد کی۔اور پھر مختلف ممالک میں انکو دین حق کی خدمت کے لئے بھی بھیجا۔ان میں سے بہت سارے تو آجتک ثابت قدم ہیں۔مگر ان میں سے کچھ لوگ حوادث زمانہ کی نظر ہو گئے۔

شجر جب بھی لگانا تم
پرکھ لینا زمینوں کو
کہ ہر مٹی کی فطرت میں
وفاداری نہیں ہوتی

قبلہ حضور مفکر اسلام کے فرمودات

☆ ''اللہ کریم'' نے ہر چیز کو جامہ ہستی عطا فرمایا اور منزل مقصود کی طرف اسکی راہنمائی فرمائی۔جس طرح کسی کو بھول لگے تو کسی استاد کو سکھانے کی ضرورت نہیں کہ اب بھوک لگی ہوئی ہے کھانا تلاش کرو۔جس طرح پیاس لگے تو کسی کالج میں ٹریننگ کی ضرورت نہیں کہ اسے یہ معلوم ہو کہ مجھے پیاس لگی ہے مجھے پانی چاہیے۔جس طرح اسکے باقی فطری تقاضے فطرتاً اسکے علم میں ہیں۔اسی طریقہ سے خدا کی پہچان بھی اسکی فطرت میں ہے

☆ جو علم ''اللہ'' کی معرفت کے بغیر ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

☆ علم صرف ''اللہ'' کے پاس ہے۔جانے گا وہ جس کا اللہ سے

تعلق ہوگا۔

☆ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راضی نامہ دنیا اور آخرت میں کام آنے والی چیز ہے۔

☆ جس کو اسلام کہتے ہیں اپنی بنیادوں سے لے کر اپنے میناروں کے اختتام تک اسکی ساری کی ساری عمارت حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھڑی ہے۔

☆ میں حرام سمجھتا ہوں کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کو۔ اللہ تعالی شفاعت سے محروم کرے۔ کہ اگر کبھی سوچا بھی ہے تو۔ اسی لئے میں نے حق سب یار کا نعرہ دیا تھا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کے سب صحابہ حق پر ہیں

☆ ہماری سچائی اور صداقت کی بنیاد بنی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں

☆ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ذات کو مشکوک سمجھنا ایمان دار آدمی کی سوچ نہیں ہے۔

☆ شانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانتے وقت کسی دلیل کا انتظار نہ کرنا۔ یہ عقیدہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے

☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چمنستان کے ہر پھول کی خوشبو ہی جدا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا ذکر چھیڑ دو ساری زندگی ختم ہو جائے صدیق

اکبرؓ کی صداقت کا ترجمہ نہ ہو سکے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی غیرت، شجاعت جوانمردی وفا اور خدا پرستی کا ذکر چھیڑ دو، کتابوں کی کتابیں لکھتے چلے جاؤ مگر حضرت فاروق اعظمؓ کی زندگی کا ایک باب بھی مکمل نہیں ہوگا۔ حضرت عثمان غنیؓ پر گفتگو کرنا شروع کردو بڑے بڑے علماء کے فنون ڈگمگاتے چلے جائیں گے۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ کے صرف حیا ہی کا ترجمہ نہ ہو سکے۔

☆ مشکل وقت میں کیوں دنیا حضرت علی شیر خداؓ کو یاد کرتی ہے ۔اسلئے کہ مشکل وقت آیا تو ولیوں کا جو سردار تھا اس نے بتایا کہ ولی کی ڈیوٹی کیا ہے؟ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن پر خطرے کا وقت آئے تو وہ اپنی ولایت کی چادر اتار کے مدینے والے کی زرہ بکتر پہن کر میدان میں آتا ہے ۔اسلئے یہ بولی ولیوں کی نہیں ہے کہ نذرانہ ہے تو ہمیں دے دو۔ خطرہ ہے تو مولوی صاحب کو دے دو۔ نہیں بلکہ ولی کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جس وقت سارے ہتھیار پھینک دیں تو ولی کہے مروں یا ماروں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

☆ جس وقت مخالفت جوبنوں پر ہو اس وقت ساتھ نبھانے والا صدیقؓ کہلاتا ہے۔

☆ سرکار بغدادؒ کی ولایت بتاتی ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابندی ایسی کرنا کہ ماں کی گود سے اسکا پابند ہو کے چلنا ۔یہ ولیوں کے اندر سیادت اور قیادت کی نشانی ہے

☆ نبی کے غلام ہو محنت مشقت کو اپنی زندگی بناؤ۔ کام سے مت جی

چراؤ۔ساری انسانی برادری کو اپنا سمجھو۔اور کسی سے عار محسوس مت کرو۔حرام کھانے سے عار محسوس کرو۔بے حیائی سے عار محسوس کرو، ہاتھ پھیلانے سے عار محسوس کرو۔یہ جوانمردی کے قسم کے کام ہیں کہ کوئی ہل چلاتا ہے اسکے اندر خوبی ہے لکڑیاں چیرتا ہے اسکے اندر خوبی ہے ۔جوتے سیتا ہے اسکے اندر خوبی ہے۔ترکھان کا کام کرتا ہے اسکے اندر خوبی ہے

☆ حضرت آدم علیہ السلام کی تقلید میں پوری دنیا طواف کرتی ہے ۔میں سنیت کا وکیل ہونے کی وجہ سے پوچھتا ہوں بتاؤ وہ کونسا جزیہ ہے وہ کونسا صیغہ ہے جو بتاتا ہے کہ کسی پتھر کے ڈھانچے کے گرداگرد گھومنا بھی عبادت ہوسکتا ہے۔میں کہوں گا یہ سنیت کی یادگار ہے کہ سنی کہتا ہے کہ بزرگوں کی یادوں اور یادگاروں کو زندہ رکھو۔

☆ محبوب کی تعریف کرنا بھی محبوب کی تعریف ہے محبوب کے دشمن کو جوتے مارنا بھی محبوب کی تعریف ہے۔

☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی قانونی بالادستی خدا کے بعد اتنی بڑی ہے کہ آپکی بات کو بدلے تو خدا بدلے اور کوئی نہیں بدل سکتا

☆ عصمت انبیاء اکرام کا خاصہ ہے نبی معصوم ہوتے ہیں غیر نبی معصوم نہیں ہوتے محفوظ ہوسکتے ہیں معصوم نہیں ہوسکتے

☆ نبی سولی قبول کرلیتا ہے جلاوطنی قبول کرلیتا ہے موت قبول کرلیتا ہے لیکن کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتا

یادگاروں کو زندہ رکھو۔

☆ محبوب کی تعریف کرنا بھی محبوب کی تعریف ہے محبوب کے دشمن کو جوتے مارنا بھی محبوب کی تعریف ہے۔

☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی قانونی بالا دستی خدا کے بعد اتنی بڑی ہے کہ آپکی بات کو بدلے تو خدا بدلے اور کوئی نہیں بدل سکتا

☆ عصمت انبیاء اکرام کا خاصہ ہے نبی معصوم ہوتے ہیں غیر نبی معصوم نہیں ہوتے محفوظ ہو سکتے ہیں معصوم نہیں ہو سکتے

☆ نبی سولی قبول کر لیتا ہے جلا وطنی قبول کر لیتا ہے موت قبول کر لیتا ہے لیکن کسی کی اطاعت قبول نہیں کرتا

☆ میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی پہلی دعوت تھی

☆ پہلا بدعتی خارجی ہے اور اور پہلی بدعت ثواب کا انکار کہ پہنچتا نہیں

☆ کسی امام کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نبی سے افضل ہوتا ہے یہ کافرانہ عقیدہ ہے

☆ جس کے پاؤں کے تلووں کو عرش اعظم ترسے، جس کے ہاتھ چومنے کے لئے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ ترسے۔ اسکی زبان مبارک کو چوسنا کوئی معمولی بات ہے؟

☆ جس طرح پیٹ کا روزہ ہے اسی طرح نگاہ کا بھی روزہ ہے

☆ رب سے تعلق بڑی بادشاہی ہے

عورتوں سے شادی کی اجازت دی

نہیں بلکہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چار سو عورتوں پر پابندی عائد کی۔

☆ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو منڈیوں سے بکتے ہوئے اُٹھا کر

نہ صرف عزت بخشی بلکہ روح زمین پر سب سے پہلے مالکانہ حقوق عطا کئے

☆ اپنی جوانی میں کسی کو بیٹی اور بہن کہیں تو کمال ہے نہ کہ جب قبر میں جانے والے ہوں تو؟

☆ ولی وہ ہے جس کا عقیدہ سچا اور عمل سچا ہو۔

☆ جس علم نے اولیاء اللہ پیدا کئے ہیں وہ حق ہے۔

☆ کسی برائی کا سنگِ بنیاد مت رکھو۔

☆ علم ھدایت نہیں بلکہ ذریعہ ھدایت ہے۔لیکن ولایت خود ھدایت ہے۔

☆ علم ایک محبوبِ لاشریک ہے۔یہ شرکت قبول نہیں کرتا۔اور ناپاک برتنوں میں نہیں آتا۔اس لیے سب خواہشیں دل سے نکال کر تحصیل علم پر توجہ دیں۔اللہ کے پاس خزانے ہیں وہ جس پر چاہے کھول دیتا ہے

☆ گھوڑے بکنے سے رہ جائیں تو دلالوں کے نہیں مالکوں کے سر پڑتے ہیں

☆ اچھے مقامات کسی برے کام کی وجہ سے برے نہیں ہو جاتے ۔جیسا کہ خانہ کعبہ کے اندر بت رکھے ہوئے تھے۔

☆ کسی نبی نے جو جملہ کسر نفسی کیلیئے استعمال کیا۔کوئی اور وہی جملہ نبی کے لئے استعمال کرے گا۔تو کافر ہو جائے گا۔

☆ اولیاءاللہ کا مذہب حق ہے

☆ جس عقیدے میں حضور غوث الثقلین سید بہاؤ الدین نقشبند شہنشاہ بخارا، سلطان الہند سرکار، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیھم جیسی ہستیاں ہوں۔وہ عقیدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا

☆ جس بات کا دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو۔وہ لایعنی باتیں ہیں

☆ دین کا پیغام پیار اور ہمدردی کے انداز میں پیش کریں

☆ رزق کی فراوانی کے لئے اکل حلال اور صدق مقال اور بدکاری سے بچنا شرط ہے۔

☆ آرام پسندی مٹنے والی اُمتوں کا عالم پیری ہے

☆ عاجزی کرنے سے انسان بڑا بنتا ہے۔شیطان بڑا کند ذھن ہے۔اگر نبی کے قدموں میں گر جاتا۔تو بڑا بن جاتا۔آج بھی اگر کوئی بڑا بننا چاہتا ہے تو نبی کے قدموں کی خاک کو اپنے سر پر رکھے۔

☆ ایجوکیشن دراصل مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی

ہے

☆ جو علم رب کی پہچان نہیں دیتا وہ علم نہیں۔

☆ اپنی تنہائیوں میں خدا سے آشنائی پیدا کریں۔اس سے سینہ روشن ہوتا ہے اور سینے کی روشنائی بڑی زور والی چیز ہے۔

☆ حسن اس کا ہے جو اللہ تعالی کی بارگاہ میں جائے تو اللہ اسے قبول کر لے

☆ جب کوئی عمل کی بازی ہار جائے تو منطق پھر صرف جنون سمجھی جاتی ہے

☆ لذت اگر محسوس کرتے ہو تو ذکر الٰہی میں کرو

☆ اگر دین حق میں کوئی اور تمنا شامل کرلیں گے تو پھر دین گیا

☆ ظلم کسی کے ساتھ نہ کریں کیونکہ اللہ تعالی مظلوم کے ساتھ ہے

☆ اپنا وقت اللہ کی یاد میں گزارو۔وقت بڑی قیمتی چیز ہے

☆ ہر ولی اللہ کے اتنا ہی قریب ہوگا جتنا نبی کے قریب ہوگا

☆ اہل محبت کے پاس بیٹھنے سے محبت پیدا ہوتی ہے

☆ کسی کام کی اہلیت پیدا کئے بغیر نہ کریں اگر ایسا کیا تو امانت میں خیانت ہوگی

☆ تحقیق کو مدنظر رکھیں۔زبان کو قابو میں رکھیں۔

☆ اقدار کو برا کہنے سے کسی قوم کو عزت نہیں ملتی

☆ ذاتی نقصان معاف کردیں لیکن اگر کسی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو معاف کرنا بے غیرتی ہے،

☆ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے پیچھے چلو۔ان کو اپنے پیچھے چلانے کی کوشش نہ کرو۔

☆ جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل ہیں۔اسی طرح انکے صحابہ کرامؓ بے مثل ہیں۔اسی طرح اہل بیت اطہار بے مثل ہیں۔اسی طرح امت بے مثل ہے

☆ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی 'عبادات و اعمال' بے فائدہ ہیں

☆ سب سے اچھے پیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سب سے اچھے مرید صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہیں۔

☆ علم ایک پرندہ ہے۔اور تحریر اسکا پنجرہ ہے۔

☆ چودہویں صدی کے دو بڑے کارناموں میں سے ایک ''عورتوں کی بے حیائی'' اور دوسرا ''پرانے عقائد'' کو چھوڑ کر نئے عقائد وضع کئے

☆ آرزو کو جگائیں۔آرزو کی جوانی بڑی چیز ہے

☆ ایک دفعہ محبت کو جگا کر دیکھو، ''عشق'' جاگ جائے۔تو عشق ''مشکل کشا'' واقع ہوا ہے۔

☆ دعا میں اثر کے لئے عقیدہ صحیحہ، اعمال صالحہ اور 'رزق حلال'

ضروری ہے

☆ ولی کا کام یہ ہے کہ جب نبی کے مفادات پر کوئی آنچ پڑے تو پھر وہ چاردیواری کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ اگر ''بغضِ صحابہ'' نہیں ہے۔تو پھر ''محبت حسین'' رنگ لانے والی ہے۔

☆ بدیانتی کا نام آجکل کاروباری شعور رکھ لیا گیا ہے۔

☆ ''عقیدہ صحیحہ'' کے بغیر اعمال بے کار ہیں

☆ ادب، پیری مریدی سیکھنی ہے۔تو صدیق اکبرؓ سے سیکھو۔

☆ لوگوں کی خوشامد چاپلوسی کے بجائے ''رب'' کو راضی کیا جائے ۔رب کی خوشامد چاپلوسی کی جائے۔اگر وہ راضی ہو گیا۔تو سب راضی ہو گئے۔

☆ دلوں کو راحت پہنچانا۔انبیاء علیھم السلام کی تعلیمات میں سے ہے

☆ یہ بات آپ نے یاد رکھنی ہے قادری ہوں یا چشتی سہروردی ہوں یا نقشبندی ہوں۔شاذلی ہوں یا بدوی۔زنجانی ہوں یا شطاریہ۔درقاویہ ہوں یا دندراویہ۔کبرویہ ہوں یا اویسیہ۔سارے سلاسلِ اولیاء اللہ برحق ہیں۔کسی کے بارے میں تعصب مت کرو۔یہ جو نام رکھے ہیں لوگوں نے یہ کسی شخص کے شہر کا نام ہے۔کسی کے گاؤں کا نام ہے کسی کے نام پر کسی جماعت کا نام ہے یہ پہچان کے لئے ہیں۔اصل بات یہ ہے جس کو اللہ نے پسند کیا ہے۔اسکا نام صحیح ہے۔تو جس کو اللہ پسند کرے اسکے بارے میں آپ خود کلاسیفیکیشن کرتے پھریں

۔رب کی خوشامد چاپلوسی کی جائے۔اگر وہ راضی ہو گیا۔تو سب راضی ہو گئے۔

☆ دلوں کو راحت پہنچانا۔انبیاء علیھم السلام کی تعلیمات میں سے ہے

☆ یہ بات آپ نے یاد رکھنی ہے قادری ہوں یا چشتی سہروردی ہوں یا نقشبندی ہوں۔شاذلی ہوں یا بدوی۔زنجانی ہوں یا شطاریہ۔درقادویہ ہوں یا دندراویہ۔کبرویہ ہوں یا اویسیہ۔سارے سلاسلِ اولیاء اللہ برحق ہیں۔کسی کے بارے میں تعصب مت کرو۔یہ جو نام رکھے ہیں لوگوں نے یہ کسی شخص کے شہر کا نام ہے۔کسی کے گاؤں کا نام ہے کسی کے نام پر کسی جماعت کا نام ہے یہ پہچان کے لئے ہیں۔اصل بات یہ ہے جس کو اللہ نے پسند کیا ہے۔اسکا نام صحیح ہے۔تو جس کو اللہ پسند کرے اسکے بارے میں آپ خود کلاسیفیکیشن کرتے پھریں ۔آپ کو اللہ کے مقابلے میں تو کلاسیں بنانے کا حق نہیں رکھتے۔کسی کا دن بھی منایا جائے۔اس سے سبق حاصل کرنے کے لئے ہمیں جانا چاہیے۔

☆ شاعر اپنے شعور کا ترجمہ کرتا ہے۔جبکہ "عارف" اپنے ذاتی مشاہدے کو بیان کرتا ہے۔

☆ دنیا جہان کا کوئی ناول پڑھو تو انسان کے اندر شہوت ابھرتی ہے ۔جبکہ میاں محمد بخش صاحبؒ کا کلام بھی ہے ایک لوسٹوری مگر اسکو پڑھنے سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

☆ جس دل میں بغض رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹی بی موجود ہوگی ۔جوں جوں قرآن پڑھتا جائے گا۔توں توں اسکی بیماری میں اضافہ ہوتا جائے گا

☆ خدا کی تلاش ہونا احساس ضابطہ سے بے خبر کر دیتی ہے۔ محبت کا یہ مزاج ہے اپنے جوبنوں پر آئے تو احساس مرتبہ سے بیگانہ کر دیتی ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے وقت کے چیف جسٹس تھے۔ مگر جب سرکار دو جہاں کے دامن محبت میں آ کر کے لگے۔ تو ٹاٹ کا کرتا پہنے اور ببول کے کانٹے لگائے پھرتے دیکھے گئے۔

☆ اہل دل کی تحقیق ہے کہ خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کے جوڑ کا بندہ اُس وقت خدا کی زمین پر نہیں تھا۔ خواہ وہ علم ظاہری ہے یا علم باطنی ہے۔

☆ زندہ ولیوں کے پاس لوگ کم جاتے ہیں جو قبروں میں ولی جا چکے ہیں انکے پاس لوگ زیادہ جاتے ہیں۔ کہا جب تک ولی زندہ ہے اسکی ولایت چھن جانے کا خدشہ ہے مگر جب اس دنیا سے سب کچھ بچا کر لے گیا تو اب ولایت چھن جانے والا خدشہ ختم ہو گیا۔ اسلئے لوگ انکے پاس زیادہ جاتے ہیں

☆ اگر مقامات مقدسہ پر کوئی برا کام ہوتا رہا ہو۔ تو مقامات مقدسہ پر جانا نہیں چھوڑیں گے بلکہ برے کاموں کو ختم کریں گے۔ اگر برے کاموں کی وجہ سے اچھی جگہیں بری ہو جائیں تو پھر تو کعبہ کے پاس نہیں آنا چاہیے؟ کیونکہ جتنی بت پرستی یہاں ہوئی ہے۔ کہیں اور کیا ہوئی ہوگی

☆ کوئی آدمی امت میں ایسا نہیں ہے کہ نبی کی اولاد اسکی پشت میں رکھی گئی ہو سوائے حضرت مولا علی مشکل کشاؓ کے

☆ ولی نبی کی کاپی ہوتی ہے۔ کاپی اُتنی زیادہ اچھی ہوگی جتنی نبی کے

زیادہ قریب ہو گی

☆ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک کے ٹوٹے ہوئے تسمے کی بے ادبی کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔ تو دوش مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھنے والے کی بے ادبی کرے تو فاسق کہاں رہا؟

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غار میں جان کی بازی لگا کر بتایا۔ زندگی ساتھ چھوڑ سکتی ہے۔ کیونکہ ساتھ چھوڑنے والی چیز ہے۔ صدیقؓ ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ کیونکہ صدیقؓ ساتھ چھوڑنے والا نہیں

☆ محبت جس وقت احساس ضابطہ سے بے خبر کر دے۔ اس کیفیت کا نام "عشق" ہے

☆ چونکہ میں اولاد علی میں سے ہوں۔ فطری طور پر ہر بیٹے کے سامنے اسکے باپ کی تعریف کی جائے۔ تو اسے اچھی لگتی ہے۔ مگر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی غلام ہوں۔ حضرت عمر فاروقؓ کا بھی غلام ہوں۔ حضرت عثمان غنیؓ کا بھی غلام ہوں۔ نبی پاک کے جتنے صحابہ ہیں سب کا غلام ہوں بلکہ ہم تو جس گدھے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری فرمائی (یافورا اسکا نام ہے) اسکو بھی حقارت کی نظر سے دیکھنا حرام سمجھتے ہیں کبھی اسکی مذمت کا جملہ بولا نہیں اور قیامت تک بولنا نہیں

☆ ابھی دو گتوں میں کتاب نہیں آئی۔ صحابہ عالم بن گئے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ قرآن؟ کہا قرآن سرکار صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں ہے۔اب صحابی کیا پڑتا ہے۔کہا

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب

☆ کفر کا 'جاننا' کفر نہیں۔کفر کا 'کرنا' کفر ہے۔اسی طرح شرک کا 'جاننا' شرک نہیں شرک کا 'کرنا' شرک ہے۔

☆ ''علم کتابی''، ''علم فیضان'' کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

☆ نورانی علم کو ولایت کے ساتھ اکٹھا ہونے کی عادت ہے۔ظلمانی علم کو ولایت کے ساتھ اکٹھا ہونے کی عادت نہیں ہے۔

☆تم اپنی گھر والیوں کے ساتھ وہ سلوک کرو جو تم اپنی بیٹیوں کے ساتھ کل پسند کرو گے۔

قبلہ حضور مفکر اسلام کا کلامِ جاویداں

حمد باری تعالیٰ

مالکا ملک ملکوت تیرے توں
ایں مالک سب مختاریاں دا

انج انج وچ لکھ بیماریاں نی
شافی توں ایں سب بیماریاں دا

دکھاں آنڑ کھیر یا جگہ فریاد دی نیئں
رکھیں پڑدا تو اپنڑیں بھکاریاں دا

سیدؔ وقت تے نیں کوئی وفا کردا
مزا کی اے چوٹھیاں یاریاں دا

ساری حمد تے صفت و ثنا اُسدی
جس دے کن توں عرشِ علی بنڑیا اے

لے کے اوجِ ثریا دے بام کولوں
ساری خلق تے تحت السری بنڑیا اے

فلک بوس پہاڑ تے ندی نالے
لالہ زار بہار تے خلا بنڑیا اے

سیدؔ خلقِ خدا دا نام نئی سی
جدوں مصطفیٰؐ نورِ خدا بنڑیا اے

نعت شریف

میرے دل میں خلش ہے یا مدنی
تیرے حسن کے جورو جفا کی قسم
اب درس کی مرہم لگاؤ ذرا
تجھے اپنے ہی لطف و عطا کی قسم

مجھے رہن کٹھن ہو جاتی ہے
جب تمری یاد ستاتی ہے
نہیں بسط و شرح کا یارا مجھے
تیرے وصف کے مجدو علی کی قسم

کیا مدح محمد عربی کی
اس عاجز سے پھر بن آئے
جب رب عزت بھی کھائے
اس یار کے لیل و سخا کی قسم

محفل میں محمد عربی کی
سلطان حسن بھی سرخم ہے
معراج کی شب یوسف بھی کہے
مدنی کی زلف دوتا کی قسم

بدلے میں رَب اَرنِی کے
فرما دیا لَم تَرانِی تھا
احمد بے پردہ دیکھے ہے
قوَسینِ اَو اَدنٰی کی قسم

بارگاہِ صحابہ کرام واہل بیت اطہار

رکھ پیار نبی دیاں یاراں دا
اک لکھ تے کئی ہزاراں دا

کربل دے شہسواراں دا
نالے خیبر دی یلغاراں دا

نالے پنجاں تے باراں دا
بغداد دیاں سرکاراں دا

رکھ پیار نبی دیاں یاراں دا
اک لکھ تے کئی ہزاراں دا

بارگاہ شانِ حضرت امام قاسمؓ

پتر حسنؑ دا شیر دلیر سید
بنڑ کے دولہا وچ کربل میدان آیا

قدمی چچا حضور دے ٹھے کے تے
وقت آخری لینڑ فرمان آیا

نعرہ حیدری مار للکار کے تے
بابے حیدرؓ دی شان وکھانڑ آیا

سید کوئی مبارز نہیں بچ سکیا
وچ میدان جد شیرِ یزدان آیا

منقبت بارگاہِ حضرت مولا علی مشکل کشاؓ

علم علی کی دھوم ہے کل کائنات میں
فضل علی کا رنگ ہے ہر بات بات میں
بغض علی سے باز آ اے وقت کے یزید
حب علی کو دخل ہے تیری نجات میں

دائرہِ کون و مکان اندر
مولا مرتضیٰؓ شیرِ خدا اِک اے
اک و باب مدینۃ العلم دا اے
لا سیف تے لا فتی اک اے
ولی ساز ہے اُمتاں ساریاں دا
نبی پاکؐ دا معجز نما اک اے
جیڑا کسے میدان وچ ہاریا نہیں
دو جہاں وچ صاحبِ لوا اک اے

زُلف ولیل دے پیچ ویکھو کنگھی واضحیٰ آ کے سنواری دی اے
حسنڑ کے یوحیٰ دی وتجلی عرب چمے کیا کیا شان اس حسنِ گفتار دی اے
ما رمیت دا ہتھ سی کنڈ اُتے ظاہر چلے تلوار کرار دی اے
سید حب تے بغض دے فیصلے لئی
بنڑی کہانڑی نار تے گلزار دی اے

ب بہت زمانے دے شاہ ویکھے عجب ویکھی کلکٹ سرکار دی اے
لمبی زلف محبوب دی کی دساں کی حقیقت اوتھے شب تار دی اٰے
لکھاں آنڑ یوسف جند ویچنے نوں چھڈو گل کی مصر بازار دی اے
سید سونڑیاں سارا جہاں سونڑا ں
نسبت ویکھی میں گل تے خار دی اے

ت تازہ بہار دے پھل کھلے جدوں چل پئی باد بہار دی اے
کلیاں کھلیاں بزم بہار دیاں صدا گونج اُٹھی یار یار دی اے
ویکھو اَو آیا ویکھو اَو آیا اے پکار سب درو دیوار دی اے
سید چلیا سُنگ ہاں وَل کر کے
ساری مہک اے زلفِ تابدار دی اے

پ پاسبانا سارے جگدیا تیرا سدا دوارا آباد روے
صدا دینڑ دیویں اپنڑیاں منگتیاں نوں صدا گونج ایتھے زندہ باد روے
صدا جام توحید دے چلنڑ ایتھے صد ہر ناشاد دلشاد روے
سید سونڑیاں کرم دی نظر کردے
کلا کیوں اے عاصی برباد روے

جس دن دیاں لائیاں اکھیاں نے دل جانی سوہنڑا نہیں آیا
جیڑا لٹ کے لے گیا جندڑی نوں اُو فیر پراوُنڑا نہیں آیا
اَکھ اکھ وچ پا کے تکیو سو دل کر گیا میرا دو ٹکڑے
افسوس جے میریاں اکھیاں نوں
اودا وار بچاوُنڑا نئ آیا

اج زلف معمبر کہندی اے جیھڑی نیناں دے پچھوکڑ رہندی اے
او گوڑیو نینو یار دیو ذرا آمنڑیں سامنڑیں بھینڑ دیو
اَج کڑیاں دیاں بخشاں رہنڑ دیو دن رات دے قصے رہنڑ دیو
مدتاں دیاں وچھڑیاں سجناں نوں
اَج رل مل کے ذرا بینڑ دیو

۔مدنی ماہی نو سفنے وچ دیکھ لیندی نال یوسف ناں کدے پیار کردی
چھولی پرَ کے جانی نظرانیاں دی اُس دے قدماں دے اُتے نثار کردی
کتھے ہوش رہندی دامن پھاڑنے دی جامہ آپ اپنڑاں تارتار کر دی

سید ہجرِ محبوب نہ سہہ سکدی
جیل خانے دے اندر قرار کر دی

۔کیویں اوجِ سریاتوں پرے جاندی جا کے تکدی زلیخا جانان میرا
رقص کردی تلوار دی تار اتے تک لیندی جے ماہ خوبان میرا
وچ مصر دے حشر برپا ہوندا نظر آندا جے جان جانان میرا

رخِ یار تجلیٔ طور برسے
سید کم نہیں کردا تیان میرا

۔منکرِ غوثِ ثقلین جھیڑا صبح و شام انوں چھتر ماریا کر
پویں جتل تے دامن دراز ہووے وانگ یزید انوں للکاریا کر
بغض علی نال جھیڑا مالا مال ہووے امر ابن عبدود دی طرح پچھاڑیا کر

سید غم الم دے بحر اندر
یا غوث یا غوث پکاریا کر

اُسدا ساہ سیلاب چنبیلیاں دا نین وِسدے پیالے پیار دے سن
جیویں ہین ہاروت ماروت لٹکے گیسو یار دے لارے ماردے سن
موت اس دے دیدار دا واہ پیا عاشق موت تائیں آلے ماردے سن
سید ہو کے غلام لکھ وار وِکے
جیڑے بادشاہ حسن سرکار دے سن

مینوں اُچے توں اُچا کوئی دس دیو پایا فیض نئ جس مصطفیٰ کولوں
بنڑیا آدم مسجود ملائکہ دا پایا نور جد نورِ ھدا کولوں
کشتیء نوح طوفاں تھیں پار ہوئی منگی مدد جد مجتبے کولوں
سید نارِ نمرود گلزار ہو گئی
کھا کے ہیبت محبوبِ خدا کولوں

رات چانڑنی تکاں پئی راہ تیرے میریا رانجھیا حسن دربار دیا
جلدی پونچ بہاراں پئیاں تکدیاں نی شاناں شوکتا گلُ وگلزار دیا
تیرا تخت ہزارہ ہے بخت میرا لٹڑ والیا صبرو قرار دیا
سید ہیر بنڑ کرساں تلاش تیری
میریا رانجھیا بزمِ بہار دیا

،دَسو بزم بہار دِیو غنچیو نی کس نوں ویکھ تسی مسکرا پئے او
دسو پھلو کیوں تسی کپڑے پھاڑ سٹے مکھڑا ویکھ کس دا کھل کھلا پئے او
دَسو بلبلو کیوں شور پانودے او لے کے ذوق کس دا چھچھا پئے او
سید کس دے دیدار دا لطف لے کے
کردے اتنے شیریں گفتار پئے او

۔کلیاں آکھیا غنچا دہن ساڈا ساڈی بزم نوں بخشن بہار آیا
اَسی فرش بچھائے تبسماں دے اِسے واسطے گلِ گلزار آیا
لاکے پھلاں دا بستر پھل بولے اَو دلدار آیا اَو دلدار آیا
سید بلبلاں کوک فریاد کیتی
لوکو ویکھو اَو جانِ بہار آیا

لوں لوں میرا چمر پانوادا اے کیونکہ میں اَج صاحبِ جمال تکیا
دساں کی مثال نئی دے سکدا کل جہان اندر بے مثال تکیا
کیتے عرباں دے ناتکے بند جسنے ایسا قادر تے شیریں مقال تکیا
سید جو بھی ویکھسی بول اُٹھسی
واہ کمال تکیا واہ کمال تکیا

جو زلف معمبر بکھر جائے گی
نجانے کدھر سے کدھر جائیگی

حضور شہزادہ غوث الوری مفکر اسلام ڈاکٹر

پیر سید عبد القادر شاہ صاحب جیلانی کے حضور

جنابِ شاعر اہلسنت حضرت محمد عبد القیوم طارق سلطان پوری کا خراجِ عقیدت

مظہر شانِ علوم حیدر کرار ہے
شاہ جیلان کا وہ عکس عظمت کردار ہے

ہے صحابہ کے فضائل کا بھی اسکو اعتراف
والا و شیدائے اولادِ شہہِ ابرار ہے

دشمنانِ اہل بیتِ سید الکونین سے
وہ بصد شان جسارت برسر پیکار ہے

وہ مفکر، وہ محقق وہ مناظر بے مثال
سامنا اس کا حریفوں کے لئے دشوار ہے

مرد میداں وہ جری پور شہہ خیبر شکن
وہ دلاور لشکر حق کا علم بردار ہے

اسکی جہد حق میں اسکا ساتھ دے ہر حق پرست
اس حمایت کا وہ مرد حق نما حقدار ہے

بشارتِ غوث اعظمؓ معجزہ سرکارِ مدینہؐ

جانشین قبلہ حضور مفکر اسلام

قبلہ پیر سید علی امام شاہ صاحب جیلانی

سجادہ نشین: دربار عالیہ قادریہ جیلانیہ جنڈ گجر شریف وسندھو سیداں شریف

قرآن نے ایک قانون قدرت بیان کیا ہے۔ کہ

واللہ یختص برحمتہ من یشاء (البقرہ۔۔۔۱۰۵)

اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے

یہ اللہ تعالی کا ایسا قانون قدرت ہے کہ کسی عبادت و ریاضت، مرتبہ، عمر یا کسی عمل کی وجہ سے نہیں ملتا۔ بلکہ اسکا دارومدار صرف اور صرف رب تعالی کی مرضی پر منحصر ہے۔ اور اسے فضلِ اختصاصی کہتے ہیں۔ اس فضل اختصاصی پر کسی بھی شخص (جو خوف خدا رکھتا ہو) کو معترض نہیں ہونا چاہیے کہ فلاں زیادہ پڑھا ہوا ہے یا فلاں کے نامہ اعمال میں فلاں فلاں کارنامے ہیں۔ یا فلاں کام کر کر کے مر گیا اور تاج کسی اور کے سر سجا دیا گیا۔ نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ

زاہد یہ رنج کی بات نہیں تو واقف کیفیات نہیں

یہ ہاتھ میں ہے خواجہ کے نا قابل کو قابل کر دیں

جیسا کہ قرآن کے متن کے مطابق ایک طرف معصوم فرشتے تھے۔ جنکے نامہ اعمال میں سوائے نیکی کہ کچھ ہے ہی نہیں۔ اور فرشتوں نے جو چارج شیٹ

حضرت آدم علیہ السلام کے بنانے پر جاری کی۔رب تعالی نے اسکا انکار بھی نہیں کیا۔اب رب تعالی نے فیصلہ دیتے وقت یہ بتانا چاہا۔اے میرے معصوم فرشتو یہ سچ ہے کہ جب سے میں نے تمہیں بنایا ہے تب سے تم نے میری حمد وثنا کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔اور یہ بھی سچ ہے کہ جسکے سر خلافت کا تاج رکھنے والا ہوں۔اس نے ابھی تک کچھ کیا ہی نہیں۔مگر میں تم کو بتاتا ہوں کہ یہ کوئی عام procedure کے تحت ہونے والا فیصلہ نہیں ہے۔کہ جس نے کارکردگی بہت اچھی دکھائی یا جو بہت نیک اور معصوم ہے۔اسکو ہی تاج پہنایا جانا چاہیے۔نہیں بلکہ یہ فیصلہ خالص میری مرضی کا ہے۔میں مالک الملک ہوں۔جس کو چاہوں عطا کروں۔جس پر فرشتوں نے اپنا سر تسلیم خم کیا۔بس اسی کو فضل اختصاصی کہتے ہیں۔

اب یہاں سے ایک اور مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے۔کہ جو لوگ کہتے ہیں ۔گنہگار سید کی تعظیم نہیں کرنی چاہیے۔میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ انسان کو اسکے عیبوں، گناہوں اسکی خامیوں کو مانتے ہوئے۔پھر بھی اسے خلافت کا تاج کیوں دیا گیا؟ دراصل خدا تعالی کی ذات بابرکات یہ بتانا چاہتی ہے۔کہ میرے بندے کے عیبوں، گناہوں اور خامیوں کی طرف مت دیکھو۔بلکہ تم لوگ میری رضا کو دیکھو میری مرضی کو دیکھو۔اسی طرح رب تعالی کی ذات نے جو فضل اختصاصی سادات کو عطا کیا ہے۔یہاں بھی انکے عیبوں،غلطیوں کو مت دیکھو۔بلکہ رب تعالی کی رضا رب تعالی کی مرضی کو دیکھو۔

اور پھر جو لوگ محبت اہل بیت کا دعوی بھی کرتے ہیں۔اور ان پر تنقید بھی اسی حساب سے کرتے ہیں۔حالانکہ محبت کرنے والے کو تو عیب نظر ہی نہیں آتے ۔ایسے لوگوں کے لئے نبی پاک صلی للہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی لمحہ فکریہ ہے!

حبک الشئی یعمی و یصم

(ابوداؤد۔ ۵۱۳۰)

جب کسی شے کی محبت آ کر کے تمہارے دامن گیر ہو گی تو تجھے اسکے عیب دیکھنے سے اندھا اور سننے سے بہرہ کر دے گی

خیر واپس اپنے اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔کہ جب کسی کو بھی فضل اختصاصی ملتا ہے۔تو اسے پھر خاص قسم کی خوبیوں سے بھی نوازا جاتا ہے۔اور پھر یہ خصوصی فضل اسکی اولاد کے بھی خاص لوگوں کو دیا جاتا ہے۔جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کا علم دیا گیا۔اور فرشتوں پر آپکی علمی برتری ثابت کی گئی۔اور آپکی اولاد میں سے چنے ہوئے لوگ نبی، رسول، ولی غوث، قطب وغیرہ پر بھی یہ فضل اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہوا۔اور پھر بعض دفعہ ایسے لوگوں کی آمد سے پہلے اور آمد کے بعد آسمانی میڈیا انکے بارے میں آسمان والوں میں انکی خبریں پہنچا دیتا ہے اور زمین پر اہل حق کو بھی باخبر کر دیا جاتا ہے۔حدیث قدسی ہے کہ

عن ابی ھریرہ۔رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال :ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبریل فقال : انی احب فلانا فاحبہ قال

فیحبه جبریل ،ثم ینادی فی السماء فیقول :ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ ،فیحبه اهل السماء ،ثم یوضع له القبول فی الارض ،واذا ابغض عبدا دعا جبریل فیقول: انی ابغض فلانا فابغضه، فیبغضه جبریل ،ثم ینادی فی اهل السماء:ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ۔قال فیبغضونه،ثم یوضع له البغضاء فی الارض (بخاری)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یقینا جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور اس سے یہ فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کریں تو وہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔پھر وہ (جبرائیل علیہ السلام) آسمان میں ندا لگاتے ہیں۔اور کہتے ہیں۔کہ اللہ تعالی فلاں شخص سے محبت کرتا ہے آپ سب بھی اس سے محبت کریں تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں بھی اسکی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔اور جب اللہ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے۔تو جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور اس سے یہ فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے نفرت کرتا ہوں آپ بھی اس سے نفرت کریں تو وہ بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔پھر وہ (جبرائیل علیہ السلام) آسمان میں ندا لگاتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالی فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے۔آپ سب بھی اس سے نفرت کریں تو آسمان والے بھی اس سے نفرت کرتے ہیں پھر زمین میں بھی اسکی نفرت عام کردی جاتی ہے۔

آج میں یاران طریقت، محبان اہل بیت اور اہل عقیدت کے دلوں کو اس اس نورانی ہستی (جو بظاہر ابھی کم عمر ہیں) کے ذکر سے قلوب واذہان کو منور کرنے کی کوشش کروں گا۔ کہ جن پر بھی رب تعالی کا یہی فضل خاص ہے۔ اور جب آپ انکے چہرے پر نظر ڈالیں تو خدا یاد آئے۔ جنکی زلفوں کو دیکھ کر انکے نانا مکرم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آئیں۔ جنکی آنکھوں کو دیکھ کر انکے دادا مکرم حضور مولا مرتضیٰؓ یاد آئیں۔ جنکے حسن کو دیکھ کر حضرت امام حسنؓ مجتبے یاد آئیں۔ جنکی باتوں کو سن کو حضرت امام حسینؓ ابن مولا مرتضیٰؓ یاد آئیں۔ جنکی کرامات دیکھ کر حضور غوث الاعظمؒ نواسہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آئیں۔ غرضیکہ جنکی ہر ہر ادا دیکھ کر قبلہ حضور مفکر اسلام نظر آئیں۔ میری مراد جانشین قبلہ حضور مفکر اسلام قبلہ حضرت پیر سید علی امام جیلانی مدظلہ العالی ہیں۔

اگر کوئی اہل نظر ہو گا تو میری اوپر بیان کردہ باتیں محض اسے لفاظی نظر نہیں آئیں گی۔ بلکہ وہ یہ مانے گا کہ قبلہ حضور غوث الاعظمؒ کے سلسلے کے اس گدی نشین پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات اور حضور غوث پاکؒ کی خاص قسم کی نظر عنایت ہے۔ جو کہ محض چالاکی اور قوت بازو سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اور انکو دیکھ کر تصوف کی ایک اہم بات بھی میری سمجھ میں حقیقت بن کر آئی۔ وہ یہ کہ حضرت پیر سید علی امام جیلانی مرید نہیں بلکہ مراد ہیں۔ چنانچہ امام قشیریؒ اپنے رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں۔ کہ

حضرت جنیدؒ نے فرمایا: مرید کو اس کے علم کی سوجھ بوجھ آگے بڑھاتی

ہے۔جبکہ ''مراد'' اللہ کی حفاظت میں آگے بڑھتا ہے۔کیونکہ مرید کا کام پیدل چلنا ہوتا ہے۔اور مراد گویا اُڑ رہا ہوتا ہے۔تو آپ ہی بتایئے کہ ایک پیدل شخص بھلا اڑنے والے سے کیسے مل سکتا ہے؟

اسی طرح حضرت استاد ابو علی دقاقؒ فرماتے تھے کہ 'مرید' مشقتیں جھیلتا ہے اور ''مراد'' جس سے اُٹھالی گئی ہوں۔پھر فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو مرید تھے اسی لئے عرض کی رب اشرح لی صدری (اے رب میرا سینہ کشادہ فرمادے) لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''مراد'' تھے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم نشرح لک صدرک وو ضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک ورفعنا لک ذکرک (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا بوجھ اتار لیا۔جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی،اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا)

آپکی پیدائش سے پہلے کے واقعات:

قبلہ حضرت پیر سید علی امام شاہ صاحب گیلانی کے پیدا ہونے سے پہلے کے بے شمار ایسے واقعات ہیں۔کہ جنکو بیان کرنے سے آپکی ذات پر پڑے پردوں کو ہٹانے کا موقع ملے گا۔اور قارئین کرام کو بہت اچھی طرح اندازہ ہوگا۔کہ آنے والی شخصیت کس کی بھیجی ہوئی ہے؟ دنیاءِ روحانیت کے شاہسواروں پر آپکا مقام اور مرتبہ ظاہر ہے۔ہاں البتہ مجھ جیسے لوگوں کو ان واقعات کے پڑھنے کے بعد آپکی ذات کے بارے میں جاننے میں انشاء اللہ

بہت مدد ملے گی۔

بشارتِ غوث اعظمؒ

حضرت پیر سید انور شاہ صاحب کاظمی آف بیڈفورڈ برطانیہ نے ماھانہ گیارہویں شریف کی مجلس اور نجی محفلوں میں بھی اس واقعہ کا ذکر کئی بار کیا ہے۔ کہ قبلہ حضرت پیر سید علی امام شاہ صاحب جیلانی کی پیدائش سے تقریباً ۶ یا ۷ سال پہلے ایک دن میں اور چند اور علمائے کرام و کچھ احباب صبح کی نماز قبلہ حضرت پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی کے پیچھے ادا فرما رہے تھے۔ نماز کے بعد جونہی سلام پھیرا پیچھے کی طرف مڑ کر ایک شخص کو مخاطب کر کے فرمایا۔ جو تم سوچ رہے ہو وہ کبھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ مجھے حضور غوث الاعظمؒ نے فرمایا ہے کہ اب جو بیٹا تیرے ہاں پیدا ہوگا۔ وہی تمہارا جانشین ہوگا۔ جس پر اس شخص نے اپنی گردن جھکالی۔

بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

یہ بات اور اسطرح کی کچھ اور باتیں خود راقم کے ساتھ پیش آئیں۔ قبلہ حضرت پیر سید علی امام جیلانی شاہ صاحب کی ولادت باسعادت سے تقریباً ساڑھے تین سال پہلے صبح کی نماز سے کچھ وقت پہلے یہ خواب دیکھا کہ اچانک جس کمرے میں میں سویا ہوا تھا۔ وہ سارا کمرہ سفید روشنی سے بھر گیا اور میرے اوپر بھی سفید رنگ کی چادر پڑی ہوئی تھی۔ غرضیکہ ہر شے ایسی سفیدی سے بھر گئی کہ میں نے آج سے پہلے ایسی سفیدی نہیں دیکھی تھی۔ پھر اچانک چھت درمیان

سے پھٹ گیا اور حضرت عیسی علیہ السلام (جنکے بدن کے گرد سفید چادریں لپٹیں ہوئی تھیں) میرے کمرے میں تشریف لے آئے۔ اور آتے ساتھ ہی آپ نے مجھ سے فرمایا: جو دعا تم اپنے حضرت صاحب کے بیٹے کے لئے مانگ رہے ہو۔ وہ پہلے سے ہی منظور ہوئی ہوئی ہے۔ اسکے بعد آپ واپس آسمان کی طرف تشریف لے گئے۔

جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت حیران ہوا۔ کہ یہ دعا تو میرے دل میں تھی اور آج تک کسی کے ساتھ ذکر تک نہیں کیا۔ خیر میں شام کو جب قبلہ حضور مفکر اسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو خواب سنانے کی اجازت ملنے پر۔ میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔ جس پر میں نے آپ کو بہت زیادہ خوش ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور فرمایا۔ یہ خواب مبشرات میں سے ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کو جو بیٹا آئندہ اللہ تعالی مجھے دے گا۔ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی خوبیوں کا مظہر ہوگا۔

کرامتِ حضرتِ سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا

آپکے نانا محترم شاہد رانا صاحب نے بتایا کہ یہ خواب میری صاحبزادی صاحبہ نے مجھے سنائی۔ کہ پاکستان سے واپس یو کے آرہے تھے۔ اور جہاز میں حالت خواب میں سیدہ کائنات، جان مصطفیٰ ؑ حضرت طیبہ طاہرہ سیدہ فاطمۃ الزھرہ سلام اللہ علیہا کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور آپ نے ایک بچہ مجھے دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ بیٹا یہ میرا ایک نور ہے۔ جو میں تجھے سونپ رہی ہوں۔ اسکا خیال رکھنا۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ کائنات کی جو پہلی قطب ہیں (علامہ شامی نے اپنے

رسائل میں لکھا ہے کہ کائنات کی پہلی قطب سیدہ کائنات ؓ کی ذات پاک ہیں)۔جب وہ کسی کی نہ صرف آمد کی اطلاع بلکہ خود دینے کے لئے تشریف لائیں ۔تو اسکی عزت و عظمت کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔کہ آنے والا کیسی کیسی خوبیوں اور کمالات رکھنے والا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

قارئین: یہ خوابوں کا سلسلہ بھی بہت پرانا ہے۔جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ

رویا المومن جزء من ستةو اربعين جزئا من النبوة

مومن کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

(رقم ۱۸۷۶، ۱۸۷۵، ۱۸۷۴۔بخاری)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مبشرات (بشارت دینے والے) خوابوں کے بارے میں فرمایا

لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرویا الصالحة

نبوت سے محض مبشرات باقی رہ گئے ہیں صحابہ کرام نے عرض کی (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مبشرات کیا ہیں۔آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: اچھا خواب

(رقم: ۱۸۷۷۔بخاری)

پھر والضحیٰ کے مکھڑے والے نے اپنے چہرہ زیبا کو دیکھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا

من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتخیل بی ورء یاالمومن جزء من ستہ و اربعین جزء من النبوۃ

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اسنے مجھے ہی دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری شکل نہیں اختیار کرسکتا۔ اور مومن کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

(رقم ۱۸۸۰،!۱۸۸۔ بخاری)

اسی طرح قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ذکر کیا ہے

(سورۃ یوسف: آیت۔ ۱۰۰۔۱۰۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کا بیان کیا

(سورۃ الصفت: آیت۔ ۱۰۲۔۱۰۵)

پیدائش مبارک جانشین قبلہ حضور مفکر اسلام

قبلہ حضرت پیر سید علی امام شاہ صاحب گیلانی ۱۳ ستمبر ۲۰۱۰ بروز سوموار اس روحانی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ کہ جس گھرانے کے گدی نشین قبلہ حضور مفکر اسلام ڈاکٹر پیر سید عبدالقادر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی (عالم اسلام میں روحانی اور علمی میدان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے) آپکے والدِ گرامی قدر ہیں۔

اور پھر دن کا بابرکت ہونا بھی عالم اسلام میں بہت اہمیت رکھتا

ہے۔جیسا کہ قرآن کے آنے کی برکت سے پورا وقت برکت والا ہو گیا۔اور قیامت تک برکت والا ہو گیا۔جب لوٹ لوٹ کے آتا رہے گا۔برکت لاتا رہے گا۔حضرت آدم علیہ السلام کا جمعہ والے دن پیدا ہونے کی برکت سے وہ دن برکت والا ہو گیا۔اور قیامت تک برکت والا ہو گیا۔اسی طرح محبوب کبریا علیہ السلام کے میلاد کا دن سب سے بڑا(کیونکہ باقی تمام نعمتیں طفیلی ہیں۔اصل باعثِ تخلیق کائنات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہیں) برکت والا دن ہو گیا۔اور قیامت تک برکت والا ہو گیا۔جب وہ وقت لوٹ لوٹ کر آتا رہے گا برکت لاتا رہے گا۔تو اس طرح قبلہ پیر سید علی امام جیلانی مدظلہ العالی کو سب سے بڑے بابرکت دن سوموار کا ملنا بھی خالق کل کی طرف سے دی جانی والی بہت بڑی فضیلت ہے

پیدائش کے بعد کے خرق عادت واقعات

آپکی پیدائش کے بعد بھی ایسے کئی واقعات رونما ہوئے ہیں۔اور ابھی تک ان باتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ان میں سے کچھ کا ذکر کئے دیتے ہیں تاکہ اہل طریقت واہل عقیدت اور بالخصوص قبلہ حضور مفکر اسلام کے تمام مریدین کے دل وروح کو نئی تازگی ملے۔

ا۔قبلہ حضور مفکر اسلام کی ایک مریدہ (جو کہ طریقت کے اسباق میں کافی ترقی کر چکی ہیں) نے یہ خواب سعید سنایا۔کہ میں نے سید علی امام جیلانی صاحب کی پیدائش کے قریبا ایک سال بعد خواب دیکھا۔کہ نبی پاک صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی کی ذات پاک قیام پذیر ہیں ۔اور سید علی امام جیلانی ان دونوں ہستیوں کے سامنے کھیل رہے ہیں ۔تو میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: اگر سید علی امام جیلانی پیدا نہ ہوتے تو ہم لوگوں نے تو یہی سمجھ لیا تھا کہ ہمارے حضرت صاحب کا سلسلہ اب ختم ہو چلا ہے۔جس پر سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اسی لئے ہم نے اسے بھیجا ہے'' ۔اب ذرا اس جملے پر غور فرمائیں تو بہت سارے پردے ہٹنا شروع ہوجاتے ہیں۔ مثلاً

☆ جنکے بھیجنے والے مدینے والی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں۔اور بھیجنے والے کو پتہ ہو کہ کیوں بھیجا گیا ہے تو پھر آنے والے کو بھی پتہ ہوگا؟۔بھیجنے والوں نے کوئی پروگرام دیکر بھیجا ہوگا؟۔جب بھیجنے والے کسی کو بھیجتے ہیں۔تو اسکی عزت، سیکیورٹی، رہنا وغیرہ ہر شے کا بھی ذمہ انکا ہوتا ہے۔

۲۔قبلہ حضور مفکر اسلام کے خلیفہ سائیں فقیر صاحب قادری بتاتے ہیں کہ انہوں نے بھی ایک دفعہ دیکھا کہ تین گھوڑے کھڑے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات قیام فرما ہیں۔تو میں نے عرض کی کہ بندہ نواز یہ گھوڑے کس کے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک میرے لئے اور ایک سید علی امام کے لئے اور ایک انکے والد صاحب کے لئے ہے۔

۳۔علامہ قاری عزیز حیدر صاحب نے خواب میں دیکھا کہ سالانہ عرس مبارک ہو رہا ہے۔اور حضرت صاحب قرآن پاک کا درس دے رہے ہیں ۔اور حاضرین بیٹھے ہوئے ہیں ۔کہ اتنے میں دروازے سے قبلہ حضور مفکر اسلام کی والدہ ماجدہ سیدہ بی بی جان فاطمہؒ قبلہ پیر سید علی امام جیلانی شاہ صاحب کو اُٹھائے ہوئے داخل ہوتی ہیں ۔تو قاری صاحب نے پوچھا کہ قبلہ حضرت پیر سید ولائت علی شاہ صاحب جیلانیؒ نہیں آئے ۔تو آپ نے فرمایا کہ وہ پیچھے آ رہے ہیں ۔اور ساتھ ہی مجھے فرمایا کہ چند لوگوں نے میرے بیٹے کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔تم میرے بیٹے کے وفادار رہنا۔

بیعت مبارک اور جانشینی کا اعلان

قبلہ پیر سید علی امام جیلانی شاہ صاحب ابھی ۳سال کی عمر کے تھے۔کہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے آپکے بارے میں اعلان فرمایا کہ یہ میرا بیٹا میرا جانشین ہے۔اور پھر آپ نے آپکے نام مبارک کے ساتھ جانشین حضور مفکر اسلام لکھوا کر سنگ مرمر کی تختیاں اپنے والد گرامیؒ اور نانا مکرمؒ کے درباروں پر لگوادیں ۔اور پھر سالانہ عرس مبارک پر فرمایا کہ یاد رکھنا: ایک وقت آئیگا کہ میرے اس بیٹے کے مقابلے کا کوئی عالم نہیں ہوگا اور اور کوئی صوفی نہیں ہوگا۔

پھر خدا کی شان دیکھئے کہ جب آپ کی عمر مبارک قریبا چار سال ہوئی تو پاکستان میں ایک دن جمعہ والے دن کو حضرت صاحب کے کمرے میں تشریف لائے اور فرمانے لگے ابو جی: مجھے بیعت کریں ۔چنانچہ والد گرامی نے کپڑا ہاتھ

میں دیا۔اور جو جو کلمات آپ ادا کرتے گئے۔آپ بھی اسی طرح دہراتے گئے۔پھر کچھ دنوں کے بعد رات کے قریبا دو بجے آپ اُٹھ کر قبلہ والد گرامی کے کمرے میں تشریف لائے (تو آپکے ہاتھ مبارک میں ایک پگڑی تھی) اور عرض کی کہ ابو جی مہربانی فرما کر مجھے ''خلافت'' عنائت فرمائیں۔جس پر قبلہ حضور مفکر اسلام نہایت خوش ہوئے اور آپکو خلافت کی پگڑی باندھی گئی۔

قارئین کرام: اب ذہن میں سوال اُٹھتا ہے کہ اتنی کم عمری میں خلافت کا عطا کرنا اور جانشین بنا دینا بظاہر کچھ عجیب سا لگتا ہے مگر عرض کرتا ہوں کہ وہ وقت یاد کریں جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا

الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

(ترمذی)

تو کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال نہیں کیا۔کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تو ابھی معصوم ہیں۔نہ ہجرت کی نہ جہاد کیا، نہ صعوبتیں برداشت کیں۔تو پھر سرداری انکے سر پر کیسے سجادی گئی؟ اسکا مطلب وہ ہستیاں بھی جانتی تھیں کہ اس گھر کے بچے ہو کر کے بھی بچے نہیں۔کیونکہ جنکی سواری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتے ہوں۔جنکے کپڑے جنت سے آتے ہوں۔جنکے لئے فرض نمازوں میں امام الانبیاء سجدے لمبے کر دیتے ہیں۔جنکی والدہ ماجدہؓ کے ہاتھوں کے بوسے خود امام الانبیاء لیتے ہوں۔اپنی جگہ پر

بٹھاتے ہوں۔آپکے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اور پھر جوجنتی عورتوں کی سردار ہیں۔اور جنکے والد گرامی انامدینۃ العلم ہوں، عربوں کے سردار ہیں وہ خود جنتی جوانوں کے سردار کیوں نہیں ہوسکتے۔

اسکا مطلب بعض دفعہ عام حالات سے ہٹکر، نارمل پروسیجر کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے بھی کبھی کوئی کام کرلیا جاتا ہے۔اور اسی کو فضل اختصاصی کہتے ہیں

اسی طرح جب کسی کو اپنی جگہ جانشین بنادیا جاتا ہے۔تو یہ بات سب کو پتہ چل جاتی ہے۔کہ آئندہ اس ہستی کا ہر حکم، لینا دینا، وغیرہ اسی حکم میں ہوگا ۔آسان لفظوں میں یہ کہ جانشین بنانے والی ہستی یہ اعلان کرتی ہے۔کہ جس جس کا میں پیر ہوں جس جس کا میں روحانی پیشوا ہوں آج کے بعد اس اس شخص کا یہ میرا جانشین پیر ہوگا اور اس اس شخص کا یہ روحانی پیشوا ہوگا

جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

جسکا میں مولا ہوں اسکے علی مولا ہیں

یعنی جس جس کا میںؐ مولا ہوں اس اس کے علیؓ مولا ہیں۔جو جو مجھے مولا سمجھتا ہے وہ وہ علی کو بھی مولا سمجھے۔جسکے بعد حضرت عمر فاروقؓ مرادرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

کہ اے علی! آج کے بعد آپ میرے بھی مولا ہیں اور ہر مومن کے مولا ہیں

چند موجودہ واقعات

آپ چونکہ مادرزاد ولی ہیں اسلیئے آپ سے اکثر خرق عادت کام رونما ہوتے رہتے ہیں

ایک دفعہ آپ اپنے صحن میں کھیل رہے تھے کہ اچانک کھیلتے کھیلتے فرمانے لگے۔ کہ وہ گندے لوگ میرے مرید کو پیچھے سے گولیاں مار رہے تھے۔ جب وہ مسجد سے نکل رہا تھا۔ خلیفہ حافظ اشتیاق علی قادری صاحب اور راقم وہاں موجود تھا۔ ہم نے فوراً پوچھا کہ شاہ جی: کس کو کون گولیاں مار رہا تھا۔

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور اسکے بعد کھیلنا شروع ہو گئے۔ اسکے بعد پانچ یا چھ گھنٹے بعد پاکستان سے اطلاع آئی کہ آپکے فلاں مرید کو انکے گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے پیچھے سے گولی مار کر شہید کیا گیا۔ تب ہم لوگوں کو اصل بات کی سمجھ آئی۔ کہ اس وقت آپ کیا فرما رہے تھے۔

☆اسی طرح آپ اپنے والد گرامی کا نعرہ مارنے کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی والد گرامی کا نعرہ لگاتے ہیں۔ مگر اگر کوئی آپکے نام کا نعرہ لگائے تو منع فرما دیتے ہیں۔ کہ میرے نام کا نعرہ نہیں لگانا صرف ابو جی کا نعرہ لگاؤ۔ ایک دفعہ عید والے دن راقم نے آپ سے پوچھا۔ کہ اس دفعہ آپ سالانہ عرس مبارک پر تقریر فرمائیں گے؟ تو فرمانے لگے صرف ابو جی تقریر فرمائیں گے۔ اور میں نعت پڑھوں گا۔ تو میں نے عرض کی کہ پھر آپ کے نام کا نعرہ لگاؤں گا۔ آپ کافی غصے میں آگئے۔ اور فرمانے لگے۔ میرے نام کا نعرہ نہیں لگانا۔ صرف ابو جی کا نعرہ

لگاتا ہے۔میرے منہ سے اچانک نہ چاہتے ہوئے نکل گیا کہ شاہ جی مجھے تو نہیں معلوم کہ کیوں نہیں آپ کا نعرہ لگاتا؟ تو آپ چند قدم چلنے کے بعد واپس تشریف لے آئے۔اور میرے کان کے پاس سرگوشی کے انداز میں فرمانے لگے۔

''وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اپنے نعرے لگانے سے منع کیا ہوا ہے ناں اسلئے''

میں آپکا جملہ سنکر ششدر رہ گیا کہ اس عمر میں تو بچوں کو کھیلنے کودنے کے علاوہ کسی شے کا پتہ نہیں ہوتا مگر اتنی بڑی بات؟ اگر کسی بچے کو یہ جملہ سکھائیں بھی تو میرا نہیں خیال کہ وہ اسطرح فی البدیع بول سکے گا۔اور پھر ایسے رازدارانہ انداز کے ساتھ؟

☆ اسی طرح یاسر قادری صاحب (جن کو آپ پیار سے حاجی گپی کہتے ہیں) نے یہ واقعہ سنایا۔کہ قاری عزیز حیدر صاحب کے والد صاحب کافی سخت بیمار تھے۔انہوں نے فون کیا کہ قبلہ حضور مفکر اسلام سے عرض کریں کہ میرے والد صاحب کی صحت کے لئیے دعا فرمائیں۔چنانچہ قبلہ حضور مفکر اسلام نے انکے لئیے دعا فرمائی۔تو تقریباً آدھے گھنٹے بعد قاری صاحب کا فون آیا کہ الحمد اللہ کچھ بہتر ہو گئے ہیں۔انکے فون کے پانچ منٹ بعد سید علی امام جیلانی شاہ صاحب کھیلتے ہوئے فرمانے لگے۔وہ قاری صاحب کے ابو فوت ہو گئے ہیں ۔اور پھر کھیلنا شروع کر دیا۔اسکے ٹھیک آدھے گھنٹے بعد قاری صاحب نے فون کیا کہ میرے والد صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔تو یاسر قادری

صاحب نے پوچھا: کہ قاری صاحب کس وقت فوت ہوئے ہیں۔تو جو ٹائم قاری صاحب نے بتایا تھا۔ٹھیک اسی ٹائم قبلہ پیر سید علی امام جیلانی شاہ صاحب نے بھی فرمایا تھا۔

☆ایک دن سکول میں ٹیچر نے کہا کہ آپ نے short نہیں پہنی ہوئی۔تو آپ نے فرمایا کہ میں سید کا بیٹا ہوں۔مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میری ٹانگیں برہنہ ہوں۔اسی طرح خلیل صاحب قادری (لیوٹن والے) کی اہلیہ (جنکو پیر سید علی امام جیلانی ''بے جی'' کہتے ہیں) ایک دفعہ آپکے گھر کچھ کام کر رہی تھیں۔کہ انکا دوپٹہ گر گیا۔اور انہوں نے اپنا کام جاری رکھا کہ ختم کر کے اُٹھا لونگی۔اتنے میں قبلہ پیر سید علی امام جیلانی تشریف لائے تو فوراً دوپٹہ اُٹھا کر دیا اور فرمایا ہم مسلمان ہیں اپنے سر کو ننگا نہیں کرتے۔

☆اسی طرح جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے والد گرامی قبلہ حضور مفکر اسلام کے پاؤں اور ٹانگیں دبانا شروع کر دیں۔جب آپ گاڑی میں آ کر کے بیٹھے تو حضرت صاحب کے ڈرائیور محمد آصف قادری صاحب نے سید علی امام جیلانی کی ٹانگیں اور پاؤں دبانا شروع کر دیں۔تو فرمانے لگے دیکھو ذرا: میں نے اپنے ابو جی کی ٹانگیں اور پاؤں دبائے تو کوئی میرے دبانے لگ پڑا ہے۔

قارئین: جن لوگوں کے بچے ہیں وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ چار سال کی عمر کا بچہ ذہنی طور پر کس معیار کا ہوتا ہے۔وہ کہاں اس قابل ہوتا ہے کہ گزرے واقعات کو حال کے واقعات کے ساتھ موازنہ کرنا جانتا ہو۔بلکہ

موازنہ کر کے نتیجہ نکال کر دے۔ اور پھر یہ سمجھ بوجھ بھی رکھتا ہو کہ جیسا نتیجہ میں نے حاصل کیا ہے۔ اسکو دوسروں کو بھی بتانا چاہیے

قارئین: اصل میں جنکے جدان پاک اپنے بچپنے میں جانتے ہوں کہ ہم کون ہیں اور ہمارا کیا مقام ہے ۔جیسا کہ حسنین کریمینؓ نے فرمایا تھا کہ یہ ہمارے نانا کا منبر ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو فرمانا کہ تم ہمارے غلام کے بیٹے ہو۔۔۔۔۔۔ پھر جنکے دادا حضور غوث الاعظمؒ کے بچپن میں دودھ پینے اور نہ پینے سے لوگوں کے روزے رکھنے کے فیصلے ہوتے ہوں وغیرہ وغیرہ ۔اس گھر کے ہر بچے کا کیا کہنا۔ مگر جو خاص ہیں انکا تو کوئی ثانی ہی نہیں ہے۔

خدایا بحق بنی فاطمہ   کہ برقول ایماں کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول   من و دست دامان آل رسول

حضرت علامہ صائم چشتی علیہ رحمۃ اللہ کے تراجم

تفسیرِ کبیر

تفسیرِ خازن

فتوحاتِ مکیہ

اسنیٰ المطالب

روضۃ الشہداء

کتاب النفس والروح

ہدیۃ المہدی

والدینِ مصطفےٰ

ریاض النضرہ

شرفِ سادات

خصائصِ علی

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم تحقیقی تصانیف

مشکل کشاء

ایمان ابی طالب

البتول

شہید ابن شہید

گیارہویں شریف

المدد یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

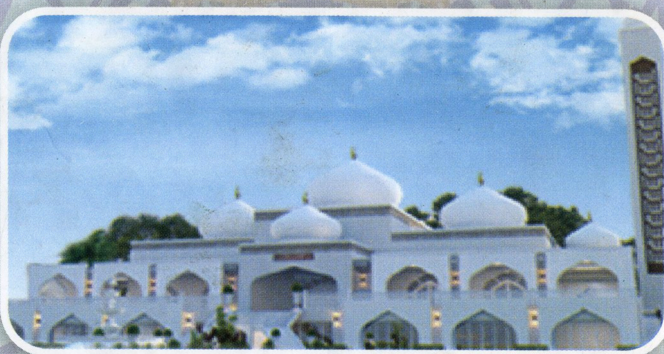
الصدیق

خطباتِ چشتیہ

کُلیات صائم چشتی

پھل تے کنڈے

خاتون جنت



جامع مسجد قادریہ جیلانیہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد



قادریہ جیلانیہ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد